شبیہ خواجہ میرزا قمر الدین خان متخلص بہ راقم دہلوی مصنف دیوان ہذا

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا
الحمد للہ کہ یہ دیوان سحر بیان مسرت بخش دل و جان از تصنیف سخنور بے مثال
و شاعر شیرین مقال فخر جہان نامور ہندوستان بکمال فصاحت و بلاغت یکتا المعروف
نغمۂ اردو
المسمے بہ
کلیات رقم
نتیجہ قلم مشکین رقم جوہر کلک گوہر سلک جناب خواجہ مرزا قمر الدین حسن صاحب خلف اکبر خواجہ
بدیع البیان سحبان دوران بوستان خیال نیر فخر المتاخرین خصوصاً نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب دہلوی
بمطبع فیض المطابع بحسن سعی مرزا عبدالغفار زیور طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف — غزل در حمد

حسن یکتائی پہ لاشے کا ہے زیور تیرا
بوالعجب ذات پہ یہ حیرتی پیکر تیرا

شے میں شے تو ہے نہ جوہر میں ہے پیکر تیرا
لعل میں لعل نہ گوہر میں ہے گوہر تیرا

کیا تماشا ہے کہ ہر شے میں ہے مظہر تیرا
لیکن آتا نہیں ادراک میں جوہر تیرا

نام وہ نام کہ موجود ہے موجود نہیں
ذات وہ ذات کہ شخصی نہیں پیکر تیرا

رنگ وہ رنگ نہیں رنگ ممیز جس کا
حسن وہ حسن کہ تشخص سے باہر تیرا

پردہ وہ پردہ کہ صورت پس جلباب نہیں
جلوہ وہ جلوہ کہ خود بینی میں مضمر تیرا

بو بھی ہوتی جو دوئی کی تو نظر آجاتا
گھر کے اندر کبھی جلوہ کبھی باہر تیرا

گھر بھی وہ گھر کہ جہت جسکی جہت سے نابود
ہو ولا ہو ہے مگر خانۂ بے در تیرا

خانہ ہوتا تو تجسس سے معتبر ملتا
رات دن میں کبھی کھلتا در منظر تیرا

خاک میں عمر ملی پر نہ ملا گھر ہمکو
منظر غیر نے دھوکا دیا اکثر تیرا

عقل پھرتی ہی رہی ڈھونڈتی تیرا مسکن
کھوج دیکھا ہی کیا باصرہ در در تیرا

تیرا دیدار ہے تکرار تجلی شاید
نہیں ہوتا نہیں ہوتا جو مکرر تیرا

مسجد و کعبہ و بتخانے مین دیکھا نملا — غیر محراب عبادت کہین مظہر تیرا
تو نہین ہے تو فلک پر یہ تماشا بنکر — کیون دکھاتے ہین نمونہ مہ و اختر تیرا
ڈال رکھا ہے تحیر مین کرشمون نے تیرے — وقف نظارہ نہین حسن منور تیرا
سنگ بھی در پہ نرکھا کہ نشانی رہتی — دھوکا کھاتا نہ کوئی عاشق مضطر تیرا
کیسی حیرت ہے زمانہ مین ہو شہرت تیری — پھر کسی کو نہو دیدار میسر تیرا
طور کی جلوہ گری عام اگر ہو جاتی — پردہ داری کا نہ آتا گلہ لب پر تیرا
سچ تو یہ ہے تجھے منظور نہین جلوہ گری — نام تشخیص سے ہو شخص معتبر تیرا
جس نے سمجھا تجھے حسن بشری مین سمجھا — جوہر ذات تو سمجھا ہے پیمبر تیرا
آنکھ کھولی ہے تو ہمنے تیرا جلوہ دیکھا — ہوش آیا تو سنا نام بھی گھر گھر تیرا

کیون نہ سمجھے تجھے یہ راقم حق مین موجود
دیکھے ہر جلوہ مین جب جلوہ برابر تیرا

غزل در تصوف

قائل تو پہلے ہو دل نادان وجود کا — پھر مسئلہ بھی پوچھیو بحث شہود کا
آسان نہین ہے جاننا رستا کشود کا — پیچیدہ ہے معاملہ اس تار و پود کا
شرح شہود کھیل نہین فہم چاہیئے — نظارہ دل لگی نہین تاب شہود کا
واعظ سے ہمکو بحث نہین کچھ کہا کرے — وہ تو مرید ہے رہ و رسم قیود کا
کانون سے سن حدیث جہان مین جود کو — آنکھون سے دیکھ اپنے تماشا وجود کا
تمثال ہے وجود کی سامان برق طور — نظارہ کلیم ہے برہان شہود کا
یہ گوشہ نقش و نگار بساط دہر — پیش نظر ہے آئینہ حسن وجود کا

نشو و نمائے عالم ہستی پہ کر نظر
وحدت کا وہ شہود ہے مظہر وجود کا

یہ جلوہ جلوہ لالہ و گل شاہدان باغ
تصویر ہین وجود کی پیکر شہود کا

عنصر کا اعتدال خلا مین خیال کر
پانی مین خاک باد مین سرمایہ دود کا

بیت الحرم مین جلوہ گری کسکی ذات کی
محراب بندگی ہے نشان کس شہود کا

بیت الصنم مین چشم صنم کی اشارتین
ایما شہود کا ہے اشارہ وجود کا

مسجود کس کا عام ہے معبود کس کا نام
کعبہ ہے کس کے نام کا قبلہ سجود کا

برگ شجر مین ریشہ دوانی گواہ ہے
رگ رگ مین ہے لکہا ہوا طغرا وجود کا

زاہد کی ناصیہ پہ ہے صوفی کی سینہ پر
دہبا عیان وجود کا جہلکا شہود کا

معنی کہلین وجود کی عینک ہو حق نما
ادراک عقل سرمہ ہو چشم حسود کا

کس کو ہے اختیار بقا و فنائے شے
قادر ہے کون عالم نابود و بود کا

نزدیک ہے خیال کے ادراک کے قریب
شہود کا مشاہدہ جلوہ ودود کا

شاہد ہے عام جلوہ گری مہر و ماہ کے
دورہ بہی ہے گواہ سپہر کبود کا

راقم نہین وہ آنکہہ جو لاشے کو دیکہیے
لاشے کا شے مین جلوہ ہے پرتو وجود کا

غزل نعتیہ

عجب حسن آفرین مطلع ملا شان محمدؐ کا
سزاوار صفات ذات شایان محمدؐ کا

ازل سے ہون مین ابجد خوان دبستان محمدؐ کا
سبق بہولا نہین ارکان ایمان محمدؐ کا

ستایش مین مری وہ لطف ہے شان محمدؐ کا
کہ عزم حق مین مضمر شوق ارمان محمدؐ کا

ثنا مین تیز زبان ہون منہ سے مری پہول جہڑتے ہین
بنے گلدستہ ہر گل طاق ایوان محمدؐ کا

بڑا احسان ہو یارب تم اگر لوح و قلم دیدو — بیان مجھسے سنو پھر رفعت شان محمدؐ کا

نوا سنجی مری پہونچائے پھر روح الامین تکب — سلام شوق رب پیغام یزدان محمدؐ کا

عروج شاہِ عالم کا ہو سامان عرش اعظم پہ — خدا ہے میر سامان آپ سامان محمدؐ کا

مسلمان جائین دوزخ مین یہ سب کہنے کی باتین ہین — اشارا ہو چکا ہے چشم و مژگانِ محمدؐ کا

رہائی خاکسارون کی نہو یہ بھی تماشا ہے — خدا کو کیا نہو گا پاس پیمان محمدؐ کا

نہین ہوگا نہین ہوگا کبھی منظور داور کو — گریبان چاک دیکھے خاکسارانِ محمدؐ کا

ہر ایک آزاد بندہ ہے غلامانِ محمدؐ مین — کہ آزادی مین ہے پابند فرمانِ محمدؐ کا

مسلمان مین بھی ہون کہنے کو ہو جائے اگر مجھپر — محمدؐ کی نوازش رحم یزدانِ محمدؐ کا

نہ پہونچایا مری قسمت نے صحرائے مدینہ تک — رہا دل کا ہے دل مین شوق میدانِ محمدؐ کا

سنبھل کر راہ یثرب مین قدم رکھہ آبلہ پائے — نہ ٹوٹے پانو سے کانٹا بیابانِ محمدؐ کا

نہ دیکھا ہمنے دنیا مین تو دیکھین گے قیامت مین — تماشا عام اودس حسن فراوانِ محمدؐ کا

نہو مایوس تو راقم یہ گل بھی کھلنے والا ہے
نسیم رحم یزدان سے گلستان محمدؐ کا

ردیف الف غزلیات عاشقانہ

جان کو روگ لگانا ہے پھنسانا دل کا — ڈالنا آگ مین ہے دل سے لگانا دل کا

یا الٰہی کہین ہو جائے ٹھکانا دل کا — دیکھا جاتا نہین غمگین [illegible] زمانا دل کا

جانتا ہون نگہِ ناز کی کج بینی کو — نظرون نظرون مین ہے مقصود چرانا دل کا

شرم سے نیچی نہین چشم فسونگر کا غمر — خاک مین چاہتی ہے اور ملانا دل کا

زندگی کے گئے اسباب کرین کیا جی کر — کچھ طبیعت کا پتہ ہے نہ ٹھکانا دل کا

آرزوئے دلِ ناکام نکالو اب تم
پوچھتے کیا ہو تغافل سے فسانا دل کا

آنکھ مین پھرتا ہے وہ مشغلہ راز و نیاز
سنتین میری کسی کا وہ جلانا دل کا

وہ بلاتے ہین نہ ہم جاتے ہین مشکل یہ ہی
حسرتون مین یون ہی کٹتا ہے زمانا دل کا

اپنی بے مہریان بے مہر تجھے یاد بہی ہین
وصل مین روٹھنا ہر بار دکھانا دل کا

آرزوئے شب عشرت ہے وہ ہوگی کتنی
کیا نکالے کوئی ارمان پرانا دل کا

دل کا لینا تمہین منظور ہے اچھا لے لو
لیکن ارمان بہی پہلے کوئی جانا دل کا

ناز دل گیر نہ جانانہ ادائین آئین
تمکو آیا بھی تو آیا ہے ستانا دل کا

رات تھوڑی سی ہے ارمان بہت ہین اے قمر
چھیڑ دینا تمھین یار فسانا دل کا

سوزِ فراق سے دلِ بیتاب جل گیا
اچھا ہوا کہ عشق کا طولِ امل گیا

اقرار وصل کا ہوا اور ہو کے ٹل گیا
اون کا تو ایک کھیل تھا یان دم نکل گیا

غیرون کے اب تو ناز اُٹھانے پڑے تمہین
بارے غرورِ دل کا طبیعت کا بل گیا

ہم مرگئے بلا سے کسی کو خوشی ہوئی
ارمان نہ نکلا اپنا کسی کا نکل گیا

دیوانہ بن کے رام کیا ہم نے یار کو
آخر فریبِ عشق تھا کافریہ چل گیا

آنے کو آپ آئین گے وہ شوق اب کہان
آنکھون مین رات کٹ گئی ارمان نکل گیا

اچھا تھا بدلے وصل کے جاتا دلِ حزین
افسوس یہ بہی مفت گیا بے محل گیا

بیگانگی نے یار کی وحشی بنا دیا
جو ذوق وصل دل مین تھا وہ بہی نکل گیا

کس کو غرض تھی بیٹھتا پہلو مین یار کی
اُٹھنے دیا نہ دل نے یہ ظالم مچل گیا

وعدہ کیا ہے آئے نہین خیر یہ سہی
تسکین دل کی ہوگئی مضطر سنبھل گیا

فرقت کے غم نے کھو دئے اسباب آرزو
ایک دل رہا ہے نام کو وہ آج کل گیا

ہم تو گئے تھے دیکھنے اونکی ادائے چشم
اک برق تھی کہ دل پہ گری دل ہی جل گیا

الفت جتا کے ہمنے ڈبو دی رہی سہی
بے مہر مہربان تھا تیور بدل گیا

دل کا جگر کا حال مری پوچھتے ہو کیا
رہنا تھا جسکو رہ گیا جلنا تھا جل گیا

اچھا ہوا کہ لے لیا غارت گرون نے دل
کھٹکا قضا کا مٹ گیا خوف اجل گیا

امید قطع ہو گئی صبر آگیا ہمین
اک خار غم کھٹکتا تھا وہ اب نکل گیا

حیران ہین پارہ دوز جنون کا علاج کیا
دامن سیا نہ تھا کہ گریبان نکل گیا

راقم سخن کی قدر تو بارے دکن مین ہے
اہل سخن کا سنتے تھے ذوق غزل گیا

مجکو انسان خدایا نہ بنایا ہوتا
ہان بنانا تھا تو شیدا نہ بنایا ہوتا

مثل مجنون مجھے دیوانہ بنایا ہوتا
بہر خرسندئے جانانہ بنایا ہوتا

گر مقدر نہ تھا شاہانہ ہمارا نہ سہی
اک گدائے در جانانہ بنایا ہوتا

مجکو مشق ستم یار کیا کیون یارب
نہ بنایا نہ بنایا نہ بنایا ہوتا

ہین کسی چشم تماشا کا تماشا بنتا
نقش دیوار صنم خانہ بنایا ہوتا

دوست پامال تو کرتا مجھے آتے جاتے
جادۂ کوچۂ جانانہ بنایا ہوتا

مین بھی لذت کش لبہائے حسینان بنتا
اس مری خاک کا پیمانہ بنایا ہوتا

عاشق کافر بد کیش نکرنا تھا مجھے
محو گل بلبل مستانہ بنایا ہوتا

جب مجھے صحبت دلدار میسر نہوئی
باغ ہستی کو بھی ویرانہ بنایا ہوتا

رات دن یار کی آواز تو سنتا رہتا
پاسبان در جانانہ بنایا ہوتا

شمع رو جاتے یون مرتے ہین مرنیولے — مجکو بھی ہمسر پروانہ بنایا ہوتا
گر مقدر مین تھا جلنا مرا پھر شمع مثال — یار کا زینت کاشانہ بنایا ہوتا
ہاتھہ مین رہتا کبھی کسی لب پر مین بھی — شیشہ و ساغر و پیمانہ بنایا ہوتا

شوق تھا یار کو افسانہ سے راقم تمنے
عشق کا اپنے ہی افسانہ بنایا ہوتا

جو تذکرہ ہے طور کے برق و شرار کا — شعلہ تھا وہ مرے نفس شعلہ بار کا
بہکتا پھلے زمانہ غم روزگار کا — باقی ہے ایک مرحلہ روز شمار کا
اسد مین ہون اور یہ غم وصل یار کا — تو جانتا ہے درد دل بیقرار کا
جب تجھہ مین زلف یار کی نکہت نہین نسیم — کیون دل جلانے آتی ہے امیدوار کا
آئینہ تاب لا نہ سکے جسکے حسن کی — حیران نظارہ کیون نہو آئینہ دار کا
آجاؤ پھرتے چلتے کبھی غمکدہ مین تم — آنکھون سے ہم بھی دیکھہ لین آنا بہار کا
لکھدیتا وصل یار جو میرے نصیب مین — کیا اس مین کچھہ بگڑتا تھا پروردگار کا
ہو جائے طول حشر کو اتنا خدا کرے — پورا نہ ہو زمانہ مرے انتظار کا
چھوٹی سی چھوٹی رات بھی اچھی ہی وصل کی — چھوٹے سے چھوٹا دن بھی ہے اچھا بہار کا
امید جب نہین تو خوشامد کسی کی کیون — امید پر مدار ہے امیدوار کا
تمنے تو کہدیا ہے ہنسی مین کہ آئینگے — کیونکر زمانہ ہمسے کٹے انتظار کا
رونا یہی رہے گا تو ہونا ہے ایکدن — خانہ خراب دیدۂ خونابہ بار کا

راقم اٹھالئے ہمنے بہت جور یار کے
لیکن اٹھا سکے نہ ستم روزگار کا

کیا اعتبار وعدہ بے اعتبار کا
بھولے نہیں ہیں لطف ابھی انتظار کا

کیا ذکر مین وہ ذکر ہے روز شمار کا
قصہ دراز ہے مری شب ہائے تار کا

واعظ غضب ہے توڑنا دل بادہ خوار کا
یہ ابر یہ ہوا ہو یہ موسم بہار کا

ہان ابر میکشون پہ برس اسقدر برس
دریا بہا دے آج مے خوشگوار کا

صورت تری کہتی ہے کہ یہ دریا بہائے گا
منہ کھل گیا اگر رگ ابر بہار کا

کیا پوچھتے ہو حال کبھی دل مین بیٹھ کر
آنکھون سے دیکھو لطف مرے انتظار کا

مدت کی لاگ مجھسے ہے زلف دراز کو
یہ طول بے سبب نہین شب ہائے تار کا

جینا تمہارے وعدہ پہ میرا ہی کام تھا
دامن نہ چھوڑا زندگی مستعار کا

تکلیف کیون سُنے وہ کسی دردمند کی
افسانہ جو سُنے ستم روزگار کا

آنے مین دیر کرنی تھی تمنے غضب کیا
پانے دیا نہ لطف مجھے انتظار کا

کرلینگے کل کا وعدہ بھی منظور آپکا
ہم دیکھہ لین شکیب دل بیقرار کا

مین ہجر مین جیا تو یہ سمجھو کہ یاد مین
اٹکا ہوا تھا دم ابھی امیدوار کا

نالہ سے تم کو وہم ہے قربان آپ کے
کیا حال آپ بھول گئے اضطرار کا

ہم جانتے ہین تمکو تمہاری زبان کو
وعدون ہی مین ٹالوگے موسم بہار کا

دونون طرف امید کشاکش مین ہے پڑی
وان شوق ہے بہانہ کا یان انتظار کا

ہمتو بھرے ہی بیٹھے تھے راقم غضب کیا
کیون ذکر کردیا مژہ اشکبار کا

فرقت کا طور طور ہے سارا نشور کا
غوغا فغان مین حشر کا کانون مین صور کا

ہمسے نہ شکوہ اہل فلک ہو قصور کا
نالہ کا کب ہے ارادہ فلک سے عبور کا

دل کا علاج اور مسیحا خدا کی شان
ڈوبا وقار عشق دلِ بے شعور کا

اچھا کیا کہ اوس نے ستم کو بڑھا دیا
اب امتحان ہوگا دلِ ناصبور کا

اوس کو گمان صبح ہوا مجھپہ بن گئی
پایا جو رنگ زرد سرِ شمع نور کا

ہنگام وصل کوئی نہ ہو غیر آرزو
اِس شمع پر بھی پردہ ہو شرمِ حضور کا

ہین بھی لئے دیئے رہا وہ بھی لئے دئے
تصویر خانہ بن گیا بزمِ سرور کا

میری سنی نہ اپنی کہی چپکے اُٹھ گئے
کھولا سبب خطا کا نہ باعث قصور کا

گھر جاؤ تم رقیب کے ایسے نہین ہو تم
ہان کوئی شوق لے گیا ہوگا ضرور کا

وعدے ہی کرتے کرتے گزاری تمام عمر
آخر زمانہ کھو دیا عیش و سرور کا

اقرار مُنہ سے کرتے ہو پھر بھول جاتے ہو
انداز یہ بھی ہے کوئی ناز و غرور کا

تم مجھسے ملنے آئے ہو آئے کہان سے ہو
آتا ہے جیسے کوئی تھکا ماندہ دور کا

تم دو قدم نہ چلتے تھے دشمن کے گھر گئے
آخر پڑا ہے صبر کسی ناصبور کا

چل کر کلال خانہ مین راقم پئین شراب
چسکا ہے زبان کو شراب طہور کا

آپ آتے تو علاج غم پنہان ہوتا
تمسے ملکر دلِ صدچاک کا درمان ہوتا

نزع کے وقت وہ آتے بھی نہ رُکجاتی توت
اور اون پر ملک الموت ہی خندان ہوتا

سرمہ گین چشم پہ کچھ اور بھی جوبن کھلتا
کاکل و طرۂ طرّار جو پیچان ہوتا

ہم بھی کہتے کہ جہان مین رہے آرام کے ساتھ
مُنہ جو کالا کبھی تیرا شب ہجران ہوتا

اِس جلانے سے تو بہتر تھا کہ لیتے تم جان
مجھپہ احسان نہ سہی غیر پہ احسان ہوتا

پھوٹتے پورے پھپولے شب غم کے اوس دن
میرا ہر آبلہ جب نذر بیابان ہوتا

سوزِ دل کی مری جب اونپہ حقیقت کہلتی
اون کے سینہ مین بہی آتشکدہ سوزان ہوتا

چارہ گر درد ہے کچھہ اور نہین سینہ مین
کچھ خلش ہوتی اگر تیر کا پیکان ہوتا

قیس کی طرح جو مین تم سے تعلق رکھتا
مین بہی جامۂ عریانی مین عریان ہوتا

موت کا وقت نہین نیند بہی کیا کام مین ہے
وہ ہی آتے شبِ فرقت مین تو احسان ہوتا

آپ کچھ کہتے نہ سنتے مرے گھر آجاتے
صبح کو واقفِ اسرار نگہبان ہوتا

نامراد اون کے کبہی گھر مین نہ دیکھا ہوگا
آخرِ روز چراغِ شبِ ہجران ہوتا

کشمکش سے غم و اندوہ کی فرصت ملتی
کاش مرنا شبِ غم مین مجھے آسان ہوتا

تم بھی کچھ میری طرح کرتے خوشامد میری
مجھپہ شیدا جو تمہارا دلِ شادان ہوتا

تلخیِ موت کو جینے کی سمجھتے لذت
ڈوب مرنے کو اگر چاہِ زنخدان ہوتا

تم بہی لیلے کی طرح مجھہ سے محبت کرتے
مین جو مجنون کی طرح چاک گریبان ہوتا

مجکو افسوس ہے تم شاہدِ بازار نہین
ورنہ ملنا بہی تمہارا مجھے آسان ہوتا

وہ نہ جاتے کبہی آغوش سے اوٹھکر میری
صبح کا دیکھہ لیا چاک گریبان ہوتا

ہمنے اس ناز سے دیکھا ہے کسی کو آتے
آج راقم بہی اگر دیکھتا حیران ہوتا

دل تو مانا کسی صورت پہ ہے آیا آیا
پر طبیعت مری وہ آئی کہ دریا آیا

آنکھہ مین سحر ہے کافر کی کہ اوسکے گھر مین
جو تماشے کو گیا بن کے تماشا آیا

اور سب عاشق جان باز رہے مین ناکام
کام آیا ہے تو کچھہ عشقِ زلیخا آیا

کہو دیا لطف درِ یار کا اب غیرون نے
مین تو وان جانیکی واللہ قسم کہا آیا

منہ بنائے ہوئے قاصد کو جو آتے دیکھا
جان پر بن گئی پیغام قضا کا آیا

ناز آیا نہ وفا آئی نہ انداز ادا | تجکو آیا بھی تو عاشق کا ستانا آیا
وعدے کی رات یہ گذریگی کسی پر کیونکر | تجکو بے رحم خیال اتنا بھی میرا آیا
عمر بھر ظلم سہے اور جفائین جھیلین | پھر بھی جز شکر نہ لب پہ گلہ تیرا آیا
صبر کر اے دل مضطر وہ نہین عہد شکن | اپنے وعدہ پہ مقرر وہ رہے گا آیا
مجکو وہ یاد کرے ہوش کی ہنوا قاصد | جسکی لب پر نہ کبھی نام خدا کا آیا
گھر کے باہر مرے ایک میلا ہے اغیار و نکا | مجھسے تم ملنے کو کیا آئے تماشا آیا

جا کے راقم کہوبے مہر سے بس تنگ ہکر
اب تو واللہ مرے منہ کو کلیجا آیا

خوش ہون کہ یار نے مجھے لاغر بنا دیا | اچھا ہے نازکی کے برابر بنا دیا
اب حشر کا یقین ہوا رفتار یار نے | زیر زمین سوتون کو مضطر بنا دیا
عشاق رہ نشین نے کہویا وقار عشق | بازار کوئی یار کو رہ کر بنا دیا
پہلے ہی چشم مست تھی اوسکی نظر فریب | میری نظر نے اور فسون گر بنا دیا
انکار وصل لکھتے ہین کس شوخیون کے سات | حرف نفی پہ حرف مکرر بنا دیا
یہ بھی ادا کی شوخی ہے ہر حلقہ زلف کا | میرے جگر کے دود کا ہمسر بنا دیا
ہنسنے ہی اوس کو چھیڑنے کی عادت بگاڑدی | مشق ستم کا اور بھی خوگر بنا دیا
مشاطہ تجھپہ صبر پڑے میری جان کا | تو نے نگاہ یار کو خنجر بنا دیا

راقم ملونہ یار سے کافر ادا ہے وہ
کافر رقیب نے اوسے کافر بنا دیا

جو نالہ رک رہا وہ پیام فنا رہا | جو درد جزو دل ہوا جزو قضا رہا

مجکو جفا کا اوسکو وفا کا گلا رہا
ارمان کشمکش مین تماشا بنا رہا

فرہاد عشق پیشہ نے کھویا وقار عشق •
سر پھوڑنا جو شیوۂ اہل وفا رہا

یوسف بنو جفا کرو میرے لئے ہو تم
جو میرا بخت بخت زلیخا بنا رہا

ہر آستان کو سمجھے تمہارا ہی آستان
ہر در پہ ہم جھکے رہے سر ہی جھکا رہا

دیکھا اثر کبھی نہ اثر کا نشان کبھی
سوئے فلک دراز ہی دست دعا رہا

اب تم ہمین ستاؤ نہ ہم تمسے کچھ کہین
ملنا ہمارا آپکا روز جزا رہا

اوسکے سکوت سے ہوئی برباد آرزو
اوسکی خموشیون سے میرا مدعا رہا

رہبر کی کیون تلاش کرین جب قدم اوٹھا
شوق اپنا آپ آگے ہوا رہنما رہا

ہمسے تو کچھ کلیم ہی اچھے تھے خوش نصیب
دیدار تیرا مشغلہ اونکا بنا رہا

مانا تمہارا حسن جہان سوز ہے مگر
رنگ عذار آپکا کیونکر بچا رہا

محشر مین لطف آئیگا تمکو جفاؤن کا
میری حمایتون پہ جو میرا خدا رہا

کوئی صنم مین بھی یہی ہے آسمان اگر
راقم تمہارا یار تو وہان کب تمہارا رہا

وہ رنگ نیا کونسا محشر مین رہیگا
محشر کا تماشا تو مرے گھر مین رہیگا

یان دم ہی نہ باقی غم دلبر مین رہیگا
محشر کو وہ دیکھے گا جو محشر مین رہیگا

ڈر ہے ترے محشر مین خریدار نہ ہو جائین
بے پردہ جو تو دیدہ اکثر مین رہیگا

چھانٹے ہے یار سے کچھ واسطہ پھر بھی
کانٹا تو کھٹکتا دل مضطر مین رہیگا

خوش ہین کہ خورو نوش کا آزار چھٹا جب
ہر بزم مین باقی خم و ساغر مین رہیگا

کچھ ہم مکافات جہنم نہین اوس کو
جو ہجر کی یان سوزش آذر مین رہیگا

اغماض کرو ناز کرو یہ بھی سمجھ لو — وہ ہو کے رہیگا جو مقدر میں رہیگا

کیا شوق تماشا دل مشتاق کو ہوگا — جادو جو بھرا چشم فسونگر میں رہیگا

رکھو ہی نہیں شمع شب وصل کہ معشوق — عذر نظر شمع منور میں رہیگا

تم ذبح کرو گے ہمیں ہم غم سے چھٹیں گے — لیکن یہ لہو سینۂ خنجر میں رہیگا

سیاح جہان گرد ہیں آنکلے ادھر بھی — آزردہ نہو کون ترے گھر میں رہیگا

چھٹنے کا نہیں خون شہیدان کبھی قاتل — سر پر ترے یا دامن خنجر میں رہیگا

کچھ قدر سخن بزم سخن میں رہے راقم
پھر لطف سخن فکر سخنور میں رہیگا

میری تقدیر میں عاشق ہی اگر ہونا تھا — نخل امید میں بھی کوئی ثمر ہونا تھا

تھا مقدر کہ محبت میں ضرر ہونا تھا — عشق گویا سبب ریش جگر ہونا تھا

مدعا گریۂ بیکار سے حاصل نہوا — تجکو خونابہ فشان دیدۂ تر ہونا تھا

کیا علاج دل صد چاک مسیحا کرتے — ہان کچھ احسان مسیحا کا مگر ہونا تھا

وہ تو مہمان تھے رہتے نہیں آخر جاتے — تجکو بدنام مگر وقت سحر ہونا تھا

دل کش اہل نظر حسن اگر تھا اوس کا — مجکو بھی حوصلۂ ذوق نظر ہونا تھا

یا ستمگار کو دل دیتے محبت والا — یا مرے نالون میں دل گیر اثر ہونا تھا

معنی عشق و وفا یار کے دل پر کھلتے — ہمکو پامال سر راہ گزر ہونا تھا

سامنا چشم فسون گر سے نہوتا راقم
دل ازل میں ہدف تیر نظر ہونا تھا

غیر سے تم نے گلا میرا کیا — قدر کھو دی اپنی میرا کیا کیا

کیا کروگے آج تم کل کیا کیا
کوئی بھی تمنے کبھی کہنا کیا

غیر میرے ملنے پر کرتا ہے طعن
کیون نہین کہتے ملے اچھا کیا

شوق بزم غیر مین لے ہی گیا
رشک دامن شوق کا کھینچا کیا

وصل کی شب آئینہ خانہ بنے
وہ مجھے مین اونکو بس دیکھا کیا

دور کتنا آج سے ہے کل کا دن
آپ نے کیون وعدہ فردا کیا

خاک ڈالو اگلی پچھلی بات پر
بھول جاؤ ہمنے تمنے کیا کیا

وصل مین کرنا تھا سامان مئے
مدعا نذر مئے و صہبا کیا

میری اونکی وصل مین صورت یہ تھی
آئینہ کو آئینہ دیکھا کیا

یار سے کرنا تھا راقم گلا
سچ بیجا چھیڑ کر پیدا کیا

یار مصروف کسی غیر کی توقیر مین تھا
آج اُلجھا وہ مری آہ گلوگیر مین تھا

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تعجب کیا ہے
جان قاتل مین تھی اور دم دم شمشیر مین تھا

دیکھنے کو مرے زندان مین وہ آئے افسوس
اور مین محو ہوا خندہ زنجیر مین تھا

ہجر کے بدلے اگر وصل ہے لکھتا کیا تھا
اختیار قلم کاتب تقدیر مین تھا

تھی مگر بات کوئی ذوق طپیدن معلوم
کوئی قاتل کا گلا حسرت نخچیر مین تھا

اونکی آشفتگی دل کا تھا خط مین سبب
ایک پیرایہ مگر شوخی تحریر مین تھا

آتے آتے وہ رکے اونکی یہ تقصیر نہین
کچھ توقف مری فریاد کی تاثیر مین تھا

مانگتا کون دعا عقدۂ قسمت کے لئے
مین تو اُلجھا ہوا خود رشتہ تدبیر مین تھا

چارہ سازون کا عبث ہمنے اُٹھایا احسان
مرہم اپنے ہی بن ناخن تدبیر مین تھا

ہم وہ دیوانے نگاہونکے تہے دیکہا ہی نہین
تیر جنگی مین تھا اور زہر بہرا تیر مین تھا

ناسہ بر کام کیا کام کو سلجہا ہی دیا
کام وہ کام جو اُلجہا ہوا تقدیر مین تھا

تمنے آزردہ کیا شکوہ سے اوسکو راقمؔ
آج وہ محو ہوا آپ کی تقریر مین تھا

رنگ فریبِ عشق جمایا نہ جائے گا
جبتک کہ نقش غیر مٹایا نہ جائے گا

مانا کہ مجہہ سے جور اُٹہایا نہ جائے گا
کیا تمسے بے سبب ہی ستایا نہ جائے گا

بیگانگی نے یار کی دیوانہ کر دیا
اب ہجر کا مزا ہی اُٹہایا نہ جائے گا

تم مجہسے پوچہتے ہو مرے حال زار کو
پوچہون گا تم سے مین تو بتایا نہ جائیگا

قدرت سے نقشۂ قدِ دلدار بن گیا
اللہ سے ہی اب تو بنایا نہ جائے گا

آنے کو یون تو آؤ گے آگے ہی آئے ہو
مین جس طرح بلاؤن گا آیا نہ جائے گا

کس دل سے کہتے ہو کہ تجہے خاک مین ملائین
تم سے تو خاک مین ہی ملایا نہ جائے گا

دشمن سہی حریف سہی بے وفا سہی
دل سے خیالِ یار بہلایا نہ جائے گا

اے آہ تجہہ سے آگ لگائی نہ جائے گی
بگڑا ہوا ہے کام بنایا نہ جائے گا

رہنے دو زخم دل کو امانت ہے یار کی
احسان چارہ ساز اُٹہایا نہ جائے گا

جبتک شب وصال بڑہائی نہ جائے گی
حسرت کا شوق اونکو سنایا نہ جائے گا

راقمؔ اُنہی بلائین وہ یان آئے بہی تو کیا
دم بہر بہی اون سے پانو ٹکایا نہ جائے گا

الفت کا گرانبار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا
اے ہمت دشوار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

اندوہِ غم یار اُٹہاہے نہ اُٹہے گا
تجہسے بہی شب تار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

قسمت کی گرہ سخت ہی مشکل سے کہلے گی
یہ پردہ اسرار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

الام زمانہ کو بہر طور بہگت لین
آزار شب تار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

شورش تری سب نالہ شبگیر مسلم
غوغا پس دیوار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

جب درد کا درمان تری ذات پہ ٹہرا
در سے ترے بیمار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

جو وقت گیا ہات سے آیا ہے نہ آئے
جو سر سے گرا بار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

کیون ذوق بیابان ہوا آبلہ پائی
احسان سر خار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

آزردگی یار مین ایک لطف ہی لیکن
دشوار ہے دشوار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

یہ راہ محبت ہے ذرا سوچ کے راقم
یان ایک قدم یار اُٹہا ہے نہ اُٹہے گا

لطف آئے یار سے تکرار کا
ہات مین سیری ہو دامن یار کا

دیکہنا انداز چشم یار کا
حوصلہ ہے ہمت دشوار کا

لوٹتا تہا یار کی وقت وداع
مین بہی اور سایہ میری دیوار کا

دشت مین پہرنا ہی اب چہوٹیگا
آبلون سے ٹوٹ جانا خار کا

روز نکلو شوخئی رفتار سے
بند کر دو راستا بازار کا

جب گیا ہون کوچہ دلدار مین
مجہسے سر کا سایہ تک دیوار کا

کیسی قسمت ہات مین ہی یار کے
کہول دینا عقدہ دشوار کا

ہے سلام اس عشق کے انجام کو
دل لگی ہے نام کس دشوار کا

اے ہجوم ناامیدی صبر کر
اب زمانہ ہو چکا اقرار کا

تجہکو ہوگا کچہ بہروسا نامہ بر
یار کا اور یار کے اقرار کا

یار کی محفل مین سیکھا شمع نے
کام میری آہ آتش بار کا

دل کو اب کیا دیکھئے وہ دل نہین
آئینہ ہے حسرت دیدار کا

مہر قاتل تھی کہ مرنے تک رہا
سات میرے رحم کے دم تلوار کا

جانے دو مرہم نہین ناخن تو ہے
کار فرما زخم دامن دار کا

کیا زمانہ مین نہین شب ہاے تار
چاندنی ہے جو سبب انکار کا

جاگتے ہین فکر مین اغیار کے
نام میرے نالۂ بیکار کا

وصل کی امید راقم چھوڑ دو
تجسے دل بیزار ہے دلدار کا

گریہ جب در خور اظہار تمنا ہوگا
لخت دل ایک ہی گر آنکھہ مین اٹکا ہوگا

ہم نفس لاکھ اگر بادیہ پیما ہون گے
کوئی مجنون بھی پس ناقۂ لیلا ہوگا

یہ مسلم کہ نہین دید کی صورت لیکن
کوئی روزن تو کھلا دیدۂ بینا ہوگا

آج آتے ہین عیادت کو وہ کیا دیکھینگے
ملک الموت سرہانے میرے بیٹھا ہوگا

ہم تو زندان سے چلے جاینگے پھر اے شب ہجر
ہمنفس کونسا شایان ترے پیدا ہوگا

جب یہ ٹھہرا کہ رہے شکوہ اغیار بجا
میرا ہر شکر بجا شکوہ بیجا ہوگا

عشرت شوق یہ ہر بار خبر دیتی ہے
نامہ بر آج اودہر سے کوئی آتا ہوگا

زندگی عشق مین ضایع نکرو تم راقم
کام دشوار ہے نقصان تمہارا ہوگا

یہ نسیم ہے سوز دل آزار جان ہوجائیگا
دل لگی آسان نہین جان کا زیان ہوجائیگا

گر چمن سے دور اپنا آشیان ہوجائیگا
ہر دہان گل نوا سنج فغان ہوجائیگا

گر رگ و پے مین نہ دوڑا خون دل ملین رہا
زخم بنکر ایک دن ناصور جان ہوجائیگا

ہم فلک کو جانتے ہین گرچہ ہی نامہربان
دود دل آخر ہی اپنا مہربان ہوجائیگا

نالہ و آہ و فغان سینہ مین ہین جبتک ہے خبر
جو زبان پر آگیا سوز زبان ہوجائیگا

آب حیوان ہم بہی پی سکتے ہین کچھہ مشکل نہین
یہ جو لطف زندگی ہے رائیگان ہوجائیگا

بات ناصح کی ذرا راقم سمجھہ کر مانتا
یار سُن لے گا تو کافر بدگمان ہوجائیگا

زلف کا کہیل ہے عارض پہ پریشان ہونا
سانپ کا کام ہے دولت کا نگہبان ہونا

اونکو ایک بات ہی دشوار کو آسان کرنا
ہمکو دشوار ہے آسان کا بہی آسان ہونا

ایسے مغرور ہین وہ حسن پہ اپنے شب و روز
آئینہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا

جس مین سو فتنہ گری لاکھہ ہین انداز ستم
ایسے کافر کا ہے کیا سہل مسلمان ہونا

پھر اوسی کافر بدکیش پہ جان دیتے ہین
پھر ہوا چاہتے ہین دشمن ایمان ہونا

طعن احباب سہے سرزنش غیر سہی
عشق مین ننگ نہین چاک گریبان ہونا

کیون مری قتل پہ باندہی ہی کمر جانے دو
مجھسا دشوار ہے پہر صورت انسان ہونا

ہمسے پوچہو روش صبر و تحمل کیا ہے
ہمسے سیکہو روش خود پشیمان ہونا

کچھ بہی ہو سینہ مین گرمی تو رہی نالہ رسا
آہ سرمایہ ہی شعلہ کا فروزان ہونا

آہ پر سوز ہی راقم نہ فغان آتش بار
ایک گریہ مین رہا ہی مرے طوفان ہونا

کس کی بیتابی دل حال پریشان کس کا
تم چھُری پہیر بھی دو چارہ و درمان کس کا

کس کی تصویر ہے آئینہ دل مین یارب
محو نظارہ ہی یہ دیدہ حیران کس کا

مین ہون اور ہم نفس چند ہین مشتاق جمال
دین کس کس کا رہے دیکھئے ایمان کس کا

طول سا طول ہی اللہ رے درازی اسکی
خون پی پی کے بڑہی ہی شب ہجران کس کا

کون ہی وادی وحشت مین نہین گرم خرام
نوک ہر خار مین اُلجھا نہین دامان کس کا

لاکھ مین ایک ہون پہچان لے قاتل مجکو
چاک ہے صورت لا دیکھہ گریبان کس کا

کیون نظر آتے ہین یہ خواب پریشان یارب
آج وہ کافر بدکیش ہے مہمان کس کا

رات کی رات ہین جب ہم ہی نہونگے وہ نہین
پھر یہ ہوگا غم دل جان کا خواہان کس کا

جب یہ ٹھہرا کہ رہین غرق محبت راقم
کس کا ہے بحر فنا چاہ زنخدان کس کا

طور پر جلوہ ہوا موسیٰ کو جس تنویر کا
تھا وہ ایک سرمایہ اپنے آہ آتش گیر کا

سہل ہے مٹھی مین لینا دل ہر ایک دلگیر کا
ذبح کرنا سخت مشکل ہے مگر نخچیر کا

مین بیابان گرد ہون اور چرخ ہی عالم نورد
آسمان سے مل گیا رشتہ مری تقدیر کا

لکھنے بیٹھا یار کو مین نامہ رشکِ عدو
ہر رگ جان نوکِ خامہ تھا میری تحریر کا

مانع صحرا نوردی کون ہے وحشت بتا
آج کیون ہلتا نہین حلقہ میری زنجیر کا

کوئی دن مین پھر ہرا ہو جائیگا ای چارہ گر
زخم مشتاقِ دوا ہے ناخنِ تدبیر کا

کیون فلک کو چھیڑتا ہی راقم ناشاد تو
وہ ہی جولان گاہ تیری نالۂ شبگیر کا

نکلتا نہین دم کو کیا ہو گیا
میرا دم بھی کیا مدعا ہو گیا

قصور مین آئے بھی ٹھہری نہین
وہ کہتے ہین وعدہ وفا ہو گیا

عدو کی بُرائی بُرائی نہین
بھلا کہنا میرا بُرا ہو گیا

وہ الفت نہین جس مین فتنہ نہو ‏ ‏ وہ نالہ نہین جو رسا ہو گیا
چھپانا قیامت ہوا حسن کا ‏ ‏ پس پردہ عالم جدا ہو گیا
رہا تھا جو دل ایک ناکام سا ‏ ‏ وہ اب نذر اہل جفا ہو گیا
زبان کٹتی ہے وان تو ہر بات پر ‏ ‏ مرا شکر کرنا گلا ہو گیا
ستم سہتے سہتے دل دردمند ‏ ‏ وفا آشنا بے وفا ہو گیا
ٹھکانے لگا اب دل نامراد ‏ ‏ کسی کا شہید ادا ہو گیا
قیامت کی شب تھی شب انتظار ‏ ‏ جسے کاٹنا ایک بلا ہو گیا

جو ارمان نکلا وہ ارمان ہی گیا
وہ کیا عقدہ راقم جو وا ہو گیا

مژدہ اے دل خلش درد کا سامان نکلا ‏ ‏ درد سمجھے تھے جسے تیر کا پیکان نکلا
آخر اس عشق مین انجام کو نقصان نکلا ‏ ‏ جان کی جان گئی دل کا نہ ارمان نکلا
ہمتو خوش ہین کہ رہے وصل کا ارمان ملین ‏ ‏ لذت ہجر کہان ہو گی جو ارمان نکلا
جس سے کی ہمنے وفا دشمن ایمان ہی بنا ‏ ‏ دوست سمجھے جسے وہ جان کا خواہان نکلا
ایک تقدیر کا رونا ہو تو اسکو روؤن مین ‏ ‏ محرم راز بنایا جسے دربان نکلا
مین تو ڈوبا ہون مگر تجکو بہی لے ڈوبونگا ‏ ‏ تیرا انجام وفا یہ دل نادان نکلا
جو تماشا کہ نہ دیکہا تہا وہ دیکہا شب وصل ‏ ‏ نکلے ارمان بہت پہر بہی نہ ارمان نکلا
ماہ رویون سے ملاقات کی تقریب ہوئی ‏ ‏ خوب انداز سخن سلسلہ جنبان نکلا
اس تکلف سے گزاری شب وعدہ ہمنے ‏ ‏ ہر نفس سینہ سے گنتا ہوا گہڑیان نکلا
ہمتو سمجھے تہے صنم خانہ مین جی بہلے گا ‏ ‏ ہر پری چہرہ وہان دشمن ایمان نکلا

دل حسینون سے لگا ئی سر و سودا کسکو　　جو گیا بزم مین اون کی وہ پشیمان نکلا

ایک غزل اور بہی راقم لکھو جو لوگ کہین
دلی والون مین نیا اور سخندان نکلا

حوصلہ آج ترا دیدۂ گریان نکلا　　اشک ہر ایک لیئے نوح کا طوفان نکلا

چارہ ساز غم دل تیر کا پیکان نکلا　　مرہم ریش جگر یار کا احسان نکلا

یون تو نکلے مرے ارمان ہزارون لیکن　　آرزون سے بڑہا کوئی نہ ارمان نکلا

دیر و کعبہ مین بھی سامان اسیری پائے　　طوق طاعت کہین نکلا کہین زندان نکلا

دم نکلنے کو تو نکلا مگر افسوس رہا　　چھوڑ کر سینہ مین سب حسرت و ارمان نکلا

کچھ مزا آئے گا اب ہمکو جگر سوزی کا　　چارۂ زخم جگر شور نمکدان نکلا

آفرین آہ رسا موم کیا کس دل کو　　مرحبا نالۂ دل درد کا درمان نکلا

دم نکلتا کسی زانو پہ تو ہم بھی کہتے　　ہر نفس سات لئے حسرت و ارمان نکلا

ایک دن چین سے تو نے مجھے سونے نہ دیا　　حوصلہ پھر بھی نہ تیرا شب ہجران نکلا

میرا ارمان نہ نکلا اسیہی پر خوش ہون　　میری مرنے سے مرے دوست کا ارمان نکلا

چیر کر سینہ کو دیکھا جو پس مرگ مرے　　خون ہوا پہلو مین دل سینہ مین ارمان نکلا

کوئی قاصد نہوا آج خبر لا دیتا　　سنتے ہین غیر بھی محفل سے پشیمان نکلا

بندۂ عشق کو کیا ننگ ہے جس رنگ مین ہو　　گو کسی دیدۂ خود بین مین وہ عریان نکلا

ہو گی ایسی بہی کسی کی شب فرقت راقم
ہجر کی شام مین جس کے مہ تابان نکلا

دم نکلنے کو ہے اور یار کا آنا ٹھہرا　　آج اچھا ملک الموت سے جھگڑا ٹھہرا

سخت مشکل ہوئی مین یار کا جویا ٹھہرا
اور وہان جلوہ گہہ یار کلیسا ٹھہرا

جب فسانون کی طرح عشق کا چرچا ٹھہرا
دل لگی کھیل ہوئی عشق تماشا ٹھہرا

گرمئ حسن نے عالم کو جلایا لیکن
ایک تماشا ہی کہ رنگ رخ زیبا ٹھہرا

یہ تو ملنا نہ ہوا کھیل ہوا لڑکون کا
ابھی آئے ابھی جاتے ہین تماشا ٹھہرا

زندگی ہے تو ملاقات میسر ہوگی
ابھی کچھ دن اسی امید پہ جینا ٹھہرا

ہات کھینچے نہ جفا سے وہ پشیمان نہو
ہر جفا پر مجھے ایک شکر بھی کرنا ٹھہرا

یان بھروسا ہی نہین سانس کا آیا آیا
وان ملاقات کا وعدہ پس فردا ٹھہرا

کاٹ دینگے شب غم کی ہے درازی کتنی
دل اگر کشمکش درد سے اپنا ٹھہرا

ہم ہون اور یار ہو خلوت ہو کوئی غیر نہو
ہمنشین وصل کا موقع کوئی ایسا ٹھہرا

جان لے لوگے یون ہی وعدون سے ترسا ترسا
مار ڈالوگے دمون مین یون ہی ٹھہرا ٹھہرا

جلوہ حسن کی کیا قدر تمہاری ہوگی
جب وہ عالم کا گزرگاہ نظارا ٹھہرا

غم و اندوہ نے پائی نہ جگہہ دنیا مین
بے ٹھکانون کا مرے دل مین ٹھکانا ٹھہرا

خار ہون گے نہ سر خار رہین گے ای دشت
مجھسا جس روز کوئی آبلہ پا آ ٹھہرا

پائی جاتی ہین مرادین مگر نیکی وہان
نامرادون کا مرادون پہ گزارا ٹھہرا

آرزوئے دل ناکام تمنا نکلے
مدعا دیدہ بینا کا تماشا ٹھہرا

داور حشر پہ بیداد کا چھوڑا انصاف
کیا کرین گے جو وہان بھی وہی سچا ٹھہرا

ناز کرتے رہو اس دل کا گوارا راقم
زندگانی کا اسی دل پہ سہارا ٹھہرا

گر تیر جگر کے پار ہوگا
دل کس کا امیدوار ہوگا

جو وعدہ ہزار بار ہو گا — کب قابل اعتبار ہو گا
تم بھی اسے دل سمجھ کے رکھنا — غمخوار ہے غمگسار ہو گا
گر دل مین تمہارے راستی ہے — ہر تیر جگر کے پار ہو گا
مرہون حنا ہون اب جو بھی — کچھ خوگر انتظار ہو گا
مر جائین اداے شرمگین پر — مرنا ہمین ایک بار ہو گا
آزار بھی سوا اسے دینا — دل لاکھ طرح نثار ہو گا
پنہان نہ کہو تعلق دل — خاطر پہ تمہاری بار ہو گا
اپنا ہی وہ آشنا نہین ہے — پھر کس کا وہ کیئے یار ہو گا
کرتے نہین وعدہ یہ سمجھ کر — پیرایہ انتظار ہو گا

شکوہ نکرو عدو کا رستم
خاطر پہ کسی کی بار ہو گا

درد کیون دل مین ناگہان اٹھا — کیا کوئی پھر امتحان اٹھا
صید افگن لیئے کمان اٹھا — چار سو شور الامان اٹھا
اپنی کہتا ہوا جہان اٹھا — حشر مین مین ہی بے زبان اٹھا
دل جگر دونون جل گئے شاید — سات نالہ کے جو دھوان اٹھا
کوئی ہونے کو ہے ظہور ستم — درد دل جو پس فغان اٹھا
اب تو دل بیٹھنے لگا ساقی — ابر بالاے آسمان اٹھا
مہربان تھا مری جو شامت آئے — مین اوسے کہہ کے مہربان اٹھا
کوئی ہو گا تمہاری خلوت مین — خوش گیا اور شادمان اٹھا

یار آغوش مین عدو کے رہے — کیا ترا دور آسمان اٹھا

زخم سینہ گیا تمہارا راقم
درد دل اور سوز جان اٹھا

سہل چھوٹے مرض غم کا مداوا نہوا — درد منت کش تشخیص مسیحا نہوا
لوگ کہتے ہین کبھی جلوہ یکتا نہوا — مین یہ کہتا ہون ہوا دیدہ بینا نہوا
وہ گرانبار رہے چشم تماشا بین کا — آپ شرمندہ دیدار جو اپنا نہوا
ہر نظر مین وہ سما جائے تماشا ٹھہرا — کھیل بچون کا ہوا جلوہ یکتا نہوا
منہ چھپائے ہوئے بیٹھے ہو تماشا کیا ہے — پردہ داری کا تماشا تو تماشا نہوا
کچھ دکھائی تھی تجلی پس جلباب ہمین — ہمتو موسے نہتھے جو ظرف ہمارا نہوا
دم نکلنے کو تھا وہ دیکھنے آئے مجکو — خیر گزری ملک الموت سے جھگڑا نہوا
وعدہ دوست تھا آخر کبھی پورا ہوتا — جان بے صبر تجھے صبر ہی آتا نہوا
کام وہ کام ہے بن بن کے بگڑتا ہی رہا — درد وہ درد ہی الٹے سے بھی سیدھا نہوا
عیش اورونکو ہمین وہ غم و اندوہ ملا — جس کے رہنے کا زمانہ مین ٹھکانا نہوا
جان وہ جان ملی ہمکو نہین جسکو قرار — عمر وہ عمر ملی جسپہ بھروسا نہوا
یان تمنا کی وہ حالت کہ الٰہی توبہ — وان وہ نخوت کہ کبھی پاس تمنا نہوا
مین وہ مضطر کہ مجھے شام پڑی مشکل — وان ابھی شام کا وعدہ وہ ہی گویا نہوا
تھی شب حشر نہ پوچھو شب رخصت کیا تھی — مجھپہ کیا کیا نہ بنی جان پہ کیا کیا نہوا

دہر مین آکے رہے حضرت راقم بیکار
تم کسی کے ہوئے کوئی تمہارا نہوا

اچھا ہے نہ آئے وہ آئے تو برا ہوتا
جی اور جلا جاتے رنج اور سوا ہوتا

آنے کی نہتی دل مین وعدہ ہی کیا ہوتا
تسکین غم دل کو اقرار دوا ہوتا

گر لفظ ہم آغوشی تقدیر ہوا ہوتا
تم مجھسے الگ رہتے مین تمسے جدا ہوتا

تم کچھہ بھی وفا کرتے پھر کون برا کہتا
آغاز وفا پورا انجام وفا ہوتا

آئے تھے اگر ملنے دم بھر تو ٹھکے ہوتے
کچھہ میری سُنی ہوتی کچھہ آپ کہا ہوتا

تم اور عدو باہم آغوش مین یون رہتے
دل بس مین مرے رہتا او نالہ رسا ہوتا

وان رسم وفا مشکل یان ترک وفا مشکل
جو ہو نہ سکا مجھسے کب اون سے ادا ہوتا

ملنے ہی کا تھا جھگڑا کیون طول دیا اوسکو
کچھہ فیصلہ مل جل کر آپس مین کیا ہوتا

محشر کی عقوبت کا اندیشہ نہین ہمکو
وہ ہو لیا یان ہم پر جو روز جزا ہوتا

دیکھی تہی خطا میری مُنہ پر مرے کہدیتے
دل آئینہ سا رکھتے کینہ نہ رکھا ہوتا

ملنے کو کہا مین نے تقصیر ہوئی مجھسے
کچھہ عذر سُنا ہوتا آزار دیا ہوتا

یہ نقش وفا میرا جمتا ہے کسی دل پر
عریان نہ یہہ معنی سے گر لفظ وفا ہوتا

بچھڑے ہوئے مدت کے دو پہر تو مل لیتے
اے مرغ سحر ظالم کچھہ صبر کیا ہوتا

لایا ہے خبر اچھی کچھہ نامہ رسان ورنہ
یہ خندہ لئے اسکے پیغام قضا ہوتا

آنے سے مگر اون کے کیا آئی اجل ٹلتی
جب وقت ہی آپہونچا وہ آئے تو کیا ہوتا

تم روٹھہ کے کیون بیٹھے کچھہ اور ستا لیتے
مین وہ بھی ستم سہتا جو کچھہ نہوا ہوتا

غیرون سے نہ تم ملتے مجھسے نہ جدا رہتے
گر شرم وفا کرتے اور پاس حیا ہوتا

اب پیش اجل وہ ہی کیا کرتے مسیحائی
اور اون کی ہنسی ہوتی مرنا تو مرا ہوتا

دل تم نے دیا راقم اچھا ہی کیا ورنہ
فرقت مین اگر رہتا جل جل کے فنا ہوتا

سر بکف سامنے قاتل کے وہ انسان ہوگا
مرگ کا شوق جسے موت کا ارمان ہوگا

چارہ فرمائی کو تم آؤ تو احسان ہوگا
تم سے اچھا دل مجروح کا درمان ہوگا

ہم بھرے بیٹھے ہین ناصح ہمین تو چھیڑ نہین
ذکر رونے کا کیا دیکھیو طوفان ہوگا

سوز دل پوچھتے ہو مجھسے پشیمان ہوگے
جان لو سینہ مین آتشکدہ سوزان ہوگا

وہ مرے قتل سے خوش اور مجھے یہ غم ہے
کہ دم قتل وہ نادان ہراسان ہوگا

یون ہی فرقت مین گزر جائیگی کیا عمر مری
دعوت دل کا بھی یارب کبھی سامان ہوگا

کیا ہوا غیر کے کہنے سے مجھے چھوڑ دیا
مین پریشان نہین لیکن وہ پشیمان ہوگا

چارہ سازون سے علاج غم دل ہوگا کیا
مفت یارون کا مرے دوش پہ احسان ہوگا

بعد مرنے کے بھی خالی نہ رہیگا سینہ
گر غم دہر نہوگا غم جانان ہوگا

نام سفاک زمانہ مین ہو جس کا راقم
جان و دل دے اوسے وہ کونسا نادان ہوگا

یارب ارمان مرا کیا قیس کا ارمان ہوگا
کہ لہو آبلون کا نذر بیابان ہوگا

مجھسے دیوانہ کو کیا شوق گلستان ہوگا
جب نظر مین چمن کوچہ جانان ہوگا

اون سے کہتا ہون کہ کچھ کہنا ہی تمسے سنلو
کہتے ہین سن لیا معلوم ہے ارمان ہوگا

بستے جاتے ہین تہ خاک ہزارون گلرو
جا بجا خاک سے پیدا چمنستان ہوگا

تم دم نزع بھی آجاؤ اجل رک جائے
یہ خدا ساز علاج مرض جان ہوگا

حسرت وصل مین بس ہم تو چلے جائینگے
منہ ترا حشر مین کالا شب ہجران ہوگا

تیرے پھوٹینگے پھپولے شب فرقت اوسدن
جب تمنا کا مری چاک گریبان ہوگا

نیچی آنکھین کئے داور سے کہو گے تم کیا
جب نگاہون سے نمایان مرا ارمان ہوگا

دل کے جلنے کا کسی غم ہی جلے گا جتنا
رونق خانہ چراغ شب ہجران ہوگا

خون دل سے لکھین معشوق کو ہم نامۂ شوق
دیکھکر نامہ کا عنوان وہ شادان ہوگا

زانوئے یار پہ سر رکھتے ہو سمجھو رستم
کل وہی تکیہ سر سنگ بیابان ہوگا

تم چھپایا ہی کئے حسن نظر آہی گیا
آپ کی شوخی کا اوس مین بھی اثر آہی گیا

جس کا ڈر وصل مین تھا پیش نظر آہی گیا
ہمتو باتون مین رہے وقت سحر آہی گیا

آنے دو محتسب شہر اگر آہی گیا
اب تو لب پر قدح آتش تر آہی گیا

غیر کے ہوگئے تم مر نہ گئے ہم بھی کچھ
رفتہ رفتہ ہمین بھی صبر مگر آہی گیا

غیر پھر غیر ہے کہتے تھے کہ خو بگڑے گی
غیر صحبت کا طبیعت مین اثر آہی گیا

خوف تھا دل کا ہوپی کے جگر تک نہ بڑھے
آج دیکھا غم دل تا بہ جگر آہی گیا

ایک بلا ہے نگہ یار کہ جس نے دیکھا
آنکھہ ملتے ہی تہ تیغ نظر آہی گیا

دل کو کافر سے بچایا کئے روکا نہ رکا
اوسکے غصے کی طرح اوس پہ مگر آہی گیا

ناز تھا مجکو بھی معشوق فریبی کا بہت
دم مین کافر کے مگر مجھسا بشر آہی گیا

رشک نے کام کیا نامہ رسان سے پہلے
صحبت غیر کے سب لیکے خبر آہی گیا

شہرت عشق سے پہونچا مجھے نقصان لیکن
کچھ تو خاطر پہ تمہارے بھی ضرر آہی گیا

سرو قامت سے ہوا وصل پہ سمجھو رستم
جس شجر مین کبھی آیا نہ ثمر آہی گیا

باتون ہی مین جلا دیا اعجاز دیکھنا
جان آفرین بنابت طناز دیکھنا

گرم خرام ناز کا انداز دیکھنا
پامال ہوتے جاتے ہین جانباز دیکھنا

مرنا ہے ایک روز بلا سے یون ہی مرین
ہمکو تو ناز چشم فسون ساز دیکھنا

لب پر رہی تھی جان نظر مین وہ آگئے
اسباب زندگی کے خدا ساز دیکھنا

رہنے لگا ہے اب تو مرے درد کیطرح
عادت مین اوس کی غمزۂ غماز دیکھنا

دہوکہ سے لے گیا مجھے اصنام کیطرف
خانہ خراب عشق کا آغاز دیکھنا

جاتا کہان کہان ہے تجسس مین یار کی
اس طائر خیال کی پرواز دیکھنا

کیسا جنون عشق نے خود بین کیا مجھے
انجام کا خیال نہ آغاز دیکھنا

جز غیر اور کون ہوا سازگار وصل
کس کو ہوا نصیب ترا ناز دیکھنا

مجکو تو میرے شوق نے مارا ہے اوربہی
سوتے ہین دیکھنا تو وہی ناز دیکھنا

راقم اُنہین کی خو کا کرشمہ ہے ناز بہی
اس فتنہ ساز پر نہ کُہلی راز دیکھنا

کیون خامہ میرا گرم نوا ہو نہین سکتا
کیا نالہ دل ہے کہ رسا ہو نہین سکتا

تم لاکھ کہو ہم سے سوا ہو نہین سکتا
بت کوئی خدائی مین خدا ہو نہین سکتا

ایک ہم ہین غم و درد مین کیا ہو نہین سکتا
ایک آپ ہین وعدہ بہی وفا ہو نہین سکتا

یان مجکو تعلق ہوا ودہر تمکو ہو کچہہ شوق
پھر تیر جگر دوز خطا ہو نہین سکتا

اغماض کے ہین عذر تغافل کے بہانے
مل جاو کسی روز تو کیا ہو نہین سکتا

دل مین تو ہزارون ہی بہرے ہوتے ہین شکوے
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

کیا ایسی نزاکت سے تمنا رکہے کوئی
وعدہ بھی جہان لب سے ادا ہو نہین سکتا

تم آؤ مرے پاس تو آئینہ دکہا دون
کہتے ہو بہت میرے سوا ہو نہین سکتا

دیکہا ہے تجلی مین نیا ایک تماشا
لاشے ہے مگر شے سے جدا ہو نہین سکتا

اب عشق ہے کہینچے نہ محبت ہمی روکے
جاناہے مسلم یہ قضا ہو نہین سکتا

وان روز نئے ناز مین اغماض نئے ہین
یان شوق ستم روز نیا ہو نہین سکتا

اون کو اگر اغماض ہے تم کیون کہو راقم
ایک بوسہ لب آب بقا ہو نہین سکتا

اظہار کرتے کرتے ہم تہک گئے وفا کا
حرف غلط ہی سمجھے وہ لفظ مدعا کا

پیکان کے سات نکلا یان شور مرحبا کا
وان یہ خیال گزرا غوغا ہے خونبہا کا

آتا ہے یہ بھی کوئی سو منتون سے آنا
بیگانہ وار وہ بھی جہوکا سا ایک ہوا کا

آتا ہے انجمن مین برہمزن دو عالم
اب دیکہنا تماشا پیران پارسا کا

وہ کیون سنین کسی کی اظہار آرزو کو
اون کو مزا پڑا ہے غیرون سے التجا کا

اب کیا کرین اثر کا اعجاز سازگاری
پہلے ہی چہوڑ بیٹہے ہم مانگنا دعا کا

قسمت کہلی ہی کسدن وہ آئے گھر مین اوسکے
ہنگامہ ہو رہا تھا یان آہ نارسا کا

شامت ضرور آتی قاصد کی خیر گزری
شاید نظر نہ آیا وہ حرف مدعا کا

غیرون سے آپ پوچہین اپنی ادا کی شوخی
دیوانہ بن رہا ہون مین تو ادا ادا کا

اللہ رے فتنہ زائی مرتا ہون اس ادا پر
نظرون سے مار رکہین اور نام لین قضا کا

شوخی سے دل کو لینا باتون سے مار رکہنا
دل پر بنے کسی کے وان کہیل ہو ادا کا

صورت کدہ مین جا کر بیخود ہوا مین ایسا
آئینہ بن گیا تہا ہر چشم سرمہ سا کا

دل ہے رفیق جانے کچھ مدعی نہین ہے
احوال سنتے رہئے اس صبر آزما کا

وہ زندگی بھی اچھی کٹ جائے آرزو مین
مانا کہ تلخ گزری کہٹکا نہو قضا کا

دل کی کدورتون نے اسکو مٹا رکہا ہے
ورنہ یہ آدمی بھی ہوتا بری بلا کا

ہم بھی مٹے ہی جائین تم بھی مٹائی جاؤ
جب خاک ہی نہوگی کس کا اُڑے گا خاکا

دنیا مین جب نہین ہے سازِ نشاط راقم
عقبے مین کیا دہر لے ہے سامان برہنہ پا کا

تمنائی رہے وہ دلِ ستان کا
جو جینا بھی سمجھے جاودان کا

ستم سہتے رہے ہم آسمان کا
کہ دل خوگر رہے جورِ بتان کا

بھروسا وصل کا کس زندگی پر
کہ ہے ایک بلبلا آب روان کا

غرض کس کو ہے بوسہ کی جو مانگے
مجھے دل دیکھنا ہے مہربان کا

اب اون کا عنبر پہ کھلتا چلا دل
اب آیا وقت اپنے امتحان کا

ندیکھی خضر نے کوئی شبِ ہجر
انہین کیا لطفِ عمرِ جاودان کا

جفا کا حال مجھ سے پوچھتے ہین
بہت مشکل ہے اب رکنا زبان کا

غرض گل سے نہ بلبل کو خزان سے
اوسے رونا ہے اپنے آشیان کا

مزا جب قتل کا آئے گا قاتل
زبان کو ہو مرے یارا بیان کا

بڑھاتا ہے غضب شوقِ طبیعت
بکھرنا گیسوئے عنبر فشان کا

بس اب راقم چلو اس سرزمین سے
تماشا خوب دیکھا اس جہان کا

وان پرسشِ گنہ نہ خیالِ قصور تھا
ہین آپ انفعال سے شرم حضور تھا

مانا کہ جلوہ جلوہ گری سے نفور تھا
محتاج چشمِ اہلِ تماشا ضرور تھا

جان نذر مین نکر سکا میری خطا سہی
خنجر گلے پہ روکنا کس کا قصور تھا

کرتا سہی وہ وعدۂ وفا بیوفا نہین
پاس عز و ناز و وفا سے غیور تھا

آئے وہ گھر مین میرے مگر کیا کرین کہ دل
پابند کج ادائی ناز و غرور تھا

پیمان ہو کوئی وعدہ ہو تجھسے کیون ندیم
کچھہ انتظار عقل کا میرے فتور تھا

وان شرم ناز وہ کہ حریف وصال تھے
یان پاس وضع وہ کہ تقاضا غیور تھا

عیش شب وصال تھا سامان فراق کا
کچھہ شام ہی سے عالم صبح نشور تھا

مجکو ہے جب سے شوق تمہارے وصال کا
کچھہ تم مین دلبری تھی نہ مجکو شعور تھا

جب دل پہ رکھتے آپ ملاقات بہم تھی
مین دل سے دل کے پاس تہا گو تمسے دور تھا

دیوانہ مین نہ تھا کہ مرون جان بوجھہ کر
ہان حسن یار دشمن عقل و شعور تھا

کل کس ادا سے حال سُنانے گیا ہو مین
آگے تھا نالہ پیچھے دل ناصبور تھا

کرتے نہ کوتہی نظر حق نگر اگر
حد نظر سے یار کا گھر تھوڑی دور تھا

یان جام جم سے لاکھہ ہین تو نور محتسب
وان ایک کائنات مین جام بلور تھا

پائی سزا بتا کے تہین طرز دلبری
اب تم سے کیا گلہ ہے ہمارا قصور تھا

واعظ کہلا ہے میکدہ لو عید ہو گئی
کل رات ہی کو ذکر شراب طہور تھا

تم کیا گئے کہ حال تھا میرا کلیم سا
جوش چراغ خانہ تماشائے طور تھا

وعدون مین دیر ہونے کا راقم کہلا یہ حال
منظور امتحان دل ناصبور تھا

قیامت تک نہ چھوڑیگا ہمین آزار فرقت کا
کہ جبتک ہم نہ سُن لین کان سے غوغا قیامت کا

قیامت مین تکلف ہو تکلف بھی قیامت کا
اگر ہم بھی ملادین اپنا کچھہ ہنگامہ فرقت کا

مسیحا عمر بھر احسان مانین گے عنایت کا
اگر نسخہ بتا دو ہمکو سودائے محبت کا

سرک جا پاس سے میرے شب غم تیرا کالا منہ
مبادا دوست کو موقع ملے مجھسے شکایت کا

سنا ہے تم ستمگر ہو کسی دن آزمانا ہے
تمہارے دست و بازو کا شجاعت کا نزاکت کا

ضرورت کچھ شہادت کی نہ واعظ کچھ گواہی کی
تو کہا دینگے جبین پر گر رہا دہبا عبادت کا

میرے سینہ پہ تم بیٹھو گلا مل کے تم کاٹو
تمہین لطف ستم آئے مزا مجکو شہادت کا

خیال یار دل مین رہتے رہتے یہ ہوا آخر
مرض مین ایک مرغ پیدا ہوا دشمن طبیعت کا

چھری نے نازکی نے شرم رکھہ لی سخت جانی کی
دعا دل سے نکلتی ہے بھلا ہو اس نزاکت کا

جب آنکھین چار ہوتی ہین زبان پر آہی جاتا ہے
گلا آزار فرقت کا تغافل بے مروت کا

تمہا کر نازشین اونکی اونہین دشمن بناتا ہے
وہ کیا جانین وفا کو ڈھب سکھاتا ہے عداوت کا

نہ نکلو چھوڑ کر گیسو ادا اسکو نہین کہتے
نظر لگتی ہے صورت کو بھرم کھلتا ہے قامت کا

غزل کیسی لکھی راقم سخنور داد کیا دینگے
زبان رنگین نہ رنگینی مین ہے جلوہ فصاحت کا

طریقت آئینہ ہے چشم حق بین کو حقیقت کا
کہ عکس خود نما ہے حسن آئینہ طریقت کا

ستم پیشہ یہ کرتے حشر مین دعوا شہادت کا
وفا کہتی ہے یہ شیوہ نہین اچھا شکایت کا

تماشا کس سے دیکھا جائے فرقت مین قیامت کا
بلاؤن کی طرح گھر پر برسنا شام فرقت کا

نہ کی تدبیر پہلے سے شب عشرت ہی کیا ہوگا
اگر وہ کھول بیٹھے شام سے دفتر شکایت کا

بلائے کون اوس کا ذکر کس کی شامت آئی ہے
تلافی شام عشرت کی ہے سامان صبح فرقت کا

حرارت ہے نہ درد سر یہ سب کہنے کی باتین ہین
بہانہ ہے نہ آنے کا جتاتا ہے نزاکت کا

اونہین ضد مسکرانے سے ہمین ارمان تبسم کا
جہان ضد ہو محبت سے خدا حافظ محبت کا

لہو دل مین نہ آنکھون مین شب غم پی گئے سارا
جراحت سوکھ جاتے ہین نہین سامان عجت کا

مری پرسش کو وہ آئین فریب انکا سمجھتا ہون
کہین جا کر نکالین گے دلی ارمان مدت کا

مقرر روز پرسش داغ عصیان دہو جائینگے
اگر قطرہ بھی آنکھون مین رہا اشک ندامت کا

ادا کا فر ادا کی کچھ پسند آئی ہے اللہ کو
مرا دعوی نہین سنتا جفا گر کی شکایت کا

بچایا مجکو یکرنگی نے آزار معاصی سے
نہ دل پر داغ عصیان کا نہ ماتھے پر عبادت کا

یہ جتنی کالی راتین ہین جہان مین تیرہ بختی کی
نمونہ ہے وہ میری ظلمت شبہاے فرقت کا

تکلف سے گزر جاتی ہے غم کی رات یا تو ہین
کبھی دل چھیڑ دیتا ہے فسانہ بے مروت کا

مین ایسا دیکھکر آئینہ رو کو محو ہوتا ہون
کہ جلوت کے تماشے مین مزا آتا ہے خلوت کا

تمنا نام ہے اسکا کبھی بر آئے گی **راقم**
بہاتی کیون ہو رو رو کر نوشتہ اپنی قسمت کا

دل پہ بن ہی گئی کیون ہوش ربا کو دیکھا
شامت آہی گئی کہتے تھے نہ تا کو دیکھا

عمر بھر ہمنے تو امید کو مٹتے پایا
روز رہتے ہوئے ناکام دعا کو دیکھا

خواہشین اپنی یون ہی وصل مین برباد ہوئین
دل مین گھٹتے ہوس شوق فزا کو دیکھا

سینکڑون عشق مین سر پھوڑتے ہمنے پائے
چھانتے خاک بہت آبلہ پا کو دیکھا

ہوش آیا تو اسی عشق کی آفت دیکھی
آنکھ کھولی تو محبت کی بلا کو دیکھا

زاہدون مین گئے وان تذکرہ زہد سنا
شاہدون سے ملے وان اور ہوا کو دیکھا

جانتے ہی نہ تھے ہم عشق کسے کہتے ہین
دل کی خاطر سے شب غم کی بلا کو دیکھا

ہم نے سمجھا کہین پایا نہ کہین پائینگے
خوبرویون مین بھی خالی تری جا کو دیکھا

یہ بھی کرنے لگی تقلید ہوا خواہون کی
ناز کرتے ہوئے کاکل سے صبا کو دیکھا

خوش ہوئے تھے کہ ہمین پانو دبانے کو کہا
دل پہ کچھ اور بنی جب کف پا کو دیکھا

آپ جاتے تھے کہین اور چلے آئے کہان
جستجوے اثر آہ رسا کو دیکھا

اوس گلی سے کبھی گزرے تو یہی پیش آیا
ٹکڑے دامان کو ہوا چاک قبا کو دیکھا

پھرے مندون مین پایا کوئی راقم جز خضر
سینکڑون تشنہ لب آب بقا کو دیکھا

یہ عشق وہ ہی کہ جس کا شجر نہین ہوتا
یہ نخل وہ ہی کہ جس مین ثمر نہین ہوتا

فراق یار مین نالہ اگر نہین ہوتا
شریک اشک لہو چشم تر نہین ہوتا

ہنوز لذت درد فراق پائی ہے
جمال یار جو وقف نظر نہین ہوتا

مرا گمان مرا رشک سب سہی جہوٹا
نہین کہو کہ عدو رات بہر نہین ہوتا

تمہاری رنجش خاطر سے چپ ہون مین ورنہ
دراز دست تمنا کدہر نہین ہوتا

لگاؤ لاکہہ وہان عرض آرزو پہ مین
بناؤ ایک مری بات پر نہین ہوتا

وہ مرے گریہ بیجا سے ہوتے ہین برہم
کہ الجھا اشک مین لخت جگر نہین ہوتا

ہزار جذبہ دل سے دعا مین کرتا ہون
کسی کے دل پہ اثر تک مگر نہین ہوتا

درازی شب فرقت تو مختصر ہوجائے
مگر یہ قصہ غم مختصر نہین ہوتا

تغافل دم خنجر کو دیکہنا راقم
دہان زخم سے مل کر بہی تر نہین ہوتا

پوچھا ہے مزاج آپ نے آ آ مرے دلکا
مدت مین کہلا آج نصیبا مرے دلکا

مدت سے ہے وہ خون کا پیاسا مرے دلکا
اللہ نگہبان ہے میرا مرے دل کا

کیا مفت کا ہے مال کوئی مفت مین لی بی
دیکھی تو کوئی لیکے تماشا مرے دل کا

کہتے ہو کہ ہم آئینگے وہ کونسا دن ہے
جب شوق نکل جائیگا سارا مرے دلکا

کہتا ہون سنا دون اوسے کچھ شوق طبیعت
ڈرتا ہون نہ بڑھ جائے ستانا مرے دلکا

مین بہی کوئی دن جان سے اغماض کرونگا
جو یاہے بت آئینہ سیما میرے دل کا

شرمندہ نہو مین ہی تہا شب کو کہین بیدار
میری تو جبین پر ہے پسینا مرے دل کا

یہ اور ستم دیکہیئے دل لے کے ندینا
گویا لئے بیٹہے ہین اجارا مرے دل کا

کیا کیا نہ ملایا کئے وہ خاک مین مجکو
کیا کیا نہ اڑایا کئے خاکا مرے دل کا

ہے یہ ہی اگر عشق یہی شوق طبیعت
ہونا ہے وہی حال زلیخا مرے دل کا

بیزار ہین پر کان لگا دیتے ہین در سے
کوچے مین جو وہ سنتے ہین غوغا مرے دل کا

ہو جائیگا اچہا غم دل ہوتی ہی ہوتے
تہمتے ہی تہمے گا یہہ تڑپنا مرے دل کا

مین اسکو بلاتا تو ہون اے سادہ مزاجی
آنا ستم آرا کا ہے جانا مرے دل کا

دل آپ کا میری طرح آجائے کسی پر
پہر لطف طبیعت سے ملانا مرے دل کا

چکر ہی رہا پانو مین راقم نملا یار
یون ہی رہا گردش مین ستارا مرے دل کا

مین نے پوچہا مجہے کیا تو نے مری جان چہوڑا
کس تکلف سے وہ کہتے ہین کہ ہان ہان چہوڑا

جا بجا عشق نے اندوہ کا سامان چہوڑا
سر مین سودا کہین دل مین کہین ارمان چہوڑا

عشق کا نام فقط قیس کی لب پر تہا ہنوز
سنکے لیلے نے تغافل سے دلستان چہوڑا

جذبۂ عشق تہا وہ خواب زلیخا گویا
کہ اودہر حضرت یوسف نے بہی کنعان چہوڑا

مین نے دلدار سے ایک بات پہ چہوڑا ملنا
تو نے کیون دیکہنا اے دیدۂ حیران چہوڑا

اب کوئی اور حریف غم فرقت کیجو
ہمنے رہنا ہی جہان کا شب ہجران چہوڑا

سخت جان مجکو تو کہتے ہو قصور اپنا نہین
ہمنے دانستہ تہ خنجر براّن چہوڑا

دیکہکر حضرت واعظ کو خدا کی سوگند
کفر اچہا ہے ہمین ہمنے تو ایمان چہوڑا

قیس دیوانگیِ عشق مین نکلا نکلا
دل مین لیلی کے ہی اک عشق کا پیکان چھوڑا

آج جھگڑا ہی مثار روز کی تکرار گئی
تو نے چھوڑا مجھے مین نے تجھے نادان چھوڑا

دل یہ کہتا ہے کہ چل غیر ہی ہو ہونے دے
رشک کہتا ہے نہین مین نے تو اران چھوڑا

خضر کی زیست کو حیوان دیا الیاس کو بحر
ڈوب مرنیکو ہمین چاہ زنخدان چھوڑا

اور یہی آبلہ پا آئے گا کوئی شاید
کہ مرا خار بیابان نے دامان چھوڑا

بہرہ مندون مین مجھی عشق کے شاید سمجھا
پائے مالی کو مری خار بیابان چھوڑا

دل دیا نام کیا تم نے وفا مین راقمؔ
زندگی کے لئے جاوید کو سامان چھوڑا

دل بہتا گیا گیا وہ ہمین جان تو گیا
ہم مر گئے بلا سے مگر مان تو گیا

الفت مین ہان تو جان گئی وان ہوئی یہ قدر
الزام روز ہوتے ہین احسان تو گیا

سو بار آپ آئینگے وہ بات تو گئی
وعدہ کی رات ٹل گئی ارمان تو گیا

ہمتو چلے ہی جائینگے دل مین کہو گئے تم
افسوس بات رہ گئی مہمان تو گیا

امید و آرزو و تمنا ہی مٹ چکی
اب عشق کس بھروسہ پہ سامان تو گیا

ان شاہدون کے عشق مین آخر یہی ہوا
سمجھے ہوئے تھے پہلے ہی ایمان تو گیا

غیرون کی تہمت یہ کہل گئین بیگانہ واریان
اچھا ہوا کہ اونکا ہمین دھیان تو گیا

ناصح تمہاری بات تو مین مان لون مگر
سمجھا گئے دل کو لاؤ وہ نادان تو گیا

وحشت دکھا رہی ہے گریبان و آستین
سودا بتا رہا ہے کہ دامان تو گیا

اچھا ہوا وہ آنے سے انکار کر گئے
یان انتظار دیدہ حیران تو گیا

راقمؔ بتون کی شوخ ادائی کو دیکھکر
اللہ کی دہائی ہے ایمان تو گیا

بیجا گلہ ہے ہجر مین غم جان پر رہا
ہمکو تو وصل مین بہی وہی درد سر رہا

کیسے کٹی ہے وصل کی شب عمر کی طرح
ایک ایک نفس پیام رحیل سفر رہا

بیگانگی کا لطف تمہین ہم دکہاینگے
کچہہ میل آسمان سے ہمارا اگر رہا

خوش ہون کہ بیدلی مین ہوی عاقبت بخیر
اس کا نہین خیال کہ دل مفت مر رہا

آتا تہا بے حجاب وہ میرے خیال مین
نظارہ بیخودی مین نقاب نظر رہا

نالہ ہے چیز کیا جو کسی پر اثر کرے
دود جگر تہا رونق ریش جگر رہا

دل سرد ہو چکا تہا دعا سے مگر ہنوز
کمبخت یہ نفس بہ امید اثر رہا

مین کہہ رہا تہا شوق مین دل سے حدیث درد
سنتا تمام شب فلک کینہ ور رہا

قاصد کو ۔ بہیجکر بہی پشیمانیان ہوئین
اوسکا وبال قتل ہمارے ہی سر رہا

غوغاے رستخیز ہوا اور گزر گیا
مین محو یاد وعدہ شام و سحر رہا

راقم بس ابتو الفت اصنام چہوڑدو
دولت رہی نہ دل نہ وہ ذوق نظر رہا

وہ ایسے دل مین آگئے مین بے خبر رہا
دیدار جو نظارہ سوئے رہگذر رہا

ہمکو تو عیش وصل ہی ہے ایک شمار عمر
شام امید گزری تو بیم سحر رہا

روئے بہی اوسکے سامنے آیا نہ اوسکو رحم
یہ بہی فریب عشق و فسون بے اثر رہا

لب پر کسیکے لب ہو زبان سے زبان ملے
ارمان دل حزین مین ہی عمر بہر رہا

چہڑکا بہی مشت مشت نمک اوسنے زخم پر
لذت کو پہر بہی ڈہونڈتا زخم جگر رہا

نشتر نہ تہا تو ناخن وحشت بڑہا کئے
ہر زخم دل بنا رہا اور تر کا تر رہا

یہ شب بہی کاٹ دینگے جہاں اور کاٹ دین
سمجہا کے دل کو آج وہ دشمن کے گہر رہا

سمجھے تھے اسکو اور وہ نکلا مگر کچھہ اور سے　　اندازہ خیال غلط کس قدر رہا

راقم کھیلین گے ملت و ایمان بروز حشر
کس کس کے سر پہ سایۂ خیر البشر رہا

یعد مجنون کے کوئی عشق کے قابل نہوا　　ایک بیدل ہی سزاوار سلاسل نہوا

دل کے خواہان تھے تو دل دینے کے قابل نہوا　　دل طلب گار رہا جب کوئی سائل نہوا

کچھہ تڑپنے کا تماشا دم بسمل نہوا　　پاس بیٹھا ہوا پہلو کے جو قاتل نہ ہوا

جلوہ یار نتھا گر شب تنہائی مین　　صبح تک چاند ہی آنکھون کے مقابل نہوا

کوہکن جان ہی دی تونے غلط فہمی سے　　مر گیا مفت شہیدون مین ہی داخل نہوا

دیکھہ لین گے تمھین گردش جہت دہر مین ہم　　سر اٹھانا ہمین فرقت مین جو مشکل نہوا

ہم ہین اور کشمکش مشکل و دشوار مین دل　　عشق کا لطف ہی آسان ہمین حاصل نہوا

خضر و الیاس کو سنتے تھے مدد کرتے ہین　　ہم تو ڈوبا کئے کوئی لب ساحل نہوا

خط کا لکھنا تو نزاکت سے ہو تمکو دشوار　　چٹکی لینے مین کبھی رنج انامل نہوا

کفر و ایمان مین ابھی تفرقہ ہوتا واعظ　　کوئی برہمن ہنگامہ محفل نہوا

جان بسمل نے یون ہی اپنی تڑپ کر دیدی　　مرحبا ظرف کو شرمندہ قاتل نہوا

اسکی کیا زندگی کیا عیش کہ جسکے گھر مین　　نوحہ غم ہی رہا نغمہ محفل نہ ہوا

کون سی ہجر مین گھر پہ نہ بلائین برسین　　کون سا قہر مری جان پہ نازل نہوا

زلف آرایش شانہ سے پریشان ہی رہی　　جب مرے بعد کوئی حسن پہ مائل نہوا

مین نہون گا تو بہت یاد کروگے مجھکو　　مجھسا جب شوخ نوا رشک عنادل نہوا

کون سی شب مرے جلنے کو جہنم نہ بنی　　کون سا دن مرا محشر کے مقابل نہوا

کوئی دیکھا نہین ہمنے تو جہان مین ایسا
خانہ زاد ہین تری زلف کے داخل ہوا

طور پر جلوہ گری اور ہو پردہ ہم سے
کہ تماشائے نظر حسن شمائل ہوا

کوئی یان آئے تو کیا آئے کہ جس گہر مین کبہی
نالہ دل ہی فروغ شب محفل ہوا

کہتے مین غیر سے ان بن ہوی ہنگامہ تہا
آج راقم ہے تماشائی محفل ہوا

نالہ جو دل سے کہچا قسمت سے کہچ کر رہگیا
دل مین جو ارمان بہرا تہا دل کے اندر رہگیا

جب بنا ناکام کا چاہا ہے بن کر رہ گیا
جب مقدر آزمایا ہے مقدر رہ گیا

کون دیگا داد میری کس سے مین چاہونگا داد
دیکہکر اسکو اگر داور ہی ششدر رہ گیا

وہ کہڑے تہے غیر کی بالین پہ اور سوتا تہا غیر
نیچہ اُگلا مگر تہوڑا اُگل کر رہ گیا

حال غم سب کچہہ کہا اور کہتے کہتے تہم رہا
مدعائے خاص ظالم لب پر آکر رہ گیا

پیشدستی کر تو بیٹہے ہم مگر وہ دل کہان
تا سینہ تک بڑہا ہی اور بڑہ کر رہ گیا

گیا بہار عمر اپنی گیا نشاط زندگی
جب مدار زندگانی حسرتون پر رہ گیا

حال دل کہتے تو مین وہ حال سے خالی نہین
کام یا تو بن گیا یا داغ دل پر رہ گیا

مین ہزارون حسرتین لیکر گیا دل مین مگر
تمکو ہی ارمان نہ ملنے کا مقرر رہ گیا

سات کچہہ لائے نہ کچہہ لیکر چلے اچہا ہوا
یان کا سرمایہ یہین دفتر کا دفتر رہگیا

انجمن مین انتظار ساقی گلفام سے
منتظر مین کیا رہا ناکام ساغر رہ گیا

یا وہ قسمت تہی کہ سوتے تہے کسی آغوش مین
یا یہ صورت ہے کہ فرش خاک بستر رہ گیا

ہائے یان نکلا نہ وان نکلا حرف شوق وصل
اونکے دل مین رہ گیا میری زبان پر رہ گیا

آج وہ دیکہی خرام یار کی شوخی نہ پوچہہ
ہوتے ہوتے رہگذر مین شور محشر رہ گیا

کاتب تقدیر معنی ناامیدی کی مگر — کچھ نہ سمجھا جو مری قسمت مین لکھکر رہگیا

تم تو اتنے بھی نہین احقر کوئی یہ تو کہے
خوشہ چینون مین اسد اک سخنور رہگیا

غم و اندوہ نے سب کھو دیا سامان دلکا — تھا کبھی جلوہ گہہ یار شبستان دلکا
حال کہنے کو کہون تم سے پر ارمان دلکا — پورا پورا تو کہیگی شب ہجران دلکا
اب وہ ناصور بنا ہے غم پنہان دلکا — کہ مسیحا سے بھی ہوتا نہین درمان دلکا
کاش ہوتا یہ ہم آغوش قضا دل اپنا — سر یہ رہتا ملک الموت کے احسان دلکا
روز ہونے لگی تکرار ستم پیشہ سے — اب سلامت نہین رہنے کا گریبان دلکا
سینہ غربال کیا تیر نظر نے ایسا — کہ چھپایا نہین جاتا غم پنہان دلکا
سخت جانی نے نزاکت کا بھرم کھو دیا — امتحان لیکے ہوئے وہ بھی پشیمان دلکا
آپکے ہات مین ہے عقدہ کشائی دل کی — آپ چاہین تو نکالین ابھی ارمان دلکا
پانو پھیلائے ہین وحشت نے خدا خیر کرے — تنگ ہے وسعت دل تنگ ہے میدان دلکا
کوئی امید بر آئی نہ تمنا نکلے — وقف امید ہمیشہ رہا ارمان دل کا
قدر انداز کی چٹکی سے خطا ہو جب تیر — کیون لب زخم نہ ہو سیر ہے خندان دلکا
دیکھئے جاکے وہان بنتی ہے دل پر کیسی — کہنے جاتے تو ہین احوال پریشان دلکا

دل پہ ہین تاک لگائے ہوئے شاہد احقر
خیر دل کی نہین اللہ نگہبان دل کا

سینہ داغون نے بنایا ہے گلستان دلکا — تھا جو اجڑا ہوا وحشت سے بیابان دلکا
مین نہین سر نہین سودا ہے نہ سامان دلکا — کون پرسان ہو مرا کون ہو خواہان دلکا

ہان دکہا آج جنون دست درازی اپنی
میرا دامن ہے ترا ہات گریبان دلکا

میرے دل سے کبھی نکلا نہ زبان سے اونکی
دو دلون مین رہا الجہا ہوا ارمان دل کا

جان پیاری ہے اگر غیر کو ملتا کیون ہے
جانتا ہے کہ وہی دشمن ایمان دلکا

آج کہلتے نہین کیون بند قبا خیر تو ہے
کہین اُلجہا نہو میرا کوئی ارمان دلکا

ہم عبث دل کی کشاکش مین پہنسے ہین اللہ
دل طلب گار ہے کافر کا مسلمان دلکا

کوئی تصویر تو ہے دل مین ہمارے بیشک
محو رہنا نہین بیکار ہے حیران دلکا

ہان پڑا ہات کو اپنے ہوس جوش جنون
چہوڑ دلدار کا دامن نہ گریبان دلکا

راقم اچہا ہوا اسباب تعلق نہ رہے
آج افسوس جگر کا ہے نہ ارمان دلکا

عالم فریب حسن رخ یار ہی رہا
جسنے سنا وہ طالب دیدار ہی رہا

آے نہ ایک روز ہی اقرار ہی رہا
شرم رقیب و عذر شب تار ہی رہا

نالہ کے سات رشک نے کیا کیا دیا ہے کام
دود چراغ صحبت اغیار ہی رہا

تعذیر پا چکا ہے ستم کی مگر یہ دل
پہر بہی حریص لذت آزار ہی رہا

کیا کیا رہے گمان شب انتظار مین
پہرتا نظر مین خانہ اغیار ہی رہا

رو کر ہی ہمنے دیکہہ لیا یہ ہی کر چکے
گریہ قریب دیدۂ خونبار ہی رہا

روزن سے تمنے جہانک لیا پہر کسیکو کیا
آئینہ وار جلوۂ دیدار ہی رہا

تم ہمسے کیا ملے کہ زمانہ بگڑ گیا
دشمن زمین فلک بے آزار ہی رہا

یادش بخیر آج کسی نے کیا ہے یاد
دن بہر جو ہچکیونکا بندہا تار ہی رہا

طرز خرام یار نے سکہ بٹہا دیا
ہر فتنہ محو شوخی رفتار ہی رہا

مجکو مرید کرلیا ناصح تو کیا ہوا
دل دام مین کسیکے گرفتار ہی رہا

غم مین رہی الم مین رہی جسطرح رہی
لیکن زبان پہ تذکرہ یار ہی رہا

راقم وہ مہربان ہوا بہی تو کیا ہوا
اوسکو خیال الفت اغیار ہی رہا

کہا کرتے ہین بعد مرگ عاشق کا نشان کیسا
اگر سچ ہے تو سر پر شمع محفل کے دہوان کیسا

نظر اوسکی پہری تہی پہر گیا سارا جہان کیسا
غضب ٹوٹا بلا آئی یہ ٹوٹا آسمان کیسا

خیال یار بہی اب بار ہوتا ہے طبیعت پر
غم دلدار نے ہمکو کیا ہے ناتوان کیسا

محبت دل لگی سمجہے تہے لیکن یہ نہ سمجہے تہے
کہ فرقت مین ہوا کرتا ہے سوز استخوان کیسا

نشان دیر و کعبہ دل کی سمجہانیکو اچہے ہین
تمہارے نام پر جہکتے ہین ہمتو آستان کیسا

جہان مین جب سے آئے آنکہہ کہولی غمکو دیکہا ہے
نہین جانا کہ راحت کیسی ہے آرام جان کیسا

قیامت آئی یا محشر ہے یا محشر خرام آیا
یہ غل بازار مین کیسا ہے شور الامان کیسا

اگر تم سوز غم رکہتے نکہتے میرے غوغا کو
کسی کا دل نہو بس مین تو پہر ضبط فغان کیسا

نہ کیجو منت صیاد بلبل موسم گل مین
تماشا دیکہیو ہوتا ہے محو داستان کیسا

جفا کرتے ہین کہتے مین وفا کی آزمائش ہے
محبت کا نہو مجکو گمان بہی امتحان کیسا

سر دشمن ہو خنجر پر نہ خنجر سر دشمن
وفا کا امتحان پہر ہو نصیب دوستان کیسا

بڑا ہر بات پر کہتے ہو اپنے خو سنبہالو تم
یہ طرز گفتگو کیسی یہ انداز بیان کیسا

خضر سے پوچہئے تکلیف و راحت مرنے جینے کی
نشاط زندگی کیسی ہے جینا جاودان کیسا

ہماری قدر ہوگی بعد مرنے کے زمانہ مین
سخندانون مین تمہارا **راقم** بہی اک جادو بیان کیسا

روتے سے فائدہ تری کیا چشم تر ہوا
بیہ بیہ کے رائیگان یون ہی خون جگر ہوا

پروانہ چیز کیا ہے فدا شمع پر ہوا
مرنا تمہین دکھائینگے جینا اگر ہوا

طغیانی سرشک سے میدان گہر ہوا
سایہ رہا نہ بیٹھنے کو رہ گزر ہوا

قاصد کے پاؤن گار میری انگلیان فگار
اب رسم و راہ خط کا ہی مسدود ہوا

کہتے ہو تم کہ جاتے ہین اب رات کم رہی
کیا وعدہ صبح کا ہی کسی سے مگر ہوا

لالہ کا داغ داغ سہی داغ ہے تو کیا
رخ کا کسی کے خال نہ داغ جگر ہوا

دیکہین گے ہم یہی صبح کو رخصت رقیب کی
نالہ جو قفل حلقۂ بیرون در ہوا

مجکو ہے وہم صبح تہا جاتے نہ وہ کبہی
میرا ہی رنگ زرد دلیل سحر ہوا

کرنے لگی ہے پہر مژۂ یار نوک جہوک
پہر ذوق ارتباط رگ و نیشتر ہوا

سب نام کے ہین یار کوئی کام کا نہین
ہمدم ہوا رفیق ہوا نامہ بر ہوا

صورت بنائی آئینہ نے خو لگاڑ دی
کیا خوش بناکے آئینہ آئینہ گر ہوا

مرنے کی میرے غیر نے کہدی خبر غلط
اچہا ہوا کسی کا کلیجا تو تر ہوا

سوتے کو کیون جگا دیا آئے آہ کیا کیا
مضطر کسی کا دل ہوا بے کل جگر ہوا

لیلے کو ہی خیال رہا قیس کا مگر
تجکو نہ کچھ خیال مرا بے خبر ہوا

ناخن بڑھا نہ دست جنون کیا کرین علاج
مشتاق چاک دامن زخم جگر ہوا

کس کس کا کیجیے رشک گیا رشک کا مزا
عالم اسیر حلقۂ زلف دوسر ہوا

ملنے کی التجا مری اوسکو بری لگی
راقم ضرور غیر کوئی رخنہ گر ہوا

طور ہے بے طور فریاد دل ناشاد کا
رنگ بگڑا چاہتا ہے عالم ایجاد کا

باغبان سے آجکل ان بن سی ہے صیاد سے
دام خود مرغ چمن صیاد ہے صیاد کا

یہ تو سب کہنے کی باتین ہین کہانی جوئے شیر
بے ستون سے یہ کی نکلا تہا لہو فرہاد کا

تہی مقدر مین جو ایسے کینہ خو کی دوستی
دل بہی میرا لوہے کا ہوتا جگر فولاد کا

وعدہ کرنا بہول جانا یار کا شیوہ نہ تہا
یہ سکہایا ڈہنگ ہے شاید کسی استاد کا

اشک ٹپکا چاہتا ہے چشم دریا بار سے
اب کہلی شاید مقدر اس دل ناشاد کا

غیر کو جب جان پیاری ہے تو پہر جاتا ہے کیون
نام کیون کرتا ہے رسوا اوس ستم ایجاد کا

ناز ہے سرو و صنوبر کو قد آزاد پر
ہم دکہائینگے کبہی قد غیرت شمشاد کا

رنج مرنے کا نہین ہان رنج اتنا ہے ضرور
مرتے مرتے ہات سے دامن چہٹا جلاد کا

کہینچنے تصویر یار آیا تہا صورت دیکہکر
ہات قابو مین نہ دل بس مین رہا بہزاد کا

دیکہکر راقم تمہاری شوخیان گفتار کے
پہر گیا انکہون مین سب نقشہ جہان آباد کا

بے سبب غوغا نہین ہے نالہ و فریاد کا
شغل فرقت کا ہے پیرایہ کسی کی یاد کا

اب اثر اتنا رہا ہے نالہ شبگیر مین
پہونک دیتا دل جگر مجہہ خانمان برباد کا

ہنس رہا ہے نامہ بر صورت کو میری دیکہکر
وصل کا مژدہ ہے یا پیغام ہے بیداد کا

آنکہہ اوسکی دیکہتے ہین ہم کئی دن سے پہری
اب چہٹا ہے تماشا عالم ایجاد کا

یاد کرو تمنے میرا شاد دل کس دن کیا
شوق تمنے کب نکالا خاطر ناشاد کا

یہ تیرا اغماض ظالم اور مرا ارمان دل
ایک فسانہ ہو گیا شیرین کا اور فرہاد کا

آؤ یہ تلوار ہے خنجر ہے مین ہون اور تم
اب نکالو کہول کر دل حوصلہ بیداد کا

سر جہکائے مین کہڑا ہون اور وہ خنجر بکف
موت حیران دیکہتی ہے اوس ستم ایجاد کا

کرتے ہین میری برائی وہ شب وصل عدو
خوب موقع ہات آیا اونکو راقمؔ یاد کا

آئینہ حسن نما کاش مرا دل ہوتا
جسکو دل کہتے ہین اپنا وہ اگر دل ہوتا

کوئی شاہد تو کسی وقت مقابل ہوتا
مدعا وصل کا شاید کبھی حاصل ہوتا

غیر ہے یار ہے فریاد سے خوش ہوتا ہے
ورنہ نالہ ہی مجھے کھینچنا مشکل ہوتا

کشمکش اتنی نہ رہتے دل و دلبر مین اگر
حوصلہ آہ کا تاثیر مین کامل ہوتا

دیکھنا حسن حقیقت کا نہوتا دشوار
آسمان میری نظر کا جو نہ حائل ہوتا

خوگر جور رہا در خور بیداد رہا
یہ نہوتا تو مین آغوش کے قابل ہوتا

شمع سوزان نہوا مین نکوہی پروانہ
خانہ یار مین آرایش محفل ہوتا

حوصلہ کچھہ دل مشتاق کا کھلتا اوسپر
کاش مشق ستم دشنہ قاتل ہوتا

مجکو اچھی ہے شب ہجر کہ آرام سے ہون
وصل ہوتا تو کوئی قہر ہے نازل ہوتا

تم بہی راقمؔ کسی شاہد پہ اگر مرجاتے
ناگہاں موت کا اندیشہ تو باطل ہوتا

ردیف الباء

رنگ لائے گی یہ آخر طرب جام شراب
خون رلوائیگی ہمکو یہ شب جام شراب

سنتے آئے ہین جلوری النسب جام شراب
کسکو پرہیز ہو سنکر لقب جام شراب

خاک ہے جلوۂ مہتاب شب جام شراب
جب نہو صحبت لب سبب جام شراب

بڑھ گئی حد سے جب اونکی طلب جام شراب
ہمنے بہی طاق پہ رکھا ادب جام شراب

گفتگو ہمکو تو ایمان مین ہے توبہ کیسی ‏— ہات لگ جاے جو بنت عنب جام شراب

آج بیصرفہ ہی پیر مغان کی منت — کام آ لگی یہ آخر طلب جام شراب

کس ادا سے طلب بوسہ سکہاتے ہین مجھے — چوم کر وہ لب نازک سے لب جام شراب

یار آغوش مین ہے تشنہ لبی کہتی ہے — توڑ توبہ کو اٹہا دے ادب جام شراب

جوش مستی مین کسی کی وہ ادائین دیکہین — آنکہہ مین پہرتی ہے تصویر شب جام شراب

اسنے اکت کا ٹہکانا ہے لب نازک مین — کہتے ہین چہتے ہین نقش ذہب جام شراب

جان رکہہ لی وہ ہتیلی پہ وہان جو جاے — پہر کرے بزم مین ادسکے طلب جام شراب

محتسب دل کو مرے توڑ مگر جام نہ توڑ — جام سے جم کی ملا ہے نسب جام شراب

وصل ہو سہل میسر یہ خدا ساز ہے بات — میری خواہش بڑہی انکو طلب جام شراب

اونکا یہ ناز ہے ساغر کو لیا پہینکدیا — اور پہر توڑنا جہپر غضب جام شراب

یار سرشار ہے صحبت ہی ہے خالی از غیر — ہو مبارک ہمہین راقم طرب جام شراب

جمع سامان مین تو پیدا ہے ہوس جام شراب — جوش گل موج صبا ہم نفس جام شراب

ہاے اتنے ہی نہین دسترس جام شراب — ایک چلو سے بجہا لین ہوس جام شراب

کیا قیامت ہے تہی دست کو کانون سے سنے — قلقل شیشہ و مینا جرس جام شراب

محتسب نے کئے تاراج مے ناب کے ظرف — کوئی پہونچا نہین فریادرس جام شراب

زہر ہے تلخئ مے خاک ہے بے یار بہار — قہر ہے نغمہ بلبل عسس جام شراب

شوخیان چشم فسون گر مین بڑہا دیتا ہے — جو خمار آنکہہ مین ہوتا ہے بس جام شراب

عذر و انکار ہے گا نہ یہ شوخی نہ یہ ناز — جب ہوئے آپ سوار فرس جام شراب

مجکو وان ساقی کوثر سے ملائی گی ضرور
یہ مری تشنہ لبی اور ہوس جام شراب

کہل گیا میکدہ شاید کہ اڑی پہرتی ہے
مژدہ دیتی ہوئی ہرسو مگس جام شراب

آتے آتے وہ رکے ہو گئے برباد نشاط
خاک مین ملگئی اپنے ہوس جام شراب

کہدو راقم سے خور و نوش کی آئی شب عید
مژدہ ہو تجکو اسیر قفس جام شراب

جوش بہار میوہ صبا دیکہکر شراب
خمیازہ لے رہی ہے لب جام پر شراب

ساقی ترا بہلا ہو پلا بوند بہر شراب
مدت مین آئیگی لب کوثر نظر شراب

صندل ملاکے لائیو یا بوئے زلف یار
پیدا خمار مین نکرے درد سر شراب

وہ چاہیئے شراب شب وصل یار مین
رنگ شفق شراب ہو نور سحر شراب

مین وہ ہون مے پرست نہین ہے شراب مین
خون جگر ہوین جو نہ آئے نظر شراب

سینہ غم فراق نے خم خانہ کردیا
غم کہاتے کہاتے ہوگیا خون جگر شراب

ساقی گری کی شرم کرو رات سے پلاؤ
پینے کو یونتو پیتے ہین ہم اپنے گہر شراب

اللہ جانتا ہے مرے مے پرستیان
پیتا ہون کس خیال مین کیا جانکر شراب

ٹہرے کبہی جو وصل کی دل کہولکر مین
مستی بڑہائے ولولہ ذوق نظر شراب

مست شراب کہنے لگے آشنا مجھے
واللہ بڑہ گئی ہے مری کسقدر شراب

راقم گذر گئی یون ہی محرومیون مین دن
معشوق ہی ملا نہ ہمین عمر بہر شراب

دو لفظ سے بنی ہے شرارت اثر شراب
گرمی مین خوئے یار ہے شوخی مین شر شراب

ساقی مے دو آتشہ دے صاف تر شراب
عینک سے واعظون کو نہ آئے نظر شراب

جنت مین کب ملے گی ہمین اسقدر شراب
پانی کی بدلے بھی پئین شام و سحر شراب

مانگی مغان سے کون لگادی سبیل مے
برسا بجائے اشک مری چشم تر شراب

ایسا نہو کچھہ اور ملا ہو شراب مین
لاتا ہے بار بار جو ساقی ادہر شراب

واعظ تو یان نہین ہے کوئی اُٹھکے دیکھنا
پیتے نہ دیکھہ لے مجھے زیر نظر شراب

پی کر شراب آج تو مانگین دعای وصل
دیکھین اثر دعا کرے یا کچھہ اثر شراب

نالہ کی کو تھی نہ اثر کی کمی مگر
کھوتی ہے اعتبار دعای سحر شراب

مستی رُلا رہی ہے کسی کے خیال مین
کردے نہ رائیگان مرا گنج گھر شراب

واعظ کی روکے رُکتے ہین ہمسے حریص مے
جنت مین جا پئین نملے یان اگر شراب

مستی مین ہو خطا و خطا مین خطا نہین
جاتا ہے وقت ہات سے ہان کام کر شراب

دیوانہ مین ہون نہ کرون انتظار خط
قاصد کے ہات بھیجی ہے بوتل مین بھر شراب

دیتا ہے مژدہ وصل کا کس کی زبان سے
بہکا ہوا ہے پی تو نہین نامہ بر شراب

مستانہ جھومتے چلے آتے ہین سر کھلے
ہان اور بھی بکھیر ذرا موئے سر شراب

مین جانون اور اُنکی مستی نگاہ کی
عشوے بڑہائے جاؤ پیو بے خطر شراب

پیتے ہین ایک شرط پہ وعدہ کرے کوئی
ساقی ہنے پلائے ہمین پیٹھہ کر شراب

مستی مین اونکو تو لگی اور تو بھی غیر کی
بھولے ہمین نہ تے انہین اسقدر شراب

نظرون سے اب ہی غیر کی کیا گر نہ جاؤ گے
پیتے ہو میری سات جو تم رات بھر شراب

سوزن کا کام ہے نہ رفوگر کی احتیاج
ہے زخم دل کی چارہ گر و چارہ گر شراب

اعدا کی موت آئی ہے کوچہ مین یار کے
پیتے مین بیٹھہ کر مری تقلید پر شراب

راقم خرام یار تو دیکھو اُٹھا کے آنکھہ
مستی فدا ہے ناز پہ رفتار پر شراب

روز کچھ کہہ کے ایک نیا مطلب
قدر کھوئی ڈبو دیا مطلب

بیخودی مین نہ چھپ سکا مطلب
صاف منہ پر برس گیا مطلب

مدعا کچھ تھا دوست سمجھا کچھ
گفتگو مین اولجھ رہا مطلب

خواہشین ظاہری نکلتی ہین
دل کا کچھ اور ہے جدا مطلب

غیر کا تھا خیال لکھتے وقت
کچھ نہ سوجھا کہ کیا لکھا مطلب

بس تقاضا نکر قضا تھم جا
کچھ نکل آنے دے مرا مطلب

دیکھہ لینے سے ہے غرض ہم کو
آپ آئین نہ آئین کیا مطلب

خواہشون نے ڈبو دیا مجکو
میری صورت سے کہل گیا مطلب

رات دن کی خوشامدون نے مرا
کہو دیا بس رہا سہا مطلب

جو نگاہین کہ مہر آگین تہین
پھر گئین صاف جب سنا مطلب

ہمکو دیوانگی مین سوجہی خوب
در و دیوار پر لکھا مطلب

یون ہی حسرت مین مر گئے راقم
دل کا دل مین رہا چھپا مطلب

آجاؤ بے طلب تمہین کس کا گمان ہے اب
دل تنگ نہین ہے پاس اکیلا مکان ہے اب

مشتاق وصل کون ہو کس مین توان ہے اب
غمزے اٹھائے روز کے وہ دل کہان ہے اب

جس دل کو بوئے غیر گوارا نہتی کبہی
وہ دل حریص لذت خوئے بتان ہے اب

چھوٹے ہی بنتی ہے نہ مجھے اُس بغیر چین
تیرے دئے جستجو نہ یہان صبر جان ہے اب

مجکو ستائے جاؤ جہان تک ستا سکو
دل کو نہ چھیڑنا کہ بہت ناتوان ہے اب

اوسکے ستم نے مجکو کیا روشناس خلق
گھر گھر مین عاشقی کی مری داستان ہے اب

ملنا وہ کیا تھا آپکا یان دل پہ بن گئی | عشرت وہ ایک دم کی غم جاودان ہے اب
ناکامیان ڈبو چلین اسباب زندگی | وعدون کے انتظار مین جینا یہان ہے اب
جنگل مین جا بسین تو عدو خار خار ہے | گھر مین رہین تو گھر کی زمین آسمان ہے اب
کس کسکو یاد کیجئے کس کس کو رویئے | کس کا پتا بتایئے کس کا نشان ہے اب
ہونے کو ہے مقابلہ کافر سے پھر ضرور | جو دل کو خود بخود ہوس امتحان ہے اب
دل منتون سے مانگنا اور مفت مانگنا | اپنی غرض پڑی ہے تو کیا مہربان ہے اب
اگلے سے ولولے نہ وہ سرمستیان ہین | وہ شوق دل کہان وہ طبیعت کہان ہے اب

راقم نہ جا و رہنے کو تم کوئے یار مین
وان کی زمین نئی ہے نیا آسمان ہے اب

بڑھ گئی دوست کی کیا شوق نظر آپ ہی آپ | کہ نشانہ ہوا جاتا ہے جگر آپ ہی آپ
جب ہوا جذبہ الفت مین اثر آپ ہی آپ | بے بلائے چلے آئینگے ادھر آپ ہی آپ
وصل کی رات بہت لطف سے کٹتی لیکن | آگیا یاد انہین وقت سحر آپ ہی آپ
نالہ سرگرم اگر سات دعا کے ہو گا | دیکھنا گھر یہ برستا ہے اثر آپ ہی آپ
جان مشتاق ذرا راہ گزر پر جا بیٹھ | وہ نہ آتا ہوا اکیلا مرے گھر آپ ہی آپ
کس قدر مجکو تعلق ہے وہ جب عزم کرین | دل کو ہو جاتی ہے آنکی خبر آپ ہی آپ
کچھ نظر آتے ہین بدلے ہوئے تیور اوسکے | پھری دیکھتا ہون اوسکی نظر آپ ہی آپ
کیا شب عیش ہوئی ختم ابھی سے اللہ | چاک ہوتا ہے گریبان سحر آپ ہی آپ
آج آنے کا کسی کے ہے مقرر سامان | جو لگی جاتی ہین آنکھین سوئے در آپ ہی آپ
اس کو ناکامیِ قاصد کی علامت کہئے | ہین جو خونابہ فشان دیدۂ تر آپ ہی آپ

شمع فرقت کی گل افشانیاں کچھہ کہتے ہین
سات ہمدم ہے نہ محرم ہے تماشا کیا ہے

مژدہ دیتے ہین سرِ شام سحر آپ ہی آپ
تھے کہان آئے کہان سے تم ادھر آپ ہی آپ

ہے سخن مین ترے راقم کوئی تاثیر ضرور
غش ہوئے جاتے ہین جو اہل بصر آپ ہی آپ

غیر کی بات پہ کیون جایئے آپ
جی مین جو اپنے ہو فرمایئے آپ

مجکو دشمن سے نہ چھڑوایئے آپ
بھید پوشیدہ نہ کھلوایئے آپ

مجھہ سے ملنا ہے تو ملجایئے آپ
بس ہوا ورنہ رلوایئے آپ

لوگ ایسا نہو سمجھین کچھہ اور
دیکھکر مجکو نہ شرمایئے آپ

وصل کی جب کرین خواہش اونسے
کہتے ہین ہوش کی بنوایئے آپ

غم کی میرے نہ کہانی پوچھو
سن کے ایسا نہو گھبرایئے آپ

دل مین گزرے نہ کسی کے کچھہ شک
مجکو خلوت سے نہ اٹھوایئے آپ

گیسوئے الجھے ہوئے سلجھا لینا
بات الجھی ہوئی سلجھایئے آپ

کہتے ہو غیر سے کچھہ ربط نہین
اپنے سر کی تو قسم کھایئے آپ

جانے دو ذکر وہ اگلے پچھلے
گڑے مردے نہ اکھڑوایئے آپ

جاؤ راقم کو سنا دو اے خضر
وصل کی ٹھہری ہے آجایئے آپ

ردیف التاء

کچھہ شب ہجر سے ملتی ہے مگر وصل کی رات
درد کا لطف نہی پایا شب فرقت دیکھی

اک دم عیش ہے ایک ہم سحر وصل کی رات
ہان دکھائے نہ خدا غم سحر وصل کی رات

خواہ تم آؤ نہ آؤ یہ کہے جاؤ کہ ہان — ایک دن ہوگی مقرر تیرے گھر وصل کی رات

کون ہوتا ہے نیاز مے و ساقی دیکھین — جان و تن پارۂ دل لخت جگر وصل کی رات

صحبت عیش مین سامان تھے مہیا سب کچھ — ایک قیامت تھا ترا عزم سفر وصل کی رات

ذکر اغیار کرین اون کا بگڑنا دیکھین — دو گھڑی ٹال دین یون وقت سحر وصل کی رات

کون کہتا ہے کہ تم ناز و تبختر چھوڑ دو — پر نہ یہ ظلم کہ ہو مد نظر وصل کی رات

بے سبب وہ جو سراسیمہ ہوا ہے راقمؔ
غیر کا اوسکو خیال آیا مگر وصل کی رات

حسن مین کس کو نظر آئے کمر کی صورت — جلوہ پوشیدہ ہے جلوہ مین نظر کی صورت

لامکان ہی سہی کوئی بنوا ینگے گھر کی صورت — کہین دیوار کا ہو نام نہ در کی صورت

لا رکہین سنگ در یار کو گھر پر اپنے — آتے جاتے وہ نہ بھولے مرے گھر کی صورت

خواب مین وہ مرے آجاتے مین گا ہے ماہے — اس ملاقات پہ ہے اپنی بسر کی صورت

مین سمجھتا ہون یہی بس مرا قاصد آیا — جو سر راہ گزرتا ہے سفر کی صورت

تو تصور مین نہو کچھ نہو گھر مین رونق — تیرے جلوہ نے بنا رکھی ہے گھر کی صورت

وان دعا غیر کی بگڑی ہوئی بن جاتی ہے — اپنی بن بن کے بگڑتی ہے اثر کی صورت

شام وعدہ کبھی دیکھی نہ کبھی صبح وصال — ہمتو تکتے ہی رہے شام و سحر کی صورت

بے سبب اوسکا تغافل نہین کیونکر آجائے — اوس نے دیکھی ہی نہین راہ گزر کی صورت

کتنے بیگانہ روش ہین نہین آتے دل مین — سامنے پھرتے ہین آنکھونکی نظر کی صورت

انتظار آج ہے کس کا کہ پڑا تکتا ہون — کبھی دیوار کی صورت کبھی در کی صورت

وصل مین شام سے ہو جاتے ہین سامان فراق — شمع کے منہ پہ برستی ہے سحر کی صورت

ہمکو کیا چاہیئے گہر ہم وہ ہین ہنگامہ فزا — بس جہان بیٹھہ گئے بن گئی گہر کی صورت

کیا تماشا ہے کہ ہین دل سے دعائین مانگون — اور دیکھین مرے اغیار اثر کی صورت

کیون دعا پر کئے بیٹھے ہو بہروسا راقم
مٹ گئی سات تمنا کی اثر کی صورت

کب تک لئے پہرے گی مجھے جستجوئے دوست — کب تک کنوئین جہکائیگی آرزوئے دوست

رہرو نہ کاروان نہ خط جادہ سوئے دوست — جاتا ہون منہ اٹھائے ہوئے سوئے کوئے دوست

کہتا نہ تو حدیث ارم واعظ شفیق — دیکھا نہین ہے تونے گلستان کوئے دوست

کس لطف سے گزرتی ہین راتین فراق کی — دل ہے زبان ہے مین ہون لب گفتگوئے دوست

عشرت ہی اسکو وصل کی جسکے مشام مین — پہونچے شمیم پیرہن مشکبوئے دوست

مین اور یہ کشاکش حرمان مجھے نصیب — اللہ بچے تجھسے دل وصل جوئے دوست

ہم پہونچے کوئے دوست مین اس رہبری سات — جس جس طرف صبا سے ملے ہمکو بوئے دوست

اب جائین وان رقیب مزا ائے عشق کا — بچھوا دئے ہین خار سر راہ کوئے دوست

کیا شکوہ مین وہ شکوہ ہی جو آسمان سے ہو — شکوہ کو ہو زبان جو کہلے سو بروئے دوست

کیا لائین ہم خیال مین اس آسمان کا جور — ہمنے بہت اٹھائے ہین آزار جوئے دوست

واللہ اب تو دیکھنے کو جی ترس گیا — لیجائے ہمکو کوئی دکہا لائے روئے دوست

آزار جور یار نے دل سرد کر دیا — کافر ہو جسکو اب بہی ہوا آرزوئے دوست

ابھی نہین ہین شورشین دن رات کی فغان — جاتی ہے شورشون سے تری آبروئے دوست

کرتا نہین ہون نالہ بہی خاطر سے دوست کی — اندیشہ ہے کہ نالہ بنے گا عدوئے دوست

اب تک تو ایک سہارا ہے راقم نشور کا — مشکل بنے جو کر گیا اعد روئے دوست

ردیف الثاء

جب چشم خون فشان نہین پہر مدعا عبث
باتین تمام جہوٹی ہین اور التجا عبث

کس منہ سے ہم کہین ستم دلربا عبث
ہمنے ہی اوسکو چہیڑ کے دشمن کیا عبث

فرہاد ہون نہ قیس نہ مین روشناس خلق
کیون مدعی بنا فلکِ فتنہ زا عبث

اہلِ جفا کو طرز جفا جب نہین ہے یاد
ارمان جان نثاری اہلِ وفا عبث

اوسکو تو امتحان سے غرض تہی نہ قتل سے
ہمنے ہی سر کہا یہ تیغ جفا عبث

شایان جور ہمتو کسی اور ہی کے تہے
کیون ہو گئے نشانہ تیر قضا عبث

ناصح کا قول تلخ ہے لیکن غلط نہین
سچ ہے کہ آشنائی نا آشنا عبث

رہنے دے خاک کو مری ہی نذر کوی دوست
تو کیون اوڑائے پہرتی ہی موج صبا عبث

عاشق کو چاہیئے کہ رہے خوگر جفا
یہ کیا کہ جور سہہ نہ سکا مر گیا عبث

تم ہی جفائے غیر کے جب نازکش ہوئے
کسکو غرض اوٹہائے ستم آپکا عبث

راقم سمجھ کے عالم ہستی کو بے ثبات
بیکار جستجو مین رہا اور جیا عبث

مین اور مجکو کفر و ورع اور ریا سے بحث
مسلک ہے صلح کل ہمرا مجکو صفا سے بحث

مطلب کے اپنے دونون ہین دیوانے ہوشیار
اونکو جفا سے کام مجھے مدعا سے بحث

ہم کیون کہین کہ شب کو رہو شب بسر کرو
تم دو گہڑی کو آؤ ہمین مدعا سے بحث

نالون کو اپنے فکر دہائی دیا کرین
مجکو تمام شب سخن شکوہ نما سے بحث

ہم کہتے کہتے تہک گئے اور سنتے سنتے وہ
ہمنے بھی کرنی چہوڑ دی التجا سے بحث

ہم کو تو کاٹنی شب فرقت کسی طرح
اس آسمان کا شکوہ ہو یا فتنہ زا سے بحث

دل کا بُرا ہو کس سے بھرا یا ہے الامان
ہارے نہ گفتگو مین کرے جو خدا سے بحث

لڑتے ہو اس دلیری سے پھر نازنین ہو تم
تلوار ہاتھہ مین نہین اور مبتلا سے بحث

راقم سوال بوسہ پہ اچھی نہین ہے ضد
آخر کنوئین جھکائیگی یہ دلربا سے بحث

دل ہے حریص وصل جفا کار الغیاث
سات اپنے یہ کریگا مجھے خوار الغیاث

یان ہم کھچے ہوئے مین وہان یار الغیاث
تکرار سے ہے یار سے تکرار الغیاث

دل کو ہے فکر وصل کی مجکو ہے اپنی فکر
ہر بار الامان ہے ہر بار الغیاث

کب تک یہ ہجر جان کو میری جلائیگی
کب تک لہو پئیگی شب تار الغیاث

ہر بات جس کی مکر ہو ہر بات پر فریب
ایسے سے کیا نکالے کوئی کار الغیاث

حسرت مین وصل یار کی غرہا دم گیا
بیچارہ کہتے کہتے دل افگار الغیاث

مین ایسے بیوفا کا کبھی نام بھی نہ لون
لیکن یہ دل ہے اوسکا طلبگار الغیاث

یہ اضطراب دل کبھی دل پر بنائیگا
راقم نہوگا آپ سے تیمار الغیاث

ردیف الجیم

بیطور جھکی ہے نگہہ ناز اثر آج
سو تون کو تہ خاک جگائیگی نظر آج

معلوم ہے قاصد جو سنائیگا خبر آج
پہلے ہی کئی بیٹھے ہین عزم سفر آج

دل خوش ہے کہین وصل کی سن آئی ہے خبر آج
کل رو ئیگا قسمت کو جو گزریگی سحر آج

تم آئے تو کیا آئے دم عزم سفر آج
یان باندہ چکی عمر رواں کسکے کمر آج

لو آو اگر عیش سے کرنی ہے بسر آج
فرصت کی یہان شام ہے فرصت کی سحر آج

ہے شام سے گھر گئے در و دیوار پہ دوق
آنے کو ہے مہمان کوئی شاید مرے گھر آج

کس کو ہے خبر کل کی جیو تم کہ مرین ہم
کیون کل پہ کہو بات کو آجاؤ ادھر آج

خالی نہین ہنگامۂ محشر کوئی ہوگا
کچھ بات تو ہے بند ہے جو روزن در آج

فریاد بہی رک رک کے نکلتی ہی گلے سے
بیزار دعا سے نظر آتا ہے اثر آج

اس وعدۂ فردا کو بھی دیکھینگے تمہارے
نزدیک ہے کل بھی یہ گزر جائے سحر آج

خوش ہوگا وہ قاصد یہی کہدیجو زبانی
کل سے بہی زیادہ ہے اوسے درد جگر آج

کیا آج کا اقرار ہے کیا کل کا ہے وعدہ
دن رات وہی کل ہی وہی شام و سحر آج

محروم کیا بخت نے محروم ہی ایسا
ہر شے کو ترستے ہین مری دیدۂ تر آج

پرسش تہی سخنور کی کسی وقت مین اقم
وہ قدر سخن آج نہ وہ اہل ہنر آج

بگڑا ہوا ہے آج بہت یار کا مزاج
پوچھے خدا کرے دل بیمار کا مزاج

اغماض بات بات پہ اچھا نہین ہے اب
کہو دے نہ میرے شوق کو آزار کا مزاج

جب رات کو بلایا ہے اون کو بہی کہا
راتون کو پوچھتے نہین بیمار کا مزاج

اوسکا نصیب اوسکا مقدر ہی اوسکو چین
جسپر تری نگاہ ہو اور پیار کا مزاج

کس کو سنائین حال کہین کس سے مدعا
پاتے نہین درست کبھی یار کا مزاج

غصے رہو خفا رہو دل سے پسند ہو
بہاتا ہے ہمکو آپ کے آزار کا مزاج

وعدہ کی رات اور ترے انتظار نے
پہونچا دیا فلک پہ شب تار کا مزاج

رہ رہ کے دشمنون نے بگاڑی ہین عادتین
یہ خو نہتی تمہاری نہ تکرار کا مزاج

راقم چلو سنائین اوسے دلکی داستان
دیکھین ستم کا رنگ ستمگار کا مزاج

لو آؤ دیکھین دیتے ہو آزار کس طرح
کھلتے ہین میرے بھی لبِ گفتار کس طرح

روزن کرے نظر سرِ دیوار کس طرح
نکلے نظر کی حسرتِ دیدار کس طرح

ہین اور انتظارِ قیامت کی شام ہے
یارب کٹے گی آج شبِ تار کس طرح

تم ہی کہو کہ کشمکشِ انتظار مین
مجھسے رکین گے دیدۂ خونبار کس طرح

مانا کہ آپ کہنے کو یوسف نظیر ہین
بے جلوہ ہوگی گرمیٔ بازار کس طرح

پیکان ہو کوئی تیر ہو اوسکو نکال لین
دل سے نکالیے مژۂ یار کس طرح

تاراجیٔ صبا سے بچے بھی مرا غبار
چھوڑین گے فتنہ خودمِ رفتار کس طرح

آسان ہے کمند لگا کر چلے تو جائین
ملنے کی شکل ہمتِ دشوار کس طرح

خورشید و ماہتاب کہان اور تم کہان
آئینہ کی نظیر ہو زنگار کس طرح

آیت نہین حدیث نہین بیوفا کا عہد
کہاؤن فریب محرمِ اسرار کس طرح

رسمِ وفا و مہر کو جو جانتا نہو
پورا وفا کا وہ کرے اقرار کس طرح

دیکھین نظر نظر سے ملے آنکھہ آنکھہ سے
بیمار سے دوچار ہو بیمار کس طرح

جبتک نہوگا حسن تماشاے چشمِ عام
طے ہوگی ارزِ جنس و خریدار کس طرح

پہلے ہی پانو ہوگئے کانٹون سے یان فگار
راقم کٹے گی منزلِ دشوار کس طرح

ہمکو بھی شعلہ رو کو بلانا کسی طرح
اُس شمعِ انجمن کو جلانا کسی طرح

ظاہر نہین تو یون ہی چلین ہم کا بشک
ہمکو تو بزمِ غیر مین جانا کسی طرح

ذکرِ رقیب چھیڑنا اور مجھسے پوچھنا
نشتر چبھو کے گھر سے اُٹھانا کسی طرح

کہنا کچھ ایسے سوز سے دلِ غم کی داستان
اُسکو بھی اپنے سات رُلانا کسی طرح

جھگڑے مین شب تمام ہوئی کہہ کے تھک گئے | دل مر گیا پر اوس نے نہ مانا کسی طرح
فرقت مین موت آئے نہ آئے بچے تو جائین | احسان زندگی کا اٹھانا کسی طرح
انداز جسکا شوخ طبیعت ہی جسکی شوخ | مشکل ہے اوس کا راہ پہ لانا کسی طرح
بگڑے رہو خفا رہو اس سے غرض نہین | ہم کو تمہارا ناز اٹھانا کسی طرح

دو روز سے خفا ہے وہ راقم ذرا چلو
روٹھے ہوئے کو یار منانا کسی طرح

ردیف الخاء

ہم نہ کرتے کبھی جہان کا رخ | گر پھرا پاتے مہربان کا رخ
بات مجھسے ہے منہ کسی کی طرف | غیر مین دل اودھر یان کا رخ
دل کو تاکا جگر بھی سات چھیدا | ٹھیک تھا گوشہ کمان کا رخ
جھک ہی جاتی ہے خود بخود گردن | دیکھکر اوس کے آستان کا رخ
رشک ہوتا ہے دیکھکر مجھکو | اوسکے گھر کی طرف جہان کا رخ
سات لا جا کے یار کو اے دل | وہ نہ بھولے مرے مکان کا رخ
روکتا ہون مگر مدعا نہ کہون | پھر ہی جاتا ہے کچھ زبان کا رخ
کیون رہے یاد تمکو میرا گھر | جب کرو غیر کے مکان کا رخ
جان جاتا ہون رنگ صحبت کو | دیکھکر غیر پاسبان کا رخ
لکھتے لکھتے شکایتین اوسکی | پھر گیا کلک دو زبان کا رخ

جب بلانا کسی کو تم راقم
دیکھہ لو پہلے جہان کا رخ

اتنا ہوتا نہ فتنہ گر گستاخ
مین نہین اوس سے اسقدر گستاخ

خود کیا ہمنے چہیڑ کر گستاخ
جتنی ہے حسن سے نظر گستاخ

مضطرب ہوکے وہ نہین جاتا
اوس سے ہوتا نہین اگر گستاخ

ہے حریفانہ نامہ بر کی نظر
بات کرتا ہے نامہ بر گستاخ

خود بگاڑا ہے پیشدستی سے
ہمنے ہو کر سوئے کمر گستاخ

یہ سکہایا ہوا کسی کا ہے
ورنہ ہو مجھسے نامہ بر گستاخ

تم بھی رکھتے ہو بس اوسی کو عزیز
مجسے یارب ہو جو بشر گستاخ

آئنہ رونما ہی یہ کیا
یار کو دیکھے اس قدر گستاخ

آبرو اپنی کہوتے ہو رقم
یار سے ہوکے اسقدر گستاخ

ردیف الدال

آج چپ چپ سے ہین ارباب جفا میرے بعد
اوسنے بہی شوق ستم چہوڑ دیا میرے بعد

کیا ہوئی شوخئ انداز و ادا میرے بعد
جب نپایا کوئی شایان جفا میرے بعد

قیس و فرہاد کی شہرت ہو خدا کی قدرت
حوصلہ عشق کا کس کس نے کیا میرے بعد

دل پکڑ لیتے ہین افسوس سے جب سنتے ہین
ذکر مین ذکر جو آتا ہے مرا میرے بعد

جہولیان بہر کے لئے جاتے ہین گلہا جمال
دامن قسمت اغیار کہلا میرے بعد

ابتو سنکر کف افسوس ملا کرتے ہین
جب مرا نام کسی نے بہی لیا میرے بعد

آج خوش خوش میرے اغیار پڑے پہرتے ہین
ایسے بیکار ہوئے اہل جفا میرے بعد

لیئے پہرتی ہے مرے واسطے بوے کاکل
روتی پہرتی ہے مجھے باد صبا میرے بعد

کوئی موقع نہ ملا اونکو تو ٹالا یون رنج
میرے مرنے پہ ہوئے مجھسے خفا میرے بعد

راقم ایک اور غزل لکھہ کہ نواسنج سنین
اور ہر بزم مین ہوان نغمہ سرا میرے بعد

کیون عبث آپنے کی ترک جفا میرے بعد
تہمت الزام جو رہنا تہا رہا میرے بعد

اوس نے اتنا تو کیا پاس وفا میرے بعد
رخنہ دیوار مین رکہا نہ کہلا میرے بعد

شوق بیداد رہا جب نہ وہ شوخی کا مزاج
کس مرض کی رہے پہر اہل جفا میرے بعد

کس کو امید تہی یون زلف پریشان ہوگی
بارے کی تعزیت عشق و وفا میرے بعد

جب جفاکش نہ رہا آپ جفاکش ٹہرے
اب ہوئی آپکو کچھہ قدر وفا میرے بعد

حسن ہے ناز ہے آئینہ ہے تنہائی ہے
اپنے پر آپ وہ ہوتے ہین فدا میرے بعد

منصب عشق کے قابل تو ہوا مین بارے
رکہہ لیا موت نے ناموس وفا میرے بعد

یاد کرتے ہین مجھے آج پشیمان ہوکر
دیکھکر بزم مین خالی مری جا میرے بعد

مرتے مرتے مری آزردہ دلی سات رہی
غیر مین اور تری ناز و ادا میرے بعد

مین نہین جب مری پاپوش سے کچھہ ہو سامان
حشر ہو جائے قیامت ہو بپا میرے بعد

اب رہین گے وہ کسی اور ہی دل مین راقم
حسرتین جتنی ہوئین مجھسے جدا میرے بعد

مفت کی چیز ہوا کرتی ہے بے دام پسند
پہر بہی آیا نہ کسی کے دل ناکام پسند

منہ سے دلالہ کے نکلا کہ ہوا نام پسند
سنتے ہی لوٹ گیا کر لیا پیغام پسند

ایک وہ ہین کہ ترا ناز گوارا نہ کرین
ایک ہم ہین کہ ہمین تلخئ دشنام پسند

شوخیان آپ کرین دل ہو ہمارا محظوظ
پہر غضب ہے نکرو تم دل ناکام پسند

یار ہو بادہ ہو تنہائی ہو اور شب ماہ
صبح کا ذکر نہو ہمکو ہے وہ شام پسند

ہمنے فردوس سے بدلا ہے تماشا کے جہان
ایک خاطر سے ہوئی گردش ایام پسند

اونکو الفت سے یہ نفرت ہے کوئی نام نلے
کہتے ہین ہمکو نہین عشق کا انجام پسند

جان لینا اوسے تم چاہنے والا اپنا
جو طبیعت سے کرے پرسش صمصام پسند

حسن ایک ایک کو دکہانا اونہنے کرنا بسمل
شوق مین شوق یہ ہے کام مین یہ کام پسند

پہرون لیتا ہون مزے شوخی گفتار کی مین
اسقدر آئی ہے کچھ لذت دشنام پسند

دو گہڑی کے لئے آنے سے نہ آنا بہتر
شام سے کون کرے صبح کا انجام پسند

خلد سے حضرت آدم نہ نکلتے تو ہمین
آج ہوتی نہ گرانباری آلام پسند

بوئے گل دل سے گوارا اوسے کیونکر ہوگی
جسکو ہو نکہت گیسوئے سیہ فام پسند

کوئی کس چیز کو دیکھے کہ جہان ایک ایک چیز
مار رکہنے کے لئے خاص کی ہو عام پسند

تم گلا چہوڑ دو راقم وہ بگڑ جاتے ہین
وان طبیعت ہی بنائی نہین الزام پسند

ردیف الذال

تھا مرا جلوہ نما شوق کا پیکر کاغذ
کہ بنا آئینہ چشم فسون گر کاغذ

بہیجدین اپکے کہلا یار کو لکہکر کاغذ
دہو کا اچھا ہے وہ پڑہ لیگا مقرر کاغذ

ہات مین رعشہ تھا قاصد کے او دہر خط مین وہ شوق
ہات سے چہٹکے گرا گود کے اندر کاغذ

جی مین ہے شوق ملاقات لکہون مین اتنا
کہ بنے طول شب غم کی برابر کاغذ

لکہنے دیتا نہین خط گریہ مجھے کیا کیجے
دل مین ہے شوق بہرا ہات مین سب تر کاغذ

ہم منت کہین کچھ بہی تو جبین پر بل آئے
غیر کا پڑہتے ہین کس شوق سے ہنسکر کاغذ

کیا سبب ہے نہین کہلتے میری تقدیر خدا
کیا گئے سارے ہی دہو دہو کے برابر کاغذ

حرف انکار مرے خط کا وہی خط کا جواب
دیتے ہین ہات مین قاصد کے کتر کر کاغذ

ہوگیا صاف وہان سے مجہے ملنے کا جواب
آج سمجہا کہ ہوئے داخل دفتر کاغذ

بیٹہین تنہا تو انہین شغل کہ میری تحریر
شمع پر رکہہ کے تماشا بنے جل کر کاغذ

اوسکی تصویر پہ رکہدی کہین مین نے تصویر
فرط لذت سے ہوئے وصل چپک کر کاغذ

رشک سے ترک کیا نامہ بہی لکہنا ہمنے
نامہ بر دیکہتا ہوگا اوسے دیکر کاغذ

مژدہ اے دل تجہے پہر یاد کیا قاتل نے
لیکے قاصد سے رکہا ہے تہ خنجر کاغذ

نامہ ایسا لکہو تم ایک مکرر رقم
کہ بنے اب کے تمنا کا مقدر کاغذ

ردیف الراء

مارنا مد نظر ہے آو سامان تھام کر
ہات مین خنجر پکڑ کر تیغ عریان تھام کر

دست وحشت سے بچاؤن بہی گریبان تھام کر
تہا صحرا پہر لپٹ جاتے ہین دامان تھام کر

اونکو یہ منظور مجنون کی طرح بیٹہے رہین
عمر بہر ہم دامن شب ہائے ہجران تھام کر

لطف امیدون مین کچہہ تہا وہ بہی ہمنے کہو دیا
دست دربان چوم کر پائے نگہبان تھام کر

یہ زبانی کیا لڑائی آؤ ہم تم یون لڑین
مین تمہارا ہات تم میرا گریبان تھام کر

کس قدر مشکل ہے جانا کوئی جانان تک ہمین
پانو پکڑے لیتی ہے ریگ بیابان تھام کر

مانع صحرا نوردی حلقۂ زنجیر ہے
کود جاؤن ورنہ مین دیوار زندان تھام کر

آشیان تو نے اجاڑا یاد رکہیو باغبان
ایک دن روئے گا دیوار گلستان تھام کر

بارے اتنا تو ہوا احوال فرقت سنکے وہ
رہ گئے انگشت حیرت زیر دندان تھام کر

رہگذر مین سینکڑون جاتین ہین ہے محشر خرام
روک کر رکہنا قدم پاے خرامان تھام کر

عہد و پیمان کا تمہاری جب یقین آے مجہے
سوے کعبہ تم کہو ہاتون مین قرآن تھام کر

دل مسلتی ہے ادا جب ناز سے چلتا ہے وہ
شوخ نظرین پہیر کر ہاتون مین دامان تھام کر

لاغری کا حال یہ ہے ضعف کی صورت ہے یہ
اشک جو گرتا ہے وہ بہی نوکِ مژگان تھام کر

اوس سے امید وفا جو ہو وفا پیمان شکن
توڑ ڈالے رشتۂ زنار ایمان تھام کر

خونِ دل کی ہے وہ حالت جسطرح شبنم آرہے
صبح کو تارِ شعاعِ مہرِ رخشان تھام کر

اب توقع یار سے باقی نہ راقم آرزو
بیٹہہ جاو صبر سے تم دل پریشان تھام کر

ہمکو حیرت ہوتی ہے تصویر لیلا دیکہکر
قیس کیا عاشق ہوا تہا رنگ میلا دیکہکر

ورد ہے وہ ورد حیران ہین مسیحا دیکہکر
میری صورت دیکہکر اور رنگ میرا دیکہکر

ہمنے دیکہا بہی اوسے پہر کچہہ نہ دیکہا دیکہکر
رہ گئی تشخیص تارا سا چمکتا دیکہکر

دل تو حاضر ہے تمہین دیدین مگر کیا دیکہکر
چار دن مین پہیر دو گے پر تمنا دیکہکر

تم مین جو کافر ادا ہے شاہدون مین وہ کہان
شوخ رفتاری سے چلنا زیر و بالا دیکہکر

زخم ہوا اوسکی دوا ہو غم کو کیا سمجہے طبیب
پہانس ہوا اوسکو نکالے چارہ فرما دیکہکر

جس گلی مین سو تماشائی ہون اوسکی قدر کیا
منہ نہین ہوتا ادہر جانیکو میلا دیکہکر

دود نالے نے بنایا آسمان پر آسمان
پست ہمت ہے دعا کی بند رستا دیکہکر

یار کا پہرنا فضا سے باغ مین یاد آگیا
قامتِ شمشاد و قدِ سرو بالا دیکہکر

نامہ پہونچے کس طرح جب بے نشان ہو کوی دوست
الٹا پہر آتا ہے قاصد بند رستا دیکہکر

وصل کے ارمان نہ نکلے دل کی دل مین رہ گئی
رخصتِ شب کا گریبان چاک ہوتا دیکہکر

محو صورت ہم نہین ہمسے کرو بیگانگی / تمسے ملنے آگئے ہین رسم دنیا دیکھکر

بنتے بنتے کام دل کا رہ گیا شرما گئے / مین بھی ماہ بھی دیدہ خورشید بینا دیکھکر

جب مرض تدبیر کا دشمن ہوا پھر اے ندیم / کیا کرین گے چارہ فرمائے مسیحا دیکھکر

آسمان کے ہتھکنڈے ہین ڈال دینا تفرقہ / دو دلون مین ربط باہم مل سے دلکا دیکھکر

آج سے راقم تماشا ترک صحرا کا کیا / بوالہوس مجنون کو ہمنے وحشت پیما دیکھکر

ہماری نغمہ سنجی انجمن مین گلفشان ہوکر / رہے گی یادگار دل حدیث باستان ہوکر

خدا وہ دن دکھاویگا کسیدن مہربان ہوکر / تم آجاؤ وفا بن کر مراد عاشقان ہوکر

خفا ہوکر بگڑ کر مہربان نامہربان ہوکر / مرے گھر مین رہو تم شادمان ناشادمان ہوکر

کیا ہے خون تمنے حسرتونکا داغ ہے دل پہ / شب عشرت گئے ہو بے سبب تم سرگران ہوکر

زمین کے نیچے شاہدون کی کوئی بستی ہے / چمن مین آتے ہین شام و سحر جو گلستان ہوکر

پشیمان منہ بناکر تم ہمارے پاس کیون بیٹھو / وہین جاؤ وہین بیٹھو نصیب دشمنان ہوکر

اندھیری رات جوش بحر سو گرداب ساحل مین / خدا حافظ ہے کشتی کا چلی ہے بے عنان ہوکر

چلوگے حضرت ناصح ہمارے سات جنت مین / مگر ہم یار سید ہے جائینگے کوئی تپان ہوکر

نہین تو بھی میسر غم مین خوش گزرے کوئی ساعت / نسیم صبح بھی آئے کبھی عنبر فشان ہوکر

بہانہ ہے نگہبان کا رکھو دلبر تو آجاؤ / تمہین روکے وہ آنے سے تمہارا پاسبان ہوکر

ستم کے واسطے راقم کوتا کا آسمان تونے / کسی دن بزم دشمن پر نہ ٹوٹا آسمان ہوکر

مین ضبط نالہ کرتا ہون نہ نکلے وہ فغان ہوکر / قیامت لوگ سمجھین گے کہ آئی ناگہان ہوکر

نہین مجکو گوارا تم رہو جان جہان ہوکر
مرے دلمین رہو آنکھونمین تمہین جان جان ہوکر

مئے کوثر لب کوثر سنا ہے مفت ملتی ہے
رہے کس کی بلا منت کش پیر مغان ہوکر

شب غم لطف سے کٹتی تہی جبتک دل تہا پہلو مین
کسی کی داستان کہتا تہا میرا ہمزبان ہوکر

ستم کو ہم کرم کہتے جفا کو ہم وفا کہتے
جو تم بیداد کرتے مہر دل سے مہربان ہوکر

شب عشرت ہے شوق وصل دل مضطر ہے تمکو
تمہارا بیٹہنا چپکا غضب ہے بے زبان ہوکر

نہ کرتے شکوہ فرقت کا نہ ہم غم کا گلا کرتے
پیام یار جہوٹے ہی جو آتے ارمغان ہوکر

ارادہ تہا کہ ذکر غیر چہیڑین کچھ سنین اوسے
زبان پر آتے آتے رہ گیا شرم زبان ہوکر

ہمیشہ رنج پایا ہمنے جاکے بزم جانان مین
اٹہے ناشادمان ہوکر جو بیٹہے شادمان ہوکر

ستم اتنا کرو مجہپر کہ مین خوگر نہو جاؤن
تمہارا شکوہ نکلے منہ سے میرے مہربان ہوکر

صلائے عام ہے یاران میکش تشنہ کامون کو
کہ کوثر پر مے گلبو ملے گی ارمغان ہوکر

نہو دل کا نہین آنکھونمین آتا ہی کوئی بہی
شریک گریہ رہنا حسرتون کا خونچکان ہوکر

تمنا ایک ہے غیرون کی میری مجکو غیرت ہے
کہ فرقت کیون نہین ہوتی نصیب دشمنان ہوکر

کسے فرصت سنے غم مین کہانی شور محشر کی
گزر جائیگا ایکدن وہ بہی غوغائے جہان ہوکر

بہار عشق راقم چار دن کی چاندنی سمجھو
وہی سر پر رہین گی تیرہ راتین جاودان ہوکر

اے دل گلہ کی یار سے اب گفتگو نکر
آزردہ اور خاطر آزردہ خو نکر

اقرار مجسے روز غلط فتنہ جو نکر
بیتاب دل کو اور بہی بیتاب تو نکر

یون رائیگان وفا میری بیگانہ خو نکر
ساغر چراغ خانہ عیش عدو نکر

اچھا نہین ہے دیکھ رقیبون سے اختلاط
رسوائے خلق خدیہ مری آبرو نکر

مجکو نہ ملنے کا ترا شکوہ نہین مگر
دل کو حریص لذتِ وصلِ عدو نکر

اللہ یہ دماغ تمہارا غرور سے
کہتے ہو ہمسے بات بہی تو دو بدو نکر

نامہ کو پڑہ تو لیتے ہین دیتے نہین جواب
اسکے یہ معنے ہین کہ کوئی آرزو نکر

بدظن کو کچہہ گمان نہ گذرے مری طرف
ساقی شراب ناب کو تو مشکبو نکر

کرنی ہے گفتگو مجھے اوس فتنہ گر سے ٹہو
جامہ کو بخیہ دوز ابہی تو رفو نکر

ہو کر رہے ہین خاک کسی آرزو مین ہم
برباد مشتِ خاک صبا کو بکو نکر

کچہہ حظ وصل لینے دے ارمان نکلنے دے
اے مرغ صبح خیز گھڑی بہر غلو نکر

مشکل ہے وصلِ یار یہ گریہ ترا عبث
اے دل امید وصل مین ضایع لہو نکر

ناصح تمہین شعور بہی ہے مرا آدمی
کہتے ہو مجھسے یار کی تو جستجو نکر

راقم وصالِ یار کو اک عمر چاہیے
بس اس امید پر ہوس شعلہ رو نکر

ہوتے ہی رہے ظلم دلِ صبر گزین پر
گرتے ہی رہے کوہِ الم جانِ حزین پر

الزام عبث ظلم کا ہے چرخ برین پر
کیا کم ہین ستمگار یہان روئے زمین پر

ایسا نہو وہ میری عیادت کو چلا آئے
کچہہ اور نہ بنجائے مری جانِ حزین پر

پردہ بہی وہ ڈالا کہ اوٹہائے نہین اوٹہتا
کہلتا ہی نہین حال کسی اہلِ یقین پر

دل چہوٹ گیا آپکی وعدون سے ہمارا
امید رہی وصل کی اب عرشِ برین پر

ہین میری طرح وہ بہی اسیرِ غم اغیار
بیتاب سے بیٹھے ہین دہرے ہات جبین پر

دل گیر ادائین بہی ہین سب آپکی لیکن
مرتا ہون فقط مین تو تبسم کی نہین پر

تم طرز کوئی قتل کی اب ایسی نکالو
دہبا بہی لہو کا نرہے خنجرِ کین پر

ملنے کے لئے آئے ہین آنا کوئی دیکھے
ڈالی ہے نقاب اوسپہ بہی دیکھکے حسین پر

مین وصل کے شایان نہ ملاقات کے لایق
کیا تمنے لکہا دیکھہ لیا میری جبین پر

رنجش ہی اوٹہایا کئے دن رات تمہاری
بیداد ہی کرتے رہے تم روز ہمین پر

تقسیم سے جو رنج والم رہ گئے باقی
وہ مجکو ملے نقش ہین جیسے کہ نگین پر

کس منہ سے چلین سامنے اللہ کے راقم
سجدہ کا نشان کوئی نہین اپنی جبین پر

بار سے سنتے تو ہین وہ مرا افسانہ اکثر
یاد کا میری یہ کرتے ہین بہانہ اکثر

خاک مین ہمکو ملاتی ہی رہی بس تقدیر
خوار کرتا ہی رہا ہمکو زمانہ اکثر

وہ بہی تاکا ہی کئے مجکو ہمیشہ دل سے
مین بہی ہوتا ہی رہا اونکا نشانہ اکثر

مجکو یہ شوق کہ جاکر کبہی دیکھون صورت
اونکو یہ ضد کہ رہین گھر مین زنانہ اکثر

تہک گئے ہم بہی بلاتے ہی بلاتے اونکو
وان رہا ایک نہ آنے کا بہانہ اکثر

اس طرف بہول کے بہی تمکو نہ آتے دیکھا
غیر اپنے ہین کہ جاتے ہو شبانہ اکثر

خاک چہانا ہی کئے راہ طلب مین راقم
جز غم یار ملا آب نہ دانہ اکثر

وہ تو کرتے ہی رہین گے یون ہی پیمان اکثر
کیون کیا کرتے ہین ہم وصل کا سامان اکثر

انتظارون مین رہا یہ دل نالان اکثر
راہ دیکہا ہی کئے دیدہ حیران اکثر

لطف دیتا ہے طبیعت کا پریشان ہونا
یاد آجاتی ہے جب زلف پریشان اکثر

اک شب ہجر نہین جسکو تڑپ کر کاٹون
ہین شب غم مین مری جان کے خواہان اکثر

جان کیا چیز ہے اور دل کی حقیقت کیا ہے
نالۂ غم نے جلائے ہین بیابان اکثر

کیون نہ خوش ہون کہ جگہ ہے مری نگہ دلین / پوچھ لیتے ہین مرا حال پریشان اکثر

جان لیتا ہے مری آپ کا وعدہ ہر روز / خون پیتی ہے مرا یہ شب ہجران اکثر

تم چلے آؤ کسی روز تو کچھ عیب نہین / بے بلائے بھی چلے آتے ہین مہمان اکثر

یاد آتے ہین وہ دن چاک ہوا کرتا تھا / دامن یار کبھی میرا گریبان اکثر

میرے آنے کی یہ بندش کہ نہ آنے پائے / ایک بیٹھا ہی رہے در پہ نگہبان اکثر

دل الجھنے لگا اب عشق سے اپنا راقم
لوگ کہنے لگے آخر مجھے نادان اکثر

یہ کفر ہی ایمان ہے کہ بتخانہ سمجھ کر / گردن کو جھکانا درِ جانانہ سمجھ کر

جنگل مین گئے رہنے کو ویرانہ سمجھ کر / ہر خار سر کہنے لگا بیگانہ سمجھ کر

کیا بیخودی عشق مین دیوانہ بنا ہون / خم منہ سے لگا لیتا ہون پیمانہ سمجھ کر

کیون آگ مین گرتا جو ہوس ناک نہوتا / اس مرگ مفاجات کو پروانہ سمجھ کر

ایمان کی یہ ہے کہ صنم خانہ مین جا کر / ہوتا ہے اثر مظہر جانانہ سمجھ کر

جس دن نہ ملے کوئی انہین شمع جلانے / دانستہ دل آزاری پروانہ سمجھ کر

دیوانہ ہون معشوق فریبی ہے مری خو / ہر بزم مین بنجاتا ہون دیوانہ سمجھ کر

منصور کو مخلوق نے دیوانہ بنایا / سمجھے نہین کیا کہتا ہے فرزانہ سمجھ کر

کچھ اس پہ بنے ایسی کہ دہوکہ مین آجائے / گھر کو مرے وہ خانہ بیگانہ سمجھ کر

عریان تنی اچھی ہے مرے شاہد طناز / پہلو مین بٹھا لیتے ہین دیوانہ سمجھ کر

سو بار چلے آؤ اگر دل پہ رکھو تم / الفت نہ سہی رسم قدیمانہ سمجھ کر

کعبہ ہو صنم خانہ ہو تفریق سے کیا بحث / سر ہم کو جھکانا درِ جانانہ سمجھ کر

تقدیر ہمیشہ ہی رہی وقف ہمقدر
کیا کیا نہ کیا سوچ کے کیا کیا نہ سمجھہ کر

آجاؤ کسی روز اگر جوش نشے مین
الزام نہ دیگا کوئی ستانہ سمجھہ کر

پوچھے گا فریبون سے فریبون مین نہ آنا
غمخوار سنانا مرا افسانہ سمجھہ کر

اللہ رے طبیعت جسے آئینہ سے نفرت
عکس اپنا نہین دیکھتا بیگانہ سمجھہ کر

جاتے ہو صنم خانہ کی تم سیر کو راقم
ایمان کو نو ہات مین بیعانہ سمجھہ کر

مین نہین محو تماشا حسن صورت دیکھکر
یہ مری حیرانیان ہین کوئی صنعت دیکھکر

پہلے ہی حیران تہا مین اوسکی صورت دیکھکر
بن گئی کچھہ اور دل پر ناز قامت دیکھکر

وہ عیادت کو چلا آئے کہین ایسا نہو
دل بگڑ جائیگا اوس کا میری حالت دیکھکر

اُف رے تیری شوخیان اے شاہد محشر خرام
فتنے سر کے جاتے ہین رفتار آفت دیکھکر

خط تو دیدیجو اوسے لیکن زبانی نامہ بر
حال دل کہیو ذرا رنگ طبیعت دیکھکر

دل ندیتا تمکو مین گر جانتا آہن جگر
حوصلہ مین نے کیا تہا کچھہ نزاکت دیکھکر

یہ غرور ناز اور نخوت ادائے آپ کی
جانتا ہون بڑہ گئی میری طبیعت دیکھکر

ایک قیامت صبح رخصت تہی کہ دونون رو دئیے
مین تو اونکو دیکھکر وہ میری صورت دیکھکر

صاف پہر جاتے ہین شاہد عہد پیمان توڑکر
کچھہ طبیعت دیکھکر دل بے مروت دیکھکر

اے جنون اتنا نہ بڑہ جامہ سے باہر ہونجا
پانو پہیلاتے ہین لیکن گہر کی وسعت دیکھکر

بے محل کی شکوون نے راقم کیا تمکو خراب
بات مرد آدمی کہتے ہین فرصت دیکھکر

پہر آتا ہے مرا دل خوش نوایان گلستان پر
قیامت آنیوالی ہے بہار حسن ریحان پر

جنون نے لا بہایا ہے گزرگاہ بیابان پر
براتِ عشق ہے شاید سر خارِ مغیلان پر

یقین کیسا گمان کسکو یہانتک اعتبار اُنہا
ہنسی آنے لگی ہے اب تو اونکی عہد و پیمان پر

نظر لگ جائے گی قاتل سنبہل کر پہیر نا خنجر
نہ جائے کوئی دہبا لہو کا تیری دامان پر

عذارِ گل کو دیکہا تہا کہ عارض کوئی یاد آئے
نظارا چشمِ حیرت تہا تماشائے گلستان پر

برا ہو جوشِ وحشت کا نہ کہا تار تک باقی
کسی کا ہات جاتا تہا کبہی پہیر کر گریبان پر

وہ پہرنے چلتے آ نکلے ہے کہولے بال گلشن مین
لگی ایک اُوس سی پڑنے بہارِ سنبلستان پر

میرے نالے وہ کر جائین اثر یارب کسی دل پر
نگاہ مہر کرتی ہے جو عالم شبنمستان پر

لگا تو تیر تم لیکن نمک پیکان پہ چہڑکا ہو
جراحت لوٹتے ہین لذتِ شورِ نمکدان پر

جفا اونکی نہین بیجا قصور اونکا نہین اقدم
مری حسرت نگاہی بار گزری طبع جانان پر

ایک قیامت ہے شبِ ہجر دل افگارون پر
رات بہر لوٹتے ہین غمزدہ انگارون پر

جان بچتی نہین اب اپنا خدا حافظ ہے
دل بہی آیا ہے اور آیا ہے دل آزارون پر

رات کیا آتی ہے فرقت کی بلا آتی ہے
جس طرح صبح قیامت ہو گنہگارون پر

ان فسون کارون سے اللہ بچا تو بچین
مست بن بن کے گرے پڑتے ہین ہشیارون پر

خاک آنکہون مین مری ڈال دو جہگڑا چک جائے
وہ نقاب اپنے ڈالے رہین رخسارون پر

جان کچہہ دل تو نہین سونپ دین وہ ہی تمکو
یہ نگار کہی ہے ایک وقت کے اقرارون پر

ہمکو کیا بحث کہ ذکرِ شبِ دوشینہ کرین
دیکہتے ہم بہی ہین کچہہ رنگ سا رخسارون پر

عشق سے میرے ہوئی آپکی اتنی توقیر
آج گرتے ہین خریدار خریدارون پر

جان مٹہی مین دہری ہے کوئی تمکو دیدے
جہوٹے وعدون پہ غلط آپکے اقرارون پہ

خط کے لینے سے وہ انکار کرین پہر قاصد — مدعا لکہہ کے چلا آئیو دیوارون پر

میرے چہالون سے مٹی تشنہ لبی کانٹون کی — خار کا مجہپہ ہے احسان مرا غارون پر

شب کو یاد مئی و ساقی مین لگی تہین انکہین — برق خرمن تہا لبنا شوق قدح خوارون پر

موت آتی نہین فرقت مین یہ آفت کیسی — درد پہ درد ہے آزار ہے آزارون پر

کیا غزل شوخ لکہی آپنے راقم جس مین
اُڑتے پہرتے ہین پریزادون کے اُلغارون پر

ہان چشم فسون کار ادا کوئی دکہا اور — ہان دیدۂ سفاک کوئی تازہ جفا اور

تہامے ہون جگر مین وہ چہٹے تیر قضا اور — دل داد دئے جاتے کہ ہان اور لگا اور

بنتے ہو وفادار وفا کرکے دکہاؤ — کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

ہم ترک کرین رسم وفا تم سے نہین ہم — یہ آپ کی عادت ہے کہا اور کیا اور

سو بار چلے آؤ چلے آئے ہمین کیا ہے — تم منہ کی وفا کا کرو کچہہ پاس وفا اور

لو حسن کی خیرات مین کچہہ آج ہمین دو — ایک بات کے مشتاق ہین کیا مانگین سوا اور

کچہہ اپنی کہو میری سنو رام کہانی — خاموش نہ بیٹھے رہو کر لینا حیا اور

ابرو سے بچے تہے نگہہ ناز نے مارا — تلوار تو اوچہی پڑی تہی تیر لگا اور

تہا حسن طلب اور بگڑنے کی تہی بات — مین نے تو کہا اور تہا ہان تمنے سنا اور

لو آؤ ہم آغوش ہون بس ہو چکی تکرار — اب بات کو کیون کہوتے ہو باتون مین سوا اور

لکہتے ہو کسی غیر سے اب ربط نہین ہے — اچہا نہین سچے سہی ہین بنے ہی سنا اور

ہے بات مسرت کی جو کہتا نہین قاصد — لایا ہے خبر کوئی تمنا سے سوا اور

مانا کہ وفادار نہین ہم تمہین سچے — تسا ہی وفا شیوہ نہین نام خدا اور

تم آپ سمجھ جاؤ تمنا کو ہماری — صورت ہی کہے دیتی ہے کہین آپ سے کیا اور

نالے مین اثر ہمنے تو اپنے یہی دیکھا — بس آگ لگا دیتا ہے سینہ مین سوا اور

امید ہوئی قطع توقع نہین باقی — ارمان مگر کہتے ہین آخر کی دعا اور

فرقت مین مزا آتا ہے ہم وصل سے گزرے — جز لطف پشیمانی آغوش ہے کیا اور

دل تمکو دیا ہمنے تمہین عنبر بنایا — ہاتون سے تمہین کھو دیا یہ کام کیا اور

جو عشق نہو سات خدا کے لیے رقم
جز عشق خدائی مین نہین راہ نما اور

ذو قافیتین

بہت کرتے تھے ملنے کی دعائین - شادمان ہوکر — گلے آخر پڑین اپنے جفائین - دلستان ہوکر

کرشمے دل پکڑتے ہین نگاہین جان لیتی ہین — جگر کے پار ہوتی ہین ادائین - برچھیان ہوکر

اسی پر ہمتو مرتے ہین اسی پر جان دیتے ہین — کہ تم کرتے رہو ہم پر جفائین - مہربان ہوکر

غضب ڈھاتی ہین عالم پر جہان کا خون کرتی ہین — نگاہین مست بن بن کر حیائین - شوخیان ہوکر

مجھے جب دیکھ لیتا ہے وہ اس شوخی سے چلتا ہے — مرے دلکو مسلتی ہین ادائین - چٹکیان ہوکر

وفا تمنے جفا ہمنے بہت کچھ دیکھ لی پھر بھی — ہمین کیون ٹٹولتی ہین سزائین - امتحان ہوکر

ذرا چھیڑین مزا دیکھین کہین ہم کچھ لین تو وہ منہ سے — سنائین گالیان اور ہم بھی کھائین - شادمان ہوکر

یونہی جھوٹے رہے وعدے یہی حسرت رہی دلمین — کسی دن بھی ہمارے گھر وہ آئین - مہمان ہوکر

ہمین جو خواہش ہے اوسدن کی خدا وہ دن بھی دکھلائگا — برآئین آرزوئین اور بر آئین - ناگہان ہوکر

ہمین کیا کام اور دل سے ہمارا دل تو جب خوش ہو — کبھی خلوت مین ہمکو بھی بلائین - مہربان ہوکر

امیدین بھی نصیب دشمنان ہین وائے محرومی — پیام یار بھی ہم تک آئین - ارمغان ہوکر

طبیعت اوس پہ آئی ہے کہ جسکا دیکھنا مشکل — نہ دیکھین پاسبان جسکو نپائین سدا زدان ہوکر

تماشا ہم دکھا دینگے مرادین یون بر آتی ہین — زبانون پر یہ قصے ہمین چلین - داستان ہوکر

کسی کے اب تو ہو جائین کسی کے در پہ مر جائین
کسی کے دل مین راقم گہر بنائین - بے نشان ہوکر

ردیف الزاء

یاد ہین مجکو کسی شوخ کے انکار کے ناز — میری ہر بار کی منت تری ہر بار کے ناز

تہک گئے سنتے ہی سنتے تری گفتار کے ناز — مر گئے دیکھتے ہی دیکھتے اقرار کے ناز

تہے گرانبار ہمین اپنے دل زار کے ناز — اب اوٹہانے پڑے ایک ایک کی گفتار کے ناز

وہ ہمین ہین کہ اوٹہائے ترے آزار کے ناز — ناز وہ ناز کہ گردن سے ہون تلوار کے ناز

آفرین ہمت دشوار کہ دیکھی تو نے — کبہی گفتار کی شوخی کبہی رفتار کے ناز

ایک دن آو مرے گہر مین تو دیکھو تم بہی — میرے ارمان سحر اور شب تار کے ناز

وصل کی رات بہی حسرت ہی مین گزری اپنی — شوق مٹ مٹ گیا دیکہا کئے تکرار کے ناز

کوئی دیوانہ نہین دل کو جو دیدے ناصح — چہینے لیتے ہین مگر چشم فسون کار کے ناز

باندہ کر آئے دو چار کمر مین خنجر — دیکھئے آپ مری ہمت دشوار کے ناز

کبہی سایہ مین کہڑا ہون تو سرک جاتا ہے — یار کے کوچے مین دیکھے در و دیوار کے ناز

یہ بہی قسمت مین لکہا تہا کہ سنین اور دیکھین — باتین دلار کی اور محرم اسرار کے ناز

ہمتو اب دل اوسے دینگے جو اوٹہائے راقم
ایک رحمت کی عوض لاکہہ گنہگار کے ناز

دل سے نہین ہے صاف بت تندخو ہنوز — آتی ہے بات بات سے کینہ کی بو ہنوز

بس اے ہجوم یاس جگر کا لہو نہ پی
ٹپکا ہی چاہتا ہے مژہ سے لہو ہنوز

تمکین کا ظرف آپ کا سارا دہرا رہے
اتری نہین گلے سے مے مشکبو ہنوز

تہی فال برہمن کی غلط دیکھتا ہون مین
آوارہ پہر رہی ہے مری آرزو ہنوز

کیونکر کرون خیال کہ تکرار مٹ گئی
جس بات کی ہوئی نہین طے گفتگو ہنوز

لڑکون کے ہات ہوگا وقار جنون عشق
پہونچی نہین صلائے جنون کو بکو ہنوز

قاصد پہ منحصر ہے صفائی تو ہو چکی
کرنی بہی جسکو آتی نہین گفتگو ہنوز

کیسا ملاپ کون ملے گا یقین کسے
وہ تو بہانے ڈہونڈتا ہے فتنہ جو ہنوز

آیا نہین ہے ملنے کا موقع ابہی ندیم
دونون دلون مین وصل کی ہے جستجو ہنوز

دل لے کے شاہدون کی طبیعت نہین بہری
سو سو ادا سے تاکتے ہین آبرو ہنوز

سنتا ہون اب وہ صاف ہین باور نہین مجہے
باقی ہے میری اون کی بہت گفتگو ہنوز

راقم یہ عمر اور یہ صورت پرستیان
سر مین بہری ہوئی ہے جوانی کی بو ہنوز

ردیف السین

ایک مین ہی نہین دلدادہ آزار ہوس
آپ بہی شوق ستم مین ہین گرفتار ہوس

طول پکڑے گی یہ انجام کو تکرار ہوس
اونکو انکار ہوس ہے ہمین اصرار ہوس

رات دن پہر ملاقات نہین پہرتا ہے
آسمان بہی مری مانند گرفتار ہوس

ایک دن آئے نہ یان آپ مسیحا بن کر
ایک مدت سے دل دیدہ ہین بیمار ہوس

مفت دیتے ہین ابہی ہم دل پر حسرت کو
کوئی دیکہین جو زمانہ مین خریدار ہوس

تمسے ملتے نہ کوئی دیکہتے آلام فراق
دل لگاتے نہ اٹہاتے کبہی آزار ہوس

ہائے ہم نام کے یوسف نہ زلیخا تم ہو — جو کبہی خواب مین ہو جائین سزاوار ہوس
دل طلبگار ہوس جان ہی مشتاق ہوا — سات دونون کے ہوئے ہم بہی گرفتار ہوس
وصل کی اوس سے ہے امید کہ جسکے لب سے — بہول کر خواب مین بہی نکلے نہ اقرار ہوس
خواہش وصل نہ کرتے تو نہ رہتے محروم — مدعا کہہ کے ہوئے آپ گنہگار ہوس
شوق فرقت مین بڑہے وصل کا جتنا چاہا — گہر مین رہتے تو ہے کچہہ رونق بازار ہوس
بدگمانی ہے مرے دوست ہے دشمن میرا — خواہشون نے مری اوسکو کیا اغیار ہوس
جب نکلتے نہین دیکہا کوئی حرف طلب — چہوڑ کر بیٹہہ رہے ہم بہی سروکار ہوس
ناز خواہش کا عدو غمزہ ہوس کا دشمن — ہم مین اور یار مین ہی روز کی پیکار ہوس

کس سے تم کرتے ہو اظہار تمنا رقم
زہر لگتی ہے جسے لذت گفتار ہوس

گہر بہی اپنا ہوا خانہ دلدار کے پاس — باتین سنتے ہی کبہی بیٹہہ کے دیوار کے پاس
ابتو بے مانگے عشق نے وہ حال کیا — سونگہنے کو نہین انگور بہی میخوار کے پاس
ہمکو زاہد تری توبہ کا مزا آجاتا — ہائے مسجد نہوئی خانہ خمار کے پاس
بخت سیدہا کبہی ہوگا مرا آجاؤگے تم — کوئی تو صبح کبہی ہوگی شب تار کے پاس
اسقدر اب تو پہنسے ہین مرض عشق مین ہم — ہات مین نسخہ ہے اور بیٹہے ہین عطار کے پاس
وہم آتا ہے مجہے رنگ نہ میلا ہو جائے — زلف بکہری نہ رکہو عارض گلنار کے پاس
گر یہی عشق عدو تم کو ہے ہمکو رخصت — آج تو ایک ہے کل جاؤگے دو چار کے پاس

مدعا کہہ نہ سکے آج بہی اون سے راقم
لئے پہر آئے کہ وہ بیٹہے تہے اغیار کے پاس

ردیف الشین

یاد ہے مجکو ترا روٹھہ کے جانا شب عیش ۔ اور رُو رُو کے مرا تجکو منانا شب عیش

آج اے مرغ سحر غل نہ مچانا شب عیش ۔ اوسکو ہوجائیگا جانے کا بہانا شب عیش

یار کو وصل سے انکار ادھر مین بیتاب ۔ ایک قیامت تہا مرا بات لگانا شب عیش

وہ تو خود ڈہونڈتے تہے کوئی بہانہ مجہ سے ۔ ہمنے کیون چھیڑ دیا غم کا فسانا شب عیش

اوسکا آنا بہی شب وعدہ تو کیسا آنا ۔ تلخ باتون سے مجھے اور ستانا شب عیش

رات کم شوق بہت اور وہ کافر بدخو ۔ سخت مشکل ہے اوسے راہ پہ لانا شب عیش

وہ نہ آئیگا کسی طرح یقین ہے مجکو ۔ ہان کسی غیر کے دہوکے سے بلانا شب عیش

آج دم بہر کے لئے تمکو ہٹانا ارقسم
اونکو منظور ہے عشرت مین لانا شب عیش

صورت بے نقاب کی خواہش ۔ آپ کرنے عذاب کی خواہش

مجہہ کو جوش شباب کی خواہش ۔ شام سے اونکو خواب کی خواہش

دم نکل جائے یہ نہ نکلے گی ۔ وصل خانہ خراب کی خواہش

اون کی شرم وحیا مٹا دیگی ۔ میری چشم پر آب کی خواہش

تم نکالو ابہی نکلتی ہے ۔ جان پر اضطراب کی خواہش

کون کرتا خوشامد ساقی ۔ گر نہوتے شراب کی خواہش

وصل کے شوق سے سوا مجکو ۔ بوسۂ بے حساب کی خواہش

ہم نہ جاتے نعیم جنت مین ۔ لے چلی ہے شراب کی خواہش

وصل کی التجا لڑائی مین ۔ تاب مین آفتاب کی خواہش

گر نہوتی عذاب کی شہرت
کون کرتا ثواب کی خواہش

جان کہو دے نہ وصل کے بدلے
شوق پر اضطراب کی خواہش

کہین دوزخ مین ڈالدے نہ مجھے
اوس طہور سے شراب کی خواہش

تم تو اللہ سے کرو راقم
کرم بے حساب کی خواہش

ردیف الصّاد

گرتا ہے وہی زلفِ گرہ گیر سے خلاص
زندان سے جسے شوق ہو زنجیر سے خلاص

لکھتا نہ کبھی نامہ اعمال مین فرقت
ہوتا جو مرا کاتبِ تقدیر سے خلاص

کچھ اور نہو ظلم یہ شب خیر سے گزرے
پھر دل کا ہوا نالہ شبگیر سے خلاص

مین سادہ مزاجی سے پہنسا خاک نہ سمجھا
برباد کرے گا بتِ بے پیر سے اخلاص

یہ صرف جلانے کو ہے پروانہ کی شوخی
جو شمع کیا کرتی ہے گلگیر سے اخلاص

بس جاؤ مسیحا کسے پروا ہے تمہاری
یان زخم کا ہے ناخنِ تدبیر سے اخلاص

تدبیر تو کی ہمنے مگر راس نہ آئی
کھل ہی گیا اوسپہ مری تقدیر سے اخلاص

اوس چشم فسون گر کا ہمین دیکھنا کیا تھا
گویا ہوا ایک ناوکِ دل گیر سے خلاص

کیون وصل کسی کا ہو میسر تمہین راقم
جب ہجر سے ہو وصل شبِ قیر سے خلاص

ردیف الضاد

مانگتے ہو جو دل ہمارا قرض
تم ادا ہی کروگے ایسا قرض

دل تمہین دیکے گالیان کہائین
ہمنے ایسا سنا نہ دیکھا قرض

جب کہین مل گئے اکیلے تم — بس اوسی روز لینگے اپنا قرض
وصل کا ہمسے تمسے تہا اقرار — اسی لالچ سے دل دیا تہا قرض
ایک دن میرے پاس ہنسنے سے — بس اُترتا ہے مفت سارا قرض
اون سے دل مانگئے تو کہتے ہین — مجہپہ آتا ہے کیا کسی کا قرض
ایک خواہش پہ سارا چکتا ہے — اگلا پچہلا نیا پرانا قرض
مُنہ سے کہہ لا الہ الا اللہ — ہمنے عصیان کا سب اُتارا قرض
جب تقاضے سے تم بگڑتے ہو — دل ہی لیتے ہو کیون پرایا قرض
سود مین دل کے اور کچہہ دیگر — تم اتارو یون ہی ہمارا قرض

یار کا حق اتر گیا رقسم
رہ گیا سر پہ ایک خدا کا قرض

وان رحم کا خیال ہے تعذیر کی عوض — یان لب پہ عذر تک نہین تقصیر کی عوض
مجہہ جان ناتوان پہ کمان کیون اُٹھایئے — کافی ہے ایک ادائے نگہہ تیر کی عوض
ایدل دعا سے کام نہ نکلا تو صبر کر — تدبیر آزمائین گے تقدیر کی عوض
ہمکو تو شوق یہہ کہ زبانی جواب لین — اون کو پسند خامشی تقریر کی عوض
امید وصل یار بر آئی سمجہتے جب — ارمان نکلتے نالۂ شبگیر کی عوض
فریاد ہم تو کرتے تہے سنکر وہ نرم ہون — وہ اور بہی بگڑ گئے تاثیر کی عوض
تصویر اپنی دو تو تمہارے غلام ہین — دل اپنا نذر کرتے ہین تصویر کی عوض
اچہے بُرے لکہے کی تجہے شرم ہے خدا — ہم مفت مارے جاتے ہین تحریر کی عوض
تو وہ ہے بے نیاز کہ دیکہے بُرائیان — اوسپر کرے نوازشین تقصیر کی عوض

وان حجت قصاص ہے جرم گناہ پر — یان لب پہ سو دلیل ہے تقدیر کی عوض

تدبیر روز چنتی ہے دیوار آرزو — تقدیر روز ڈہاتی ہے تعمیر کی عوض

راقم خدا بچائے غضب ہین یہ شعلہ رو

ابرو سے کام لیتے ہین شمشیر کی عوض

ردیف الطاء

جب نہین ہے میری تدبیر کو تقدیر سے ربط — کسی عقدہ کا نہوگا کبھی تدبیر سے ربط

غرض مقصود تمنا کبھی برباد نہو — جوشش دل سے ہو اگر نطق کو تقریر سے ربط

کیون نہ مرجائے کوئی شوخ کی باتین سنکر — ہر سخن جس کا رکہے جوہر شمشیر سے ربط

ہمکو اوس نالہ سے امید اثر مندی ہے — جس کو ہر وقت رہے باد گرہ گیر سے ربط

نامہ بر ہو کوئی لایق تو بنے کام ضرور — اپنی تقریر کو دے کچہہ مری تحریر سے ربط

ہم برائی مین عدو کی نہین سچ کہتے ہین — وہ زیادہ نہ بڑہائے بت بے پیر سے ربط

تم تعلق کو ملا کر کبھی اپنے میرے — آنکہہ سے دیکہہ لو تصویر کا تصویر سے ربط

وہ طبیعت سے ہین لاچار ہم اپنے دل سے — سخت مشکل ہوا تقدیر کا تقدیر سے ربط

لوگ کہتے ہین مسیحا کا مداوا کیجے — زخم کہتے ہین نہین ناخن تدبیر سے ربط

ہم وفا سے پہرے تم عہد سے اپنے لوآؤ — صلح کر لو ندو تقصیر کو تقصیر سے ربط

مجکو یہ شوق کہ قاتل کے گلے سے لپٹون — ناز قاتل یہ کہے دور ہو شمشیر سے ربط

واہ وا حضرت ناصح سے ہے درمان طلبی — عشق کی چارہ گری دشمن تدبیر سے ربط

مجھسے ملتے ہین وہ اغماض نکرتا ہرگز — جانتا ہے کہ دعا کو نہین تاثیر سے ربط

شمع کا حسن نہین ایسا افروزگر — شعلہ جب تک کہ نہ دے شمع کو تنویر سے ربط

خوبرویوں میں عبث کھوئی جوانی راقم
مرتے دم تک ہنوا ایک بت بے پیر سے ربط

دشمن نے یہ سنائی ہے تمکو خبر غلط
کس نے کہا کہ ملئے سر رہ گزر غلط

تم اور جلوہ طور پہ دو کس قدر غلط
ہے یہ اگر درست تو میری نظر غلط

موسی تو ہم نہ تھے کہ تماشا نکر سکیں
اچھی کہی کہ حوصلہ ہر بشر غلط

تشخیص وہم میں بھی تم آئے کسطرح
پڑتی نہ ایک بار بھی میری نظر غلط

مرکز کوئی ضرور ہے بے واسطہ نہیں
لیل و نہار گردش شمس و قمر غلط

بے جوش قدح خاطر مہمان عبث عبث
بے حسن شمع رونق دیوار و در غلط

حسرت میں اسکے جانے کی تھا روئے شمع زرد
ظالم اوسے سمجھ گیا وقت سحر غلط

ہر ناز دل فریب تمہارا نہو فریب
میرا بیان ذوق نظر سر بسر غلط

کب تک کرو گے وعدہ لیل و نہار جھوٹ
کب تک رہیگی گردش شام و سحر غلط

بیجا ستم بھی آپ کا ہم مان لیں بجا
اظہار رشک غیر ہمارا مگر غلط

مانگیں مراد اپنے لئے ہو نصیب غیر
یاں تک ہوا ہے اب تو دعا کا اثر غلط

رونے کی قدر دیدہ خونبار ہو چکی
اشکوں سے جب تسلسل خون جگر غلط

کرتے ہیں انتظار عبث صبح و شام کا
واں جیسے جھوٹی شام ہے ویسی سحر غلط

جب درد دل بہانہ ہے فریاد دل فریب
تیرا بھی گریہ مردمک چشم تر غلط

اٹھ اٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا انتظار میں
سنکر صدائے حلقۂ زنجیر در غلط

راقم پسند اہل سخن ہوگی کیا غزل
مضموں شعر سست سخن سر بسر غلط

جانتے تھے نہین فریاد کی تاثیر غلط
خوب دیکھا اثر نالۂ شبگیر غلط

شکوہ کرنا ہے عبث شکوہ سے ہوتا کیا ہے
وہ ہر ایک بات یہ جب کہتے ہین تقریر غلط

غصہ ہو جائے بگڑ جائے وہ خط پہینک دیے
بیخودی مین کوئی لکہدی نہو تحریر غلط

خواہشین کرتے ہین اور آپ کئے دیتے ہین
روز کہہ کہہ کے عبث بات کی توقیر غلط

یاس و حرمان کی یہ صورت ہے مقدر کا یہ رنگ
خواب مین کام بنے اور ہو تعبیر غلط

آپ چاہین تو ابہی ہوتی ہے تدبیر درست
آج ہو جاتی ہے سیدہی میری تقدیر غلط

تمسے لیلی نہوئی ورنہ دکہا دیتے ہم
آبرو قیس کی اور عشق کی توقیر غلط

وان تمنا کی فسون سازی اغیار صحیح
یان تقاضائے ملاقات کی تقریر غلط

شکوہ غیر نہو جرم میرا عذر خطا
جرم تقصیر بنے غیر کی تقصیر غلط

تاکو اغیار کو قسمت سے نشانہ ہم ہون
قدر انداز بہی ایسا ہو چہٹے تیر غلط

ہم جسے دیکھہ رہے ہین یہ وہ شاہد ہی نہین
ہے نظر مین کسی ہم جنس کی تصویر غلط

کچھہ فریب اوس پہ چلا اور نہ جادو سپہر
جذبۂ دل کی مگر دیکھہ لی تاثیر غلط

خاک بہی ہوکے یہ دل کام نہ آیا راقم
ہو گیا خوب یقین شہرۂ اکسیر غلط

ردیف الظاء

تمہین پڑا ہوگے کچہہ دل کی اضطرار مین حظ
تمہارے ہات مین ہے اور اختیار مین حظ

کسی کو ہوگا تماشائے روزگار مین حظ
بہرے ہوئے ہین یہان چشم انتظار مین حظ

بلائین جب انہین تسکین اضطرار ہو کچہہ
نشاط دل مین ہوا اور شوق بیشمار مین حظ

ملو ملو نہ ملو وعدہ تم کئے جاؤ
کہ اضطراب مین لذت ہو انتظار مین حظ

امید جب نہ رہی آرزوئے دل بے سود
تلاش یار مین کچھہ حظ نہ فکر یار مین حظ

مین اون کی بے خبر آنے سے ایسا محو ہوا
غبار آئینہ تہا چشم شرمسار مین حظ

کوئی بتائے کیا عاشقی مین کس نے پسند
غم دراز و تمنائے بے شمار مین حظ

تمام عمر گزاری ہے خضر کی مانند
نہ چین دشت مین پایا نہ کوہسار مین حظ

ملا تہا دل تو مرا نالہ ہی رسا ہوتا
حصول نالہ نہین چشم اشکبار مین حظ

وہ وعدہ کرتے ہین ایسا وفا کا نام نہو
کسی کے دل مین نہ جاکے یادگار مین حظ

نہین ہین قیس کہ آجائے وعدہ سن کر
بغیر وصل مری جان بے قرار مین حظ

کبہی بلائے دشمن کو دیکہئے کچھہ لطف
کبہی اٹہائے میرا سا انتظار مین حظ

وفور گریہ ہے وعدہ کی رات شکل ہے
رہے رہے نہ رہے چشم انتظار مین حظ

ہمارا لطف سے گزرا نہ ایک دن راقم
کہا کرے کوئی پایا ہے روزگار مین حظ

ہائے قسمت نہوا وصل مین بہی دور لحاظ
شرم باتون مین رہی آنکہہ مین مستور لحاظ

یون تجلی کو کبہی دیکہہ نہ سکتے موسے
حق کو منظور تہا حضرت کا سر طور لحاظ

حد سے جب شرم بڑہی اونکی تو پہر آخر شب
بس اٹہانا ہی پڑا ہمکو بہی مجبور لحاظ

چاند کو دیکہہ لون کچھہ دل کی تسلی ہوجائے
میرا اتنا تو کیا کر شب دیجور لحاظ

شرم سے شرم ہے تمکین سے نرالی تمکین
جیسے مشہور ہین وہ ویسا ہی مشہور لحاظ

لے حجابانہ ملو شرم و حیا دور کرو
دور نہ رکہے گا تمہین عشق سے معذور لحاظ

شوق دل مین ہے بہر اونکی حیا مانع وصل
ہم پسے جاتے ہین بس دیکہہ کے مجبور لحاظ

دل مین چبتی ہے مرے یار کی مستانہ ادا
جان لیتا ہے نگاہون کا وہ مخمور لحاظ

کہہ گیا جوش مین منہ سے نہوئی جان عزیز
کر گیا دار پہ بس بات کا منصور لحاظ

خاک مین ہمکو ملائے گی خموشی تیری
تنکے چنوائے گا ہمکو ترا مغرور لحاظ

بات اوس سے کرین راقم کوئی منہ سے بولے
اوسکا شیوہ ہے حیا اوسکا ہی دستور لحاظ

ردیف العین

ہوتا نہین ہے گریہ کبہی سازگارِ شمع
جبتک کہ درد سے نہو دل بہی فگارِ شمع

بدنام جل کے ہوگئی آتش عذارِ شمع
معشوق ہوکے کہو دیا اپنا وقارِ شمع

روتی ہے آج شام سے جو زار زار شمع
میری طرح ہے درد سے کچھہ بے قرار شمع

اچھی گزر رہی ہے تری عمرِ مستعار
فکرِ جہان تجھے نہ غمِ روزگار شمع

بہولے نہ میرا گہر وہ کہین تیرہ رات مین
رکہدو کوئی جلاکے سرِ رہ گزار شمع

جلنا یہ رات دن کا مجھے ہے اگر نصیب
رونا تجھے بہی روز کا ہو سازگار شمع

مین تو فراقِ یار مین گہلتا ہون آدن
تو کس کے دردِ ہجر مین ہے اشکبار شمع

کیا خوش گزرتی ہے شبِ غم انتظار مین
مین ہون زبان ہے اور مری غمگسار شمع

گونگی نہ بن کہ دل کو نہین تاب انتظار
دم گہٹ چلا ہے یار کو اب تو پکار شمع

کس کس کے غم مین حال کریگی تباہ تو
پروانے لاکہہ تجہہ پہ تو ہونگے نثار شمع

اپنی شبِ وصال تماشا سا بن گئی
عکسِ جمالِ یار تہا گہر مین ہزار شمع

کہٹکا کسی کے پانون کا سنتا ہون دیر سے
اٹہتا ہون لیکے ہات مین بے اختیار شمع

کل بہی تمام رات یون ہی انتظار مین
جلتی رہی امید مین امیدوار شمع

گہر کو تو رشکِ طور بنا دے مرے ندیم
وعدہ کی شب ہے آج جلا دے ہزار شمع

راقم کوئی رہا نہ رہیگا جہان مین
ایک یہ رہے گی کہا کے غم روزگار شمع

ردیف الغین

وحشت ہوئی تو صحن بیابان نہین دریغ
دست جنون بڑہا تو گریبان نہین دریغ

میرے سوال شوق پہ وان ہان نہین دریغ
اتنا ہی پاس خاطر مہمان نہین دریغ

انسان جہان مین لاکہہ مین ایک آپ ہی ہی
الفت کا قدردان مگر انسان نہین دریغ

دیوانگی نے ولولۂ دل مٹا دیا
امید و آرزو کی بہی سامان نہین دریغ

تم اور بوئے غیر گوارا تمہین ہو حیف
دل بوئے غیر سے بہی پریشان نہین دریغ

بیٹہے تہے ایک امید پہ سامان کئے ہوئے
حاصل سوائے حاصل حرمان نہین دریغ

آنکہون کے سامنے لٹی نقد شباب یار
مجبور دیکہتے ہین کہ دامان نہین دریغ

اقرار وصل غیر کا کرتے ہین اور پہر
خود ہوکے منفعل بہی پشیمان نہین دریغ

اپنا مدار کار ہے ایسے کے ہات مین
جس کو خیال ملت و ایمان نہین دریغ

ہاتون سے اوسکو کہو دیا راقم سکہا کے ناز
قابو مین اپنے آج وہ نادان نہین دریغ

کرتا ہے بوئے زلف کی کیون آرزو دماغ
جائیگی تیرے سات مری آبرو دماغ

اللہ رے ترا دل پر آرزو دماغ
خوبان تندخو سے کرے اور تو دماغ

دامن پہٹا بلا سے گریبان ہی چاک ہو
لیکن نہین پسند کہ دیکہے رفو دماغ

ناحق ستا رہا ہے مجہے ناصح شفیق
سننے کو کس کا لاؤن تری گفتگو دماغ

حیران ہون بوئے غیر گوارا ہوئی اوسے
بیزار جس کا سونگہہ کے ہو گل کی بو دماغ

دل سرد کر چکی ہین تری سرد مہریان
ایک پاس رہ گیا ہے مرے چارہ جو دماغ

اجزا مٹے نظارہ کے نظارہ ہی گیا
پہلو مین جون دل ہوا اس مین لہو دماغ

پہر ڈہونڈتا ہے صحبت بزم وصال دل
پہر چاہتا ہے دور سے مشکبو دماغ

میرے سکہائے ناز ہون مجہپر خدا کی شان
میرے ہی آگے غمزہ مرے روبرو دماغ

شانون پہ ہو پڑی ہوی اور عطر مین بسی
وہ چاہتا ہے کاکل مرغولہ سو دماغ

اتنا نہ چیخ گل کی جدائی مین عندلیب
ہلتا ہے میرا اس کی نوائے گلو دماغ

پینے کو کچہ ملے نہ ملے سامنے رہے
لیتا تمام رات رہے مے کی بو دماغ

سنکر نوید وصل کی پہولا ہون اسقدر
پہونچا ہے آسمان پہ مرا چارہ جو دماغ

مانا مٹا دیا ہمین رستم زمانہ نے
لیکن وہی مزاج ہے اور عرش جو دماغ

ردیف الفاء

آنا جانا ہو چکا اوس آفت جان کی طرف
بوالہوس جانے لگے جب سست پیمان کی طرف

ہو گئی ساری خدائی گبر نادان کی طرف
کوئی تو بولو خدا لگتی مسلمان کی طرف

کیون بڑہا دست جنون میرے گریبانکی طرف
بڑہ گیا ہوتا کسی ظالم کی دامان کی طرف

چہوڑ دے نازش خرامی اوٹہنے اور سیر چمن
سن لیا تہا مجکو پہرتا ہے گلستان کی طرف

وہ تو ساغر غیر کو دیتے تہے یان لخت جگر
رشک سے اڑ اڑ کے جاتے تہے نمکدانکی طرف

آج جو نالہ کہچا دل سے پریشان ہی کہچا
کچہ خیال ایسا بندہا زلف پریشانکی طرف

کل گریبان سی چکے تہے آج دامن پہٹ گیا
ہے نظر وحشت کی شاید جسم عریانکی طرف

اوسکے بندے ہم نہین کیا وہ نہین بندہ نواز
کیا نہ دیکہے گا ہماری شرم عصیانکی طرف

ایک تماشا حشر مین ہوگا کہ مین ہون اور تم
مین ہمہین دیکہونگا تم اپنے گریبان کی طرف

میری آواز حزین کو بہی فغان کہتے ہین لوگ
جو شکستِ دل کی ہے آواز حرمان کی طرف

جانتا ہون جسکی ہم صورت ملے گی مجکو حور
رشک پیدا ہے ابہی سے دلمین رضوان کی طرف

مین تو سمجہا ہی نہین جیب و گریبان کو ہنوز
چاک کے پہلے ہی پہلے ہات دامان کی طرف

انتہائے عاشقی ہے ننگ رسوائی نہو
انگلیان اٹہنے لگین خلقت کی عریان کی طرف

وصل مین بہی کچہہ عجب حیرت رہی دونون طرف
وہ مجہے دیکہا کئے مین شرم مژگان کی طرف

کچہہ تو ہے تازہ مسرت نامہ بر کہتا نہین
ہنس رہا ہے دیکہہ کر مجہہ دل پریشان کی طرف

کچہہ تو خواہش ہے تمہارے پاس ہم آتے ہین روز
دیکہتے ہین ہم تمہاری چشم حیران کی طرف

کفر و ایمان کے بکہیڑے طے ہوئے ہین اور نہون
تم تو واعظ دہیان رکہو درس قرآن کی طرف

آنکہہ مین پہرتا ہے قامت اور کوئی گیسو کہلے
یاد آتا ہے بکہرنا اون کا دامان کی طرف

آبلے ہین سخت راقم اور نازک نوکِ خار
پانو سے ٹوٹین گے جاتے ہو بیابان کی طرف

جاتے ہین ایک شوق مین ہم یار کی طرف
لاکہون خیال ہین دلِ بیمار کی طرف

کیسا لگاؤ دل کو ہے آزار کی طرف
گردن جہکی ہی جاتی ہے تلوار کی طرف

کیا اعتبار الفتِ صیاد عندلیب
ہوتی ہے مہر تازہ گرفتار کی طرف

مستانہ بیخودی مین چلے آؤ ایک دن
الزام کون رکہتا ہے میخوار کی طرف

مرتا ہون اس ادا پہ کہ ہنگام گفتگو
منہ پہیر بیٹہنا ترا دیوار کی طرف

اللہ رے شوق حسرتِ بے اختیار دل
پیکان سے پہلے آگیا سوفار کی طرف

منظور ہی نہین اُنہے تقلید چارہ گر
دیکہین وہ کیون مرے دلِ بیمار کی طرف

اللہ رے شوق مرگ کہ مرتے ہین اورپہر / جاتے ہین سو خوشی سے ستم گار کی طرف

نکلا نہو کہین وہی غارت گر جہان / غل سا سنائی دیتا ہے بازار کی طرف

ہمکو بہی دیکہنا ہے تماشا جفا کا آج / ہو جاے آسمان بہی جفا کار کی طرف

ہے ناز شاہدانہ گل نو دمیدہ کا / بلبل کے نالہ ہائے شکر بار کی طرف

داد سخن نہین ہے تو راقم خدا گواہ / کیا جی لگے نگارش اشعار کی طرف

ردیف القاف

رہتا ہے رنگ رنگ سے سینہ مین سوز عشق / نالہ کبہی فغان ہے کبہی دل گداز عشق

خاطر پہ میری بار ہے اب ترک و تاز عشق / دل پر گران ہے شوخی مستانہ ناز عشق

دل پر بنی رہی خلش جان گداز عشق / بہاتی ہے ہمکو طرز ستمہاے ناز عشق

بڑہتی رہی بلا سے جراحت مین تازگی / ہوتے رہین گے شاد مرے چارہ ساز عشق

آتا چلا ہے راہ پہ وہ مایۂ غرور / سننے لگا ہے قصۂ سوز و گداز عشق

جب درد بڑہ گیا تو ہوا سازگار دل / جب نالہ کہچ گیا تو بنا کارساز عشق

برسون ہی بار منت درمان اٹہا چکے / برسون ہی در پہ کہہ چکے فرق نیاز عشق

وہ دل نہین کہ کوئی رکہے آرزوے وصل / کس کے ہے پاس خضر سی عمر دراز عشق

دشوار ہے معاملہ مشکل ہے فیصلہ / اون کو غرور حسن ہے اور ہمکو ناز عشق

ہر شام شام یاس ہے ہر صبح نا امید / کٹتی ہے اس نشاط سے عمر دراز عشق

عابد کو مسجدین ہین برہمن کو بتکدے / ہمنے الگ بنائی ہے جائے نماز عشق

مٹ جائیگا کبہی نہ کبہی تفرقہ ضرور / وہ بے نیاز عشق ہے ہم پاک باز عشق

دل مین کسی کے بن کے رہین مثل آرزو
ایسی دوا بتائے کوئی دلنواز عشق

سر کو لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا
دیوانہ کوہکن بہی ہوا سرفراز عشق

مجکو سمجہہ کے غیر گلے سے لگا لیا
مستی کے جوش مین نرہا امتیاز عشق

اچہے تہے ہم عدم ہی مین رفتہ خداگواہ
آیا کبہی خیال نہ خواب دراز عشق

ردیف الکاف

روئین قسمت کو ہم خدا کب تک
شکوہ بخت نارسا کب تک

اے جفاگر بس اب جفا کب تک
ہم رہین صبر آزما کب تک

روز کا ناز اوٹہہ سکے کس سے
کوئی دیکہا کرے ادا کب تک

زلف و کاکل سے دل لگی کیسی
سانپ سے دل کا کہیلنا کب تک

شوق بے حد مین صبر کتنی دیر
غم مین دل لدا رہی صبا کب تک

کم کرو دل ستانیان اپنی
دم اولجہنے لگا جفا کب تک

کرچکے دل فریبیان بیحد
ناز کی آخر انتہا کب تک

تہک گئے ہات منتین کرلین
گہٹ گیا دم بس التجا کب تک

تم بہی وعدہ کیا کرو دن رات
مین بہی پوچہا کرون وفا کب تک

حسن دو روزہ ہے سمجہہ جاؤ
گرمیٔ حسن خود نما کب تک

مستیٔ چشم یار آفت ہے
جان کوئی بچائیگا کب تک

اوس کے وعدہ کی انتہا ہی نہ حد
عمر اپنی کرے وفا کب تک

یار بیگانہ وار ملتا ہے
دل رہے الفت آشنا کب تک

کس کا ڈر کیسا خوف کہہ بہی دو
راقم اب ضبط مدعا کب تک

وعدہ تو کیا آئے وہ کیونکر مرے گھر تک
دیکھی ہی نہین اوس نے کبھی راہ گذر تک

دوڑ آئین گے کچہہ ہم بہی نظر شمس و قمر تک
کچہہ تم بھی اُتر آو ذرا حدِ نظر تک

یان دن بھی وہ ہے ہجر کا جد نکی نہین شام
اور شام بھی وہ شام نہین جسکی سحر تک

کچہہ یار نہین وصل مین برہم زن عشرت
ہین اور مرے دشمنِ جان مرغِ سحر تک

فریاد ہے کیا اوس کی نہو جس کو رسائی
کیا خاک دعا اوس کی نہین جسمین اثر تک

تاثیر دعاؤن مین سہی یہ تو مسلّم
گر عمر وفا بھی کرے ہنگامِ اثر تک

کچہہ رنگ تو لائی مری خونابہ فشانی
پہونچے جو کوئی لختِ جگر دیدہ تر تک

ہم ڈاک بٹہادین گے شب وعدہ نظر کی
آنکھون پہ بٹہا کر انہین لے آئین گے گھر تک

در دیدہ نظر یار کی ایک برق تہی گویا
بس پہونک دئے پارۂ دل لختِ جگر تک

وہ آئے نہ آئے تجہے کیا بحث ہے راقم
دل منتظرِ دوست رہے وقتِ سحر تک

ردیف الکاف

رہتا ہے آج کل دلِ مضطر الگ الگ
تاکا ہے اس نے کوئی سمن بر الگ الگ

پہیرا کیا وہ حلق پہ خنجر الگ الگ
چوما کیا مین دستِ ستمگر الگ الگ

سینہ کے سات سات جگر بہی ہوا دو نیم
خنجر کے زخم پر کہلے جوہر الگ الگ

کس کی ہے بات بات مین آزار دیکہہ لو
کام و زبان پہ رکہے ہین نشتر الگ الگ

پوچہا گئے وہ حال دلِ بے قرار کا
کہولا کیا مین شکوہ کا دفتر الگ الگ

اون کو کہان دماغ کہ مجھسے کرین وہ بات | بولین کبھی تو یہ کہین ہنسکر الگ الگ
میری وفا تمہاری جفا حشر مین کھلے | اظہار لے جو داور محشر الگ الگ

راقم وہ دل نہین کہ اُٹھا لے تمام عمر
رنج فراق وغمزۂ دلبر الگ الگ

آج مانا یگانہ ہین ہم لوگ | دست برد زمانہ ہین ہم لوگ
دہر مین ایک فسانہ ہین ہم لوگ | زندگی کا بہانہ ہین ہم لوگ
ایسے عالم مین جیتے ہین گویا | ایک خواب شبانہ ہین ہم لوگ
شہ جہانی کنڈر ہین سمجھو | ایک گزرا زمانہ ہین ہم لوگ
یادگارون کے یادگار ہین ہم | آج اون مین فسانہ ہین ہم لوگ
ذوق ومومن کے دیکھنے والے | بلبل خوش ترانہ ہین ہم لوگ
عارف وسالک اور نیرؔ کا | دیکھے بیٹھے زمانہ ہین ہم لوگ
داغ وحالی کے ملنے والون مین | شہرت خانہ خانہ ہین ہم لوگ
نور عین جناب غالب ہین | نسل مین جنروانہ ہین ہم لوگ
جن یگانون مین ہم تھے بیگانہ | آج اون مین یگانہ ہین ہم لوگ
تر زبانی زبان کے کہتے ہین | ریختہ کے خزانہ ہین ہم لوگ
ہم زبان سے زبان ہم سے ہے | ہر زبان پر فسانہ ہین ہم لوگ
ہے شہادت کو بوستان خیال | شوخیون مین یگانہ ہین ہم لوگ
جانتے ہونگے جاننے والے | انتخاب زمانہ ہین ہم لوگ
جیتے ہین جینے کی تمنا مین | زندگی کا بہانہ ہین ہم لوگ

مثل تصویر قالب بے جان
نقش دیوار خانہ ہین ہم لوگ

اور کچھہ دن جہان مین مہمان ہین
آج کل مین روانہ ہین ہم لوگ

بعد مردن ہماری ہوگی قدر
جب نہ ہم سا رہا نہ ہین ہم لوگ

عمر اپنی گزر چکی راقم
اب اجل کا نشانہ ہین ہم لوگ

ردیف اللام

بزم مین آئیو تو آج مقرر بلبل
تیرے سننے کے ہین مشتاق سخنور بلبل

ہان سنادے کوئی گلبانگ نوا گر بلبل
ہان دکھادے کہ برستے ہوئے گوہر بلبل

کبھی وہ نغمہ دل ریش سخنور بلبل
کہین نشتر ہو جگر مین کہین خنجر بلبل

دیکھہ لین شعلہ زبانی تری اخگر بلبل
آگ پانی مین لگا دیتے ہین کیونکر بلبل

لب سے گفتار ہم آغوش ہو گفتار سے لب
ناز و شوخی مین ہو تکرار زبان پر بلبل

ایک مین ہون کہ نہین یار کا دیدار نصیب
ایک تو جلوہ گل ہے تجھے دن بھر بلبل

ہم نے دیکھا ہی نہین تھا مقدر والا
بے زبان یار ہوا تجھہ کو میسر بلبل

ہجر مین غم سے تڑپتے کبھی دیکھے مجکو
تجکو آجائے مزا مرتے ہین کیونکر بلبل

تو نے دیکھے نہین بکھرے ہوئے گیسو کوئی
جس مین الجھے ہون ہزارون دل مضطر بلبل

ہجر کا ذائقہ تجھہ کو نہ ستم کی لذت
درد دل مین نہ ترے زخم جگر پر بلبل

سنتا رہتا ہے نوا دل سے تری عربدہ جو
میری فرقت کا کبھی کھولیو دفتر بلبل

دل کبھی شکوہ سرائی پہ اتر آتا ہے
تیری تقلید کیا کرتا ہے اکثر بلبل

یار کا ٹھیک پتہ ہے میرے خط کو لیکر
بس چلے جا میرے نالہ کے اثر پر بلبل

رشک آتا ہے مجھے دیکھ کے جل جاتا ہون
جب مین پاتا ہون تجھے گل کی برابر بلبل

رنگ ایسا نہوا کوئی غزل مین تسلیم
مرحبا کہہ اٹھے اوراقِ چمن کر بلبل

رسوا کیا خراب کیا جستجو مین دل
برباد ہم نے آپ کیا آرزو مین دل

راقم نہ ڈالنا کبھی تم گفتگو مین دل
آجائیگا فریب بتِ کینہ جو مین دل

یہ تفرقہ مٹا نہ مٹیگا تمام عمر
میرا کسی مین دل ہے کسی کا عدو مین دل

دل مانگتے ہو مجھسے خبر لو جو اسکی
دیکھو گلی مین اپنی وہین چارسو مین دل

کیا شرم ایسی آنکھ کی جس مین لہو نہو
کیا قدر ایسے دل کی نہو تر لہو مین دل

نالا رہا سہا نفس شعلہ تاب سے
نالون کے سات رہنے لگا ہے گلو مین دل

کیا اوسکی زندگی جو رہے بے نصیب عیش
ساقی مین جان پڑی ہو کلو و اشبرو مین دل

دیوانہ بن رہا ہے ہوس پیشہ آج کل
دن رات محو رہتا ہے آئینہ رو مین دل

گم ایسا بیخودی نے کیا انتظار کے
دل کی مجھے تلاش ہے مری جستجو مین دل

سامان بزم عیش کو اب تو ترس گئے
آنکھین پڑی ہین ساقی ہین جام سبو مین دل

مرہون کر رکھا ہے مغان کا شراب نے
رگ رگ مین شوق مے ہے مے مشکبو مین دل

ہین محو انتظار ہون دل سوگرہ گزار
جس آرزو مین مین ہون اوسی آرزو مین دل

کس شوق مین گئے تھے کرین گفتگوے وصل
دے آئے نذر سحر بیان گفتگو مین دل

ہر گفتگو مین آپ کا کہنا وہ تو سے مجھے
مرتا ہون اس نشاط مین لیتا ہے تو مین دل

وان ذوق ہکنا ہے اعدا ہے راتدن
راقم خراب کرتے ہو کیون آرزو مین دل

ایسے انداز سے کیجو مجھے بسمل قاتل
دل مین باقی نرہے آرزوی دل قاتل

آج ہو نیچہ کمند ہے یہ حمائل قاتل
آج ہمکو بھی ترا دیکھنا ہے دل قاتل

وصل کی رات بنے ہین مرے دشمن کیسے
نالۂ مرغ سحر شور عنادل قاتل

دیکھنا ہے دل و دلبر مین تماشا کیا ہو
آ گئے قاتل کہے ہے دل دل کے مقابل قاتل

حسرت مرگ دم ذبح تڑپنا موقوف
کہ سراسیمہ نہو دیکھ کے بسمل قاتل

قتل ہنگامہ مین اپنا مجھے منظور نہین
نازکی سے نہو شرمندۂ محفل قاتل

ذبح کرنے کی خوشی ہے تو لپٹ سینہ سے
نکلے ارمان بھی کچھ جان کے شامل قاتل

جان دو بھر ہے کسی سوت گوارا کسکو
تجھسے بے مہر سے ہو وصل کا سائل قاتل

قدر ہوتی تجھے مرنے کی اگر میری طرح
تو بھی ہوتا کسی صورت پہ جو مائل قاتل

آج موجود نہین قیس دکھاتا اوسکو
کون بیٹھا ہے پس پردۂ محمل قاتل

مرتے مرتے اوسے آغوش مین لے لین اکبار
کاش رستم دم تکبیر ہو غافل قاتل

ردیف المیم

کیا اچھے ہونگے چارہ گرون کی دوا سے ہم
پورا مرض ہی کہہ نہ سکینگے حیا سے ہم

خنجر سے دل بچائین نہ گردن جفا سے ہم
کیجے ستم نہ پھیرینگے منہ کو وفا سے ہم

تم خوش اگر جفا سے ہو راضی جفا سے ہم
مانگین گے خون بہا نہ کہین گے خدا سے ہم

جو کچھ ہونا تھا وہ یہان ہمپہ ہو لیا
بے فکر ہین سیاست روز جزا سے ہم

شرم آتی ہے کہ مانگین دعا وصل یار کی
بے شرم التجا کرین کیونکر خدا سے ہم

کچھ اور رنج ہین ہو تو ستا لے ہمین کوئی
پھر کام لین گے نالۂ شورش فزا سے ہم

شاید اسی طرح سے رضامند یار ہو / اوس کو کہانی غم کی سنائیں بلا سے ہم

دونوں ہی تنگ آئے رہ و رسم عشق سے / مایوس وہ جفا سے ہیں عاجز وفا سے ہم

گزرا نہ ایسا روز سرور و نشاط میں / وہ ہم سے دل لگی کریں اونکی ادا سے ہم

ہم بھی کسی کے دل کو جلاتے اسی طرح / مجبور ہیں رسائی آہ رسا سے ہم

لاکھوں شکایتیں ہیں ہزاروں ہیں حسرتیں / کیا کیا کہیں گے وصل کی شب فتنہ زا سے ہم

ہم تم سے جب ملیں گے قسم کہا کے تم کہو / تم سے اگر پھریں تو پھریں گے خدا سے ہم

راقم نصیب غیر مرادیں ہوئیں تمام
اب دل سے مدعا گیا اور مدعا سے ہم

ایسے ڈرے ہیں شوخیٔ جادو ادا سے ہم / بچتے ہیں اوسکے سایہ سے چھپتے ہوا سے ہم

کیا ملک کے فیض پائیں گے اوس بیوفا سے ہم / واقف ہیں طرز شوخیٔ نا آشنا سے ہم

وہ زندگی کہاں جو بسر ہو فراق میں / غم سے اگر بچے تو بچیں گے قضا سے ہم

ناخن بڑھے ہوئے ہیں اگر چارہ گر نہیں / کر لیں گے اچھے زخم جگر اس دوا سے ہم

اون سے نہ کرتے تھے ہمیں شکوہ فراق کے / ناخوش وہ التجا سے ہوئے مدعا سے ہم

کیوں ہمکو کوئی پوچھے تعلق نہیں جسے / اچھے ہیں یا برے ہیں کسی کی بلا سے ہم

اب کیا رہا جو تم سے تمنا کوئی رکھیں / بیزار ہم سے تم ہو تمہاری جفا سے ہم

مرنے کے بعد آؤ گے تم یہ خبر نہ تھی / کر لیتے ایک روز کا وعدہ قضا سے ہم

قاصد سے ہمکو شک ہوا اب قاصدی کا کام / لیں گے نسیم صبح سے باد صبا سے ہم

منت نہیں شمیم کی احسان ہے یار کا / گیسو سے پائے فیض صبا اور صبا سے ہم

تعریف یار کرتے ہیں کس کس غریب سے / لے لے کے بوسے اپنے لب مدعا سے ہم

اب کرتے کرتے رشک یہانتک بڑہا رشک
بیجا نہین ہین شاہدون کی دل ستانیان

دل مین غبار رکھتے ہین باد صبا سے ہم
آزردہ کرتے ہین گلۂ ناروا سے ہم

راقم تمہین پہنسے رہے ان شاہدون مین یار
اچھے رہے کہ بچ گئے اون کی ہوا سے ہم

لطف سے رہتے ہین آزردگئے یار مین ہم
لیکے جاتے ہین غرض انجمن یار مین ہم
بیٹھے ہین آرزوئے وصل فسونکار مین ہم
قیس ہمدرد نہین درد کا سننے والا
وان تو اقرار بہروسے کا نہ پیمان مضبوط
گھر ہے بتخانہ نہین پوچھنے آئین جو تمہین
ذائقہ وصل کا آتا ہے تمہارے واللہ

کبھی جنگل مین ہین پہرتے کبھی کوہسار مین ہم
محو ہو جاتے ہین خود شوخی گفتار مین ہم
کس تمنا مین ہین کس خواہش بیکار مین ہم
غم غلط کرتے ہین کوہسار کے کوہسار مین ہم
عمر کھوتے ہین عبث آرزوئے یار مین ہم
کوئی مطلب ہے جو روز آتے ہین دربار مین ہم
سنتے ہین تلخی گفتار جو تکرار مین ہم

اپنی امید برآئی نہ برآئے راقم
یون ہی مر جائینگے آخر غم دلدار مین ہم

لذتین پاتے ہین کیا ہجر کے آزار مین ہم
رشک سے ہی تو رہے سات تمہارے دم کے
ہائے ناکامی تقدیر نہ دیکھا وہ دن
ایک وہ ہین کہ اونہے جلوۂ رخسار نصیب
وصل مین بہی رہی تکرار کشاکش باہم
کام آجاتی ہے وفا گریہ کا حاصل یہ ہے

گھر مین رہتی ہے شب تار شب تار مین ہم
ڈوبے بن بن کے چراغ شب اغیار مین ہم
اپنے گھر یار رہے انجمن یار مین ہم
ایک ہم ہین کہ رہین حسرت دیدار مین ہم
شرم و تمکین مین وہ منت ہر بار مین ہم
ڈوب جائین جو کبھی گریہ خونبار مین ہم

خاکساری کا بہی ارمان نہ نکلا اپنا
خاک ہوکر نہین پامال لئے رفتار مین ہم

مرگئے پر بہی رہا تفرقہ باقی افسوس
یار مین دل ہے پڑا وادی پرخار مین ہم

وہم ہے یار کو وہ سینہ سے لپٹے کیونکر
درد و غم رکہتے ہین اس سینۂ افگار مین ہم

خانہ یار کی روزن جو کہلے دیکہتے ہین
پنبہ رکہا کئے ہین ہر روزن دیوار مین ہم

ڈہونڈتا ہے دل مشتاق وہ لطف صحبت
یار پہلو مین رہے پہلوی دلدار مین ہم

شوق کی حد نہین اور وصل کی شب تہوڑی ہے
حوصلہ پاتے نہین ہمت دشوار مین ہم

یار کا جلوۂ دیدار میسر ہو ضرور
گر سما جائین کبہی دیدۂ اغیار مین ہم

جان پر اور بہی بنجاتی ہے رقیم اے
شوق مین جاتے ہین جب خلعت دلدار مین ہم

جب ملنے کو گئے قاتل سے ہم
ایک جہگڑا باندہ لائے دل سے ہم

کاش ہوتے جادہ منزل سے ہم
ملتے رہتے سایہ محمل سے ہم

دل لگا کر یہہ ہوا انجام عشق
ہمسے دل بیزار ہے اور دل سے ہم

آفرین فرہاد لایا جوئے شیر
ہیچ اسٹہے سعی بے حاصل سے ہم

وا اے محرومی کہ ملنے یار سے
خواب مین بہی جاتے ہین مشکل سے ہم

کب اجل فرقت مین آئے دیکہئے
تہک گئے اندیشۂ باطل سے ہم

کب ڈبویا بخت نے گرداب مین
رہ گئے دو ہات جب ساحل سے ہم

پاسبان کو اپنے دیکہو اور ہمین
التجا کرتے ہین کس جاہل سے ہم

روز کا جہگڑا گیا اچہا ہوا
ہم سے دل رخصت ہوا اور دل سے ہم

ہمتو اکثر محفلون سے نکلے ہین
کیا ہوا نکلے جو اوس محفل سے ہم

گر یہی شاہد پرستی ہے تو بس — ہات دہو بیٹہینگے ایکدن دل سے ہم
کہل گئے ایسے تلاش یار مین — ہو گئے ایک جزو بے حاصل سے ہم

بیٹہہ جائین ایسے راقم ضعف سے
پہر نہ اٹہین یار کی محفل سے ہم

آفت مین آ گئے ہین عبث دل لگا کے ہم — سنتے ہین بار بار تقاضے قضا کے ہم
قربان ہزار بار ہون شرم و حیا کے ہم — وہ دل نہین کہ ناز اٹہائین ادا کے ہم
پہر آرزو مین وصل کی ہین فتنہ زا کے ہم — پہر مدعی ہی ہے قضا اور قضا کے ہم
اللہ رے طرز شوخی اقرار کہتے ہین — فرصت ملی تو آئینگے مہندی لگا کے ہم
ایک برق ہی کہ دل پہ گری کام کر گئی — گزرے تہے سایہ سے نگہ سرمہ سا کے ہم
شکوہ ہوا زبان سے نہ اظہار مدعا — یہ کچہہ ایسے محو ہو گئے پہلو مین جا کے ہم
آخر کو دل دئے ہی بنی کچہہ نہو سکا — پچتائے شکوہ سنج زبان کو ہلا کے ہم
ہمکو دیا ہے عشق اوسے مہر دے خدا — اتنا تو ہو کہ دل مین رہین گہر بنا کے ہم
کہو بیٹہے اپنے ہات سے اوسکو خدا گواہ — تمکین و دلفریبی و شوخی سکہا کے ہم
چہوڑی جفا بہی اوس نے کہین سن لیا تہا یہ — رکہتے ہین زخم تیر کو دل سے لگا کے ہم
کیا بیخودئے عشق ہے تدبیر وصل کے — دربان سے اوسکے پوچہتے ہین ور جا بجا کے ہم

راقم خوشا نصیب اگر وصل یار ہو
کیا کیا نکالین حسرت دل دل لگا کے ہم

کیا کیا ادا سے جفا کر رہے ہو تم — کیا کیا وفا کا فرض ادا کر رہے ہو تم
بجلی گرا رہے ہو حیا کر رہے ہو تم — سامان خون خلق خدا کر رہے ہو تم

دل سے ملا کے دل وہ جفا کر رہے ہو تم
قربان ہر جفا پہ وفا کر رہے ہو تم

طرز خرام و شوخیٔ رفتار کیا کہون
فتنون کی سر پہ حشر بپا کر رہے ہو تم

اے نالہ ہائے ہجر تمہین جانتا ہون خوب
جب کہہ گئے ہو آگ لگا کر رہے ہو تم

عارض پہ زلف چھوڑ کے کسکو پہنساؤ گے
آراستہ جو دام بلا کر رہے ہو تم

سو سو بناؤ دیکھہ رہا ہون بگاڑ مین
اے طعنہ ہائے غیر مزا کر رہے ہو تم

اللہ رے شوق غیر یہانتک ہو بیقرار
ظاہر نہین تو خواب مین جا کر رہے ہو تم

جس بزم مین گئے ہین ہنسا کر اٹھے ہین ہم
جب تمسے بات کی ہے رلا کر رہے ہو تم

نالے تمہارے اور نڈالین خرابیان
راقم غضب ہے اون کو رسا کر رہے ہو تم

اللہ رے لاغری کہ تن آسانیون مین ہم
اتنے گہلے کہ ہل گئے روحانیون مین ہم

خاطر سے دوست کی رہے مہمانیون مین ہم
خواہش نکر سکے سر و سامانیون مین ہم

ہو کر اسیر پیچ و خم زلف یار کے
تنہائیون مین رہتے ہین ویرانیون مین ہم

ہر بات مین شکایت بیجا سنا سنا
دشواریان بڑہاتے ہین آسانیون مین ہم

ربط رقیب یار سے ہر بار پوچھہ کر
تقریب وصل کرتے ہین نادانیون مین ہم

بزم شراب یار مین دیکھا سلوک عشق
پیمانہ کش ہون غیر نگہبانیون مین ہم

اے چشم اشک بار مجھے اب ڈبوگگی
گہر کو ڈبو چکی تری طغیانیون مین ہم

ایک وہ حیات خضر فنا ہے بقا کے سات
ایک اپنی زندگی کہ رہی فانیون مین ہم

آیا نہ حرف شوق زبان پر کسی طرف
حیرانیون مین یار تہا مہمانیون مین ہم

انجام عشق پاتے ہین آغاز سر نوشت
اپنے کئے کی آپ پشیمانیون مین ہم

راقم امید و بیم مین گزری شب وصال
خاموشیون مین وہ رہے حیرانیون مین ہم

ایسے پہنسے ہوئے ہین پریشانیون مین ہم
بہولے ہین زندگی کو گران جانیون مین ہم

سامان انتظار ہی آخر ڈبوئین گے
اس چشم اشکبار کی طغیانیون مین ہم

رکہین امید وصل کی گر تفرقہ سے مٹے
نصرانیون مین دوست ہے تورانیون مین ہم

ہین خانہ زاد زلف اسیری کا غم نہین
گہشکین بلا سے دیدہ زندانیون مین ہم

دزدیدہ ایک نگاہ نے پامال کر دیا
رہتے تہے ناز اپنی ادا دانیون مین ہم

کچہہ بڑہ گئے ہین خضر سے عمر دراز مین
شبہائے ہجر یار کی طولانیون مین ہم

عز ہا دہم نہین سنین دلالہ کا فریب
آجائین ہیرزن کی فسون خوانیون مین ہم

جینے کا لطف مرنے کی لذت کسی نصیب
جو دیکہتے ہین غم کی فراوانیون مین ہم

اوس کی جفا ہماری وفا کام آگئی -
ہر سال یاد آئے ہین قربانیون مین ہم

کیا کیا مزے اٹہاتے ہین اونکے عتاب مین
اندام بے حجاب کی عریانیون مین ہم

عریان تنی مین خلق کی پڑنے لگی نظر
آرایشین ڈہونڈہتے مین عریانیون مین ہم

عمر عزیز کٹ گئی راقم فراق مین
یہ ہی نسمجہے زندہ ہین یا فانیون مین ہم

اچہا نہین کرتے ہو تو اچہا نکرو تم
یہ کیا کبہی بیمار کو پوچہا نہ کرو تم

آراستگی حسن تماشا نکرو تم
ہر چشم خریدار کو بینا نہ کرو تم

تدبیر جلانے کی مرے اور نکالو
یہ کیون کبہو ملنے کی تمنا نہ کرو تم

تنہا کبہی مل جاؤ تو آغوش مین لیکر
کیا کیا کرین ہم شوق مین کیا کیا نکرو تم

آنے کو وہ آجائینگے جب دل پہ کہینگے
ضد یہ ہے بلانے کا تقاضا نکرو تم

کل کون جیے کون مرے کسکو بھروسا
مل جاؤ بس اب وعدہ فردا نکرو تم

کٹ جائینگے کٹنے کو یہ ایام جدائی
یوسف نہ بنو خون زلیخا نکرو تم

حد ہوتی ہے آزار کی بس دیکھچکے آزار
تقلید دل آزاری لیلا نکرو تم

تم قتل کرو ذبح کرو سب ہمین منظور
ہان تذکرۂ الفت اعدا نہ کرو تم

مجنون نہین دیوانہ صورت ہون تمہارا
مشتاق کو آوارۂ صحرا نہ کرو تم

ایسا نہو رسوائی معشوق ہو راثم
فریاد تقاضائے تمنا نہ کرو تم

ردیف النون

دل ہے مضطر گلہ یار کرون یا نکرون
درد مین وا لب گفتار کرون یا نکرون

غم سے فریاد شرربار کرون یا نکرون
مضطرب خاطر دلدار کرون یا نکرون

دوست بدخواب نہو مجکو خیال آتا ہے
جا کے غوغا پس دیوار کرون یا نکرون

روکتے ہو مجھے رونے سے تمہین خیر ہے کچھ
مین علاج دل بیمار کرون یا نکرون

مدعا دل مین بھرا ہے مگر اوسکا اظہار
سوچتا ہون دم گفتار کرون یا نکرون

ضبط سے دم ہے گھٹا درد سے بیتاب ہے دل
سر کو نذر در و دیوار کرون یا نکرون

ہان تقاضائے ملاقات سے مقصود جو آ
وان وہ حیران کہ اقرار کرون یا نکرون

مجھپہ تاکید ہے فریاد کی اچھا یہ بتاؤ
کچھ بھی تسکین دل زار کرون یا نکرون

ڈر ہے بے مہر کی شفتہ مزاجی سے مجھے
ذکر آلام شب تار کرون یا نکرون

تمنے جب پرسش دل چھوڑدی پھر نالون سے
غم غلط مین بھی گنہگار کرون یا نکرون

یار کا حسن جہان سوز مجھے ذوق نظر — حوصلہ ہمت دشوار کرون یا نکرون
مین ہون اور مجہہ ہون آلام جدائی مین پہر — شکوہ ہاے شب اغیار کرون یا نکرون
ضبط کا قصد وفا درد کا ایما غوغا — مین ہون مشکل مین گرفتار کرون یا نکرون
وصل کا ذکر تو آسان ہے دشوار یہ ہے — پاس آزردگی یار کرون یا نکرون
بدگمان یار ہے ایسا نہو سمجھے کچھہ اور — منت محرم اسرار کرون یا نہ کرون

یار خاطر یہ نہو اوسکے بتا ور قسم
ذکر بے مہرئ دلدار کرون یا نکرون

کوئی باعث ہے وہ سامان کئے شیون کے بیٹھے ہین — جھکائی سر کو آگے شمع بے روشن کئے بیٹھے ہین
غضب آیا انہون سے آج وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہین — جلانیکو مرے دشمن کے ارمان بن کے بیٹھے ہین
مکدر دل وہ بارے عشق سے دشمن کے بیٹھے ہین — پشیمان اپنی کچھہ رسوائی سے جوبن کے بیٹھے ہین
رفو کو چارہ ساز و سوزن مژگان جانان ہو — جراحت بخیہ کے مشتاق اوس سوزن کے بیٹھے ہین
نہ ملیو غیر اوس کافر ادا سے اب یہی کہتے ہین — کہ ہم مارے ہوئے اوس چشم جادو فن کے بیٹھے ہین
جگر تو جل چکا پہلے ہی دل کی خیر ہو یارب — کہ نالے دل کے اب دل مین شرارے بن کے بیٹھے ہین
نظر آئی تھی روزن سے تجلی سی کبھی ہمکو — کہ اب تک ہم تماشائی اوسی روزن کے بیٹھے ہین
کبھی اقرار پر آئے وہ اس شوخی سے آئے ہین — کہ محشر ہو کے اٹھے ہین قیامت بن کے بیٹھے ہین
نہ دل مین کچھہ کھٹکتے ہین نہ سینہ مین وہ چبھتے ہین — خدنگ چشم جانان دلمین جان بن کے بیٹھے ہین
نشاط وصل کی شب یہ چراغان ہونیوالے ہین — مرے سینہ مین جتنے داغ آتش زن کے بیٹھے ہین
کرین کیونکر نہ وہ اغماض اپنی خود پسندی پر — کہ اونکے دیکھنے والے بہت جوبن کے بیٹھے ہین
متاع دل ہے پہلو مین تلاش دست ہو کیونکر — ہزارون دل مین ڈر تاراجی رہزن کے بیٹھے ہین

سخن کی داد راقم تمکو سلطان دکن دینگے
کہ محبوب علی خان داد گستر فن کے بیٹھے ہین

کوئی نہین ہے یار بیکسی مین
ہمدرد رہے جو بے بسی مین

سمجھے نہین پہلے دل لگی مین
دل جائیگا ہات سے ہنسی مین

دلبر کا ہے قصد دل ستانی
یان خواہش وصل خرمی مین

دولت کے ہین آشنا پری رو
یہ کس کے ہین یار مفلسی مین

کیون کرتے ہو حسن تم تماشا
صورت کی ہے قدر پردگی مین

تم ذکر عدو کو شکوہ سمجھے
آزردہ ہوئے ہنسی ہنسی مین

کہتے ہو کہ ہم بھی آدمی ہین
ہوتی ہے یہ نخوت آدمی مین

ذکر شب غیر پر نہ بگڑو
منہ دیکھہ لو اپنا آرسی مین

کانون سے سنی نہ تھی خرابی
آنکھون سے وہ دیکھی عاشقی مین

شاہد تو ہین اور بھی ہزارون
جانانہ ادا نہین کسی مین

کیا قدر رہیگی اوس گلی کی
آوارہ پھرے ہون جس گلی مین

پھر کل سے پھرے ہین اوسکے تیور
کچھہ کہہ گیا غیر فارسی مین

ایسون سے امید مہربانی
پامال کرین ہنسی ہنسی مین

دشوار ہے وصل یار راقم
اولجھی ہی رہوگے دل لگی مین

دل دکھا کر تم تو رکتے فتنہ زائی سے نہین
امتحان عشق بھی کرتے صفائی سے نہین

شکوہ سنج درد ہون مضطر جدائی سے نہین
یہ مرا غوغا تقاضا ہے برائی سے نہین

ملنے کو ملتے ہو لیکن دل ربائی سے نہین
دل مین گہر کرتے ہو پہر دل کی صفائی سے نہین

ضبط کیونکر ہو گلا منہ پر نہ آئے کسطرح
جب کرو تم خواہشون پر کج ادائی سے نہین

خاک ہو کر بہی رہے ہم رہگذار یار مین
کام نکلا یون بہی قسمت آزمائی سے نہین

غم کا سرمایہ سہی نالہ مگر کس کام کا
ہے نوا سوز فنا واقف رسائی سے نہین

کس سے امید وفا رکہتے ہین ہم بہی وصل کی
سو بدی سے ہان کرے جو سو برائی سے نہین

ہین جفا گر اور بہی معشوق تم سے کچہہ سوا
دل بہی لیتے ہین مگر بے اعتنائی سے نہین

صبح محشر کتنی ہوگی خوف کیا مہجور کو
روز محشر جب سوا شام جدائی سے نہین

التجا کرتے ہین ایک ایک سے تمہارے واسطے
ورنہ ہمکو کام در در کی گدائی سے نہین

ہم بہی اوسکے بندے تہے ہمکو نہ کہتا نامراد
بندگی ہو نہ شاید کبریائی سے نہین

نالہ و فریاد راقم سعی بے حاصل سے ہے
خون دل کرنا ہے کچہہ حاصل دہائی سے نہین

آج کیون نالہ مرا آتش فشان ہوتا نہین
شکوہ سنج دوست فریاد زبان ہوتا نہین

نامہ بر سے مدعا شاید بیان ہوتا نہین
جو جواب یار مجہہ تک ارمغان ہوتا نہین

کیا ہوا نامہربان ہے مہربان ہو جائیگا
مجکو بے مہری کا اوسپر بدگمان ہوتا نہین

طعنہ زن ناصح نہو تو مجکو عریان دیکہکر
عاشق شوریدہ رسوائے جہان ہوتا نہین

بدگمانی ہے مری وہ غیر پر ہے مہربان
ایسا کافر دل کسی پر مہربان ہوتا نہین

تفرقہ الفت مین ہو پہر کیا کہلے قدر وفا
بے ملے دونون دلون کے امتحان ہوتا نہین

یاد تہی جتنی خوشامد ہمنے وہ بہی صرف کی
پہر بہی راضی ہم سے اوسکا پاسبان ہوتا نہین

وضع بے مہری کی چہوڑو عیب لگتا ہی نہین
مہربان ہو کر کوئی نامہربان ہوتا نہین

وہم ہے یا سہم ہے قاتل کو یا میرا خیال
ہات کانپے جاتے ہین خنجر روان ہوتا نہین

ذائقہ راقم نہین آتا فراق یار کا
کچھہ رگ و پے مین لہو جب تک روان ہوتا نہین

یہ بھی کیا کاتب تقدیر مقدر مین نہین
وعدہ یار سے تسکین دل مضطر مین نہین

دل مین دلبر نہین ہم خاطر دلبر مین نہین
مرنے جینے کا بھی کچھہ لطف مقدر مین نہین

کون سا سر ہے جو سودا ترا اوس سر مین نہین
کون سا پانو ترے عشق کے چکر مین نہین

لذت قتل نہ آئے کہ لہو کا وہ بہا
دست قاتل مین نہین دامن خنجر مین نہین

دل جلاتا تو کہان وہم کسی دل مین کرے
اتنی تاثیر بھی اب نالہ پر شر مین نہین

لوٹ کر لے گئے اغیار نگہہ کی شوخی
اب وہ اگلی سی ادا چشم فسون گر مین نہین

اس طرح پوچھتے ہو میری تمنا گویا
آرزو کوئی بھی باقی دل مضطر مین نہین

خنجر و تیغ اگر پاس نہین قاتل کے
کیا کوئی تیر بھی مژگان ستم گر مین نہین

ابتو حالت یہ ہے اپنی شب تنہائی مین
کہ نسیم سحری کا بھی گزر گھر مین نہین

پینے والے ہین بہت حوض مین صہبا تھوڑی
حصہ واعظ کا کف ساقی کوثر مین نہین

کیون فدا گل پہ ہوئی تھی یہ نادان بلبل
حسن جو آج ہے کل برگ گل تر مین نہین

سیر گل کون کرے کسکو غرض ہی رستم
کون سا لطف ہے جو خانہ دلبر مین نہین

بات بنتی نظر آتی دل و دلبر مین نہین
ناز برداری کی جرات دل مضطر مین نہین

وہ ملا مجکو مقدر جو مقدر مین نہین
محفل یار مین ہون گردش ساغر مین نہین

آسمان دشمن الفت ہی زمین دشمن عشق
امن جنگل مین نہین چین ہمین گھر مین نہین

ار کی جنبش لب پہ ہے تمنا موقوف — یار کے ہات مین وہ ہے جو مقدر مین نہین

تے ہو وعدہ وفا آتے ہو بجلی کی طرح — کتنے بیتاب ہو دم بھر مین ابھی دم بھر مین نہین

ہوراس دست حنائی مین ہے مٹھی کہولو — دل نہین نکلے گا گیسوئے معنبر مین نہین

دیکھکر ابر شفق رنگ کو آنسو بھر آئے — لب پہ ساغر نہین ہم ہیکو دلبر مین نہین

ہمتو سو جان سے مرنے کی تمنا کرتے — شوخیان آپ کی سی آپکے خنجر مین نہین

لیکے دل بھول گئے ہو تو پتہ بتلا دون — دل مین دل ہوگا اگر زلف معنبر مین نہین

ضد سے کرتے ہنہیں تقلید مسیحا ورنہ — معجزہ کون سا ہے اونکی جو ٹھوکر مین نہین

سخت جانی کا گلا کرتے ہو میر کیا خوب — یہ نہین دیکھتے دم سینہ خنجر مین نہین

کیا دعا کیسا اثر یار سے ملنا معلوم — میری قدرت مین نہین خاطر کافر مین نہین

سرمہ صفت نظر خاک بہی ہوکر نہوئی — زینت حسن کسی چشم ستمگر مین نہین

کچھہ تلافی بہی جفا کی نہ ملی ان رشم
اپنے رہنے کا ٹہکانا کہین محشر مین نہین

جلوہ وہ جلوہ کہ رکتا پس جلباب نہین — حسن شرمندہ نہین آنکھہ کو ہی تاب نہین

شہرہ حسن تو وہ دیکھنے کی تاب نہین — اوسپہ یہ لطف کہ شاہد پس جلباب نہین

دہر مین عیش کے سامان مین مہیا سب کچھہ — ایک تم جلوہ گر عالم اسباب نہین

انقلابون مین سنی جتنے بگڑتے بنتے — ہان ہمارے ہی لئے گردش دولاب نہین

چاہتے ہین کہین مر جائین کہین ڈوب مرین — بحر مین گور نہین دشت مین گرداب نہین

چاہنے والون مین اوسکے یہ تماشا دیکھا — خواب راحت مین ہین اور آنکھہ مین خواب نہین

ہوگئے دنیا مین بہت تمسے خود آرا لیکن — آپ سا برق لقا کوئی بہی بیتاب نہین

کیا سبک ہو گئے عریانی تن سے مر کر
دوش پر چلتے ہیں اور حسرت احباب نہیں

کچھ تو ساماں ہیں شب تار شب وعدہ ہے
جلوہ برق ہی جلوہ مہتاب نہیں

ماہ کی جلوہ گری دیکھ کے ہم کیا خوش ہوں
جلوہ دوست اگر جلوہ مہتاب نہیں

اپنے کوچے سے ہمیں تم نے نکالا پھر کیا
دشت کیا سیر کچھ خاطر بیتاب نہیں

فیض حق عام ہے واعظ نہ فقط تیرے لئے
جنس ارزاں ہے خریدار کو کمیاب نہیں

دل وہ کس دل ہے جو عشق میں مضطر نہ رہے
جان کیا جان ہے جو ہمسر سیماب نہیں

وحشت کی وسعت [illegible] جس میں بند خیال ناکام
بحر کیا بحر ہے جس میں کہیں گرداب نہیں

یہ اسی کام کے ہیں جان کو رکھیں جیسے
خون بہا سے غم دل دیدہ خونناب نہیں

کس توقع پہ جئے تشنہ سے جس گھر میں
خالی شیشے ہی کہیں زینت محراب نہیں

گھر میں شادی کے اگر کچھ نہیں ساماں احقر
سو نوید مرگ عدو کی ہی کچھ اسباب نہیں

جب سے سنتے ہیں برائی کی خبر سنتے ہیں
ایک عالم میں ہی فتنہ و شر سنتے ہیں

آج جانے کو ہیں وہ غیر کی گھر سنتے ہیں
ایک عالم میں ہی اڑتی خبر سنتے ہیں

جان پر میری تو بنتی ہے وہ خوش ہوتے ہیں
میرے خونبار اگر دیدہ تر سنتے ہیں

شام سے ہم بھی سر راہ گزر بیٹھیں گے
ہیں وہ باندھے کہیں جانے کو کمر سنتے ہیں

نیند جب اونکی اچٹتی ہے تو میرے اشعار
گا کے خوش ہوتے ہیں مرغان سحر سنتے ہیں

ذکر اغیار کرے کوئی تو کیا کیا دل سے
نیچے آنکھیں کئے دزدیدہ نظر سنتے ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ وہ آئے گا باور کس کو
ایسے افواہ تو ہم شام و سحر سنتے ہیں

بارے اتنی خفگی پر بھی وہ تنہائی میں
چھیڑ کر دل سے مرا ذکر مگر سنتے ہیں

روز جاجائین گے ہم اپنا بگڑتا گیا ہے
آہ و فریاد وہ خوش ہوکے اگر سنتے ہین

کہتے ہین آتے ہین وہ کون سی ساعت ہوگی
ایک مدت سے یہی ہمتو خبر سنتے ہین

وہ توقع بہی گئی جہانک تو لیتے تہے کبہی
بند غیرون نے کئے روزن در سنتے ہین

قصہ غم مرا سنتے ہین وہ اس طرح کہ گل
نغمۂ بلبل بیتاب جگر سنتے ہین

لوگ موجود کو معدوم کئے دیتے ہین
ہم گل اندامون کو باریک کمر سنتے ہین

گرم گفتار بہی ہو شوخ بیان بہی رقم
اوس ہنرور کی نوا اہل ہنر سنتے ہین

کسی سے دل لگانا ہمتو سودا اسکو کہتے ہین
مرض بیٹہے بٹہائے مول لینا اسکو کہتے ہین

غم فرقت ہے کہانیکو شب غم ہے تڑپنے کو
ملا ہے ہمکو وہ جینا کہ مرنا اسکو کہتے ہین

بہت مغرور ہین سرو و صنوبر قد موزون پر
دکہائین گے کسی قامت کو زیبا اسکو کہتے ہین

وہ بدخو ہے جفا جو ہے ستمگر ہے سمجہتا ہون
اوسی کا پہر تمنائی ہون سودا اسکو کہتے ہین

ہماری آرزو کیا ہے تمنا ہے رقیبون کی
کہ بے خواہش برآتی ہے تمنا اسکو کہتے ہین

مقدر کہینچ لائے گا کبہی تمکو دکہا دین گے
مرادین یون برآتی ہین تمنا اسکو کہتے ہین

جب ان ناکامیون پر منحصر ہے زندگی اپنی
خدایا مرگ کیا ہوگی جو جینا اسکو کہتے ہین

خدنگ عشق تم کہاتے حقیقت تپہ کچہہ کہلتی
مزا فرقت کا آتا دل لگانا اسکو کہتے ہین

نہ نکلے جب کوئی ارمان نہ کوئی آرزو نکلی
تو اپنی حسرتون کا خون ہونا اسکو کہتے ہین

محبت دونون جانب ہو تو لطف عشق ہے ورنہ
بنائے عشق کا پانی پہ رکہنا اسکو کہتے ہین

یہ کیا عشق و محبت ہے نہ آتے ہو نہ ملتے ہو
نہین یہ کہیل لڑکون کا تو پہر کیا اسکو کہتے ہین

کرو اس تنگ سے خواہش کہ ہر خواہش مین خواہش ہو
وہ سنکر کہہ انہین رقم تقاضا اسکو کہتے ہین

کونسا شغل ہے جو خانہ ویران مین نہین
درد بہلے وہ تماشا شب ہجران مین نہین

اشک خونناب فشان دیدہ گریان مین نہین
آج جانا کہ لہو آب دل بریان مین نہین

اس تکلف سے وہ کرتے ہین پریشان گیسو
گویا اولجھے ہوئے ہم گیسوے پیچان مین نہین

وصل کا ذکر نہین بوسہ بہ احسان دینا
یہ تو احسان تمہارا کسی احسان مین نہین

پاس سے گھر کے مرے وہ تو گزر جاتے ہین
تو اولجھتی بہی صبا گوشہ دامان مین نہین

قدر ہوتی نہین بجاتی ہے دل پر کیسی
درد میرا سا تمہارے دل شادان مین نہین

التجا وصل کی ہے کبھی تو یہ ملتا ہے جواب
ہمنے یہ حرف سنا گردش دوران مین نہین

وعدہ وصل بہی کیا وعدہ ہی دیکھا نہ سنا
جسکے اقرار مین انکار ہے اور ہان مین نہین

مژدہ اے حسرت ناکام توقع رکھیو
اشک بیکار کوئی دیدہ گریان مین نہین

اونکی میری کوئی تکرار نہ جھگڑا ار قسم
ایک خواہش کو وہ کہتے ہین کہ پیمان مین نہین

کون سا جلوہ میرے غمکدہ جان مین نہین
ایک تم گھر مین نہین کچھ بہی شبستان مین نہین

کون کہتا ہے کہ تم عالم دوران مین نہین
تجھسے پردہ ہے مرے دیدہ حیران مین نہین

سعی بیکار گئی راہ طلب مین افسوس
صورت جادہ کہین صحن بیابان مین نہین

کام کیا آئے فسون سازئی دلالہ ندیم
جو مرے دل مین ہے وہ یار کی ایمان مین نہین

حرف مقصود تماشا ہے ہمارا اللہ
فرد اعمال مین ہے یار کی ارمان مین نہین

پوچھیے راہ محبت کے منازل کس سے
خضر جنگل مین نہین قیس دبستان مین نہین

آبلے چاہتے ہین خار کو مہمان کرنا
نوک ٹوٹے ہوئے کانٹے بہی بیابان مین نہین

خوف بیٹھا ہے نگہبان کا کچھ ایسا دل مین
پانو ہٹتا ہے مرا کوچہ جانان مین نہین

ہمنفس سات ہین کٹ جائیگی منزل اچھی
حوصلہ دل کو رہے صبر اگر جان مین نہین

اپنی محفل سے ملالو شب غم کے سامان
جو تماشا ہے گھر مین ہے شبستان مین نہین

بیوفا یار سہی نالہ کو اپنے کھینچے
یہ بھی رہتا نفس سینہ سوزان مین نہین

بات کتنا ہی جنون کا بڑہے ہوتا کیا ہے
ہمنے پہلے ہی رکہا تار گریبان مین نہین

تم عبث کرتے ہو دربان کی خوشامد رشک
وصل وہ کام ہے ہرگز کف دربان مین نہین

ہوا ہون سرفراز عشق مین اسدن سے دوران مین
نہ لیلی ہی بستا ہے مین نہ مجنون تہا بیابان مین

اگر نالہ کو روکین ہم تو دودل آگ لگتی ہے
لہو یون دل کا اڑتا ہے کہ شبنم شبستان مین

وہ مجنون تہا حریص عشق کوئی یار سے بہاگا
ہمین چاہی کوئی دوست سے جائین بیابان مین

بلائے درد فرقت سے اسیری ہمکو اچھی ہے
ہمارا غم غلط ہوتا تہا پہر کر صحن زندان مین

ہماری فکر کیا تجکو کچہہ اپنی فکر کر ناصح
ہمارا سر ہمین سودا ہے پہرتے ہین بیابان مین

رفو کو چارہ گر جنون کے آئیے ہی تو کیا آئے
ستم کہاں کو چار انگل نہین باقی گریبان مین

پسند آئی لباس عشق مین ہمکو یہ عریانی
نہ دامن خار مین اٹکے نہ الجہے خار دامان مین

زلیخا تم نہ یوسف ہم یہ پہر سبکی کیسی
ہم اپنے گہر مین بیٹھے ہین تم اپنے گہر شبستان مین

کہان جیجا کی بہلائین ہزارون بن گئین قبرین
نہین تل بہر جگہہ باقی زمین کوئی جانان مین

بہائے ہمکو وہ محفل مین جس کو وہم ہوا اتنا
اٹہا دے شمع کو پروانہ آئیگا شبستان مین

نہ نکلین گے نہ نکلین گے قیامت تک نہ نکلین گے
یہ آخر دفن ہون گے حسرتین سب کوئی جانان مین

تماشائے گلستان سے گمان ہوتا ہے یہ ظن کو
کہ ہم دیکہین گے سوئے شاہدان گل گلستان مین

بلالو سکی دائین مین بچا وجان کو رشک
کہ ہر نوک مژہ نشتر سے چبہتے ہی رگ جان مین

جتاکر لوٹنا تو دیکھنا محشر کے میدان مین
کہ دامن ہات مین کسکے ہو کسکا نہ گریبان مین

رہی یان بہی کشاکش مین جو پہونچی کوئی جانانین
کبھی فریاد حرمان مین کبھی بیداد دربان مین

رہے یہ دیدۂ و دل منتظر ارمان مہمان مین
کبھی دیدہ لگی آنکہین کبھی دل کوئی جانانین

پہنسایا خوب یوسف کو بُرا ہو اس محبت کا
کبھی دام زلیخا مین کبھی زنجیر زندان مین

وہ ہو جو زیر بار منتِ جانان وہ سر کیا ہے
کبھی زیر قدم ہوتا کبھی آغوش جانان مین

نہین دل کا بہروسا یہ عجب نا آشنا دل ہے
کبھی تڑپے ہے پہلو مین کبھی دست حسینان مین

نہین وہ شگفتہ خاطر ہون مری آشفتگی دیکھو
کبھی دود چراغان مین کبھی زلف پریشان مین

اگر ہو تاب نظارہ تو دیکہین حسن جانان کو
کبھی ماہ منور مین کبھی مہر درخشان مین

عجب حالت ہے فرقت مین نہ نیند آئے نہ موت آئے
کبھی امید مین شب ہے کبھی دن بیم ہجران مین

کہان تک صبر سے بیٹھین وفا وعدہ پر او کیے
طبیعت گہر مین لگتی ہے نہ جی سیر گلستان مین

کہان کی عاشقی کیسی محبت حسن یوسف پر
اگر عاشق زلیخا تہی تو بہیجے کیا زندان مین

خدا رکھے سلامت یار کی عاشق نوازی کو
کہ اکثر یاد کرتا ہے مجھے بزم چراغان مین

سوائے طول حسرت انتظار یار مین کیا ہے
کرین کیون دیدہ و دل فرش رہ بان ہجران مین

ہمین تمسے نہین الفت تو کیا یہ جہوٹی باتین ہین
سما گیا نہین ہو تم ہماری چشم حیران مین

جلایا خون دل اتنا کسی کی سوز الفت نے
وہ کہانیکو نہین ہے اشک رنگین چشم گریان مین

کمال عشق پاتا ہو کیا حاصل زلیخا نے
نکالا گہر سے یوسف کو پہنسایا چاہ کنعان مین

جواب صاف ملنے سے امیدین مٹ گئین راقم
مگر ارمان پہر ہے مین تلاش وصل جانان مین

قیامت ہے قیامت ہے کہ وہ ہمکو بلاتے ہین
دہائی ہے دہائی سامنے ہم کسکے جاتے ہین

سمجھتا ہون وہ جس انداز سے جلوہ دکہاتے ہین
مرا دل دیکھتا ہے حوصلہ میرا بڑہاتے ہین

غضب ہے اپنے کوچے مین مرا مدفن بناتے ہین
برا کرتے ہین غیرون کو پتہ گھر کا بتاتے ہین

مرا کچھ یاد آتا ہے زبان پر سنگ طفلان کا
کبھی اندوہ مین زانو سے ہم سر کو اٹھاتے ہین

نہایت خواہشون کی ہے نہ کچھ حد آرزوؤن کی
بیان کرتا ہون جب اُن سے وہ کچھ گھبرا سے جاتے ہین

تری خاطر سے آئے تھے خراب آباد عالم مین
نہ دیکھا پھر یہان جب تجکو ہم اُلٹے ہی جاتے ہین

کوئی رفتار پر شیدا کوئی باتون کا دیوانہ
کسی کو ناز پیاری ہون ہمین اغماض بہاتے ہین

وفا کیسی اگر ہم جان بہی دیدین تو یہ کافر
حسینان تغافل پیشہ کب خاطر مین لاتے ہین

ہم اپنی بات کے پورے وہ اپنی ضد کے پورے ہین
نہ ہم رستہ مین ملتے ہین نہ وہ گھر مین بلاتے ہین

کوئی آتا ہے یا آئے گا یارب ماجرا کیا ہے
چراغ غمکدہ سے پہول ایسے ہم جھڑتے جاتے ہین

کوئی چاہے تو کیا چاہے کوئی دیکھے تو کیا دیکھے
کہ وہ عاشق نگاہی کو فریبا لٹا بتاتے ہین

ستمگارون مین وہ یکتا وفادارون مین تم رستم
رہا کیا فرق مہر و کین مین کیون جھگڑا بتاتے ہین

ازل سے ہوتی آئی ہے کہ عاشق رنج پاتے ہین
سکھا کر شاہدونکو شوخیان دشمن بناتے ہین

قیامت ہے ہمین سے دل فریبی سیکھ کر شاہد
ہمین کافر جلاتے ہین ہمین پر آزماتے ہین

نہ پہرنا بے حجابانہ تمہین اغیار دیکھین گے
تن عریان شعلہ دیکھ کر پروانے آتے ہین

کسی دیوانہ سے چھوٹے ہین انداز جنون ناصح
کہ حضرت مجھسے چھڑوتے ہین میری جان کہاتے ہین

یہان یہ سخت جانی ہے وہان وہ نازک اندامی
کہ بیداد نزاکت پر جراحت مسکراتے ہین

الٰہی کیا ہے ذرا ناصح قدم غربت مین دہرنے دو
پہر انداز جنون تم دیکھنا کیا رنگ لاتے ہین

کئی دن سے دل ناشاد مان کو شاد پاتا ہون
مبارکباد ذوق وصل سامان ہوتے جاتے ہین

طبیعت آئی بھی اپنی تو کس کافر پہ آئی ہے
جہان ارمان بہائی نازکی مین مفت جاتے ہین

چھپایا راز دل ہمنے بہت کچھ پردہ داری کی
مگر یہ داغ دل کے دیکھئے کیا گل کہلاتے ہین

تماشا ہین ہوا آئینہ خود آرائی ہوا ونکی سی
کہ جتنا منہ بگڑتا ہے زیادہ بنتے جاتے ہین

بلا سے دل جگر دونون جلے ہین اور جل جائین
برا کیا ہے کہ اکسیر محبت بنتے جاتے ہین

کرشمے تیری قدرت کے نمونے ہین یہ عالم مین
کہ مسجود خلایق مسجد و بتخانہ پاتے ہین

خیال یار مین بے دست پائی کچھ ڈبوتی ہے
گریبان یار کا پکڑون تو دامان چھوٹے جاتے ہین

نہین کرتے اثر ایک دل پہ یار کیا قیامت ہے
وہ نالے جو شرارے بن کے پتھر مین سماتے ہین

وفا پر اوسکی نازان ہو خدا کا جو نہین رقم
مبارک ہو مبارک تمکو ملنا ہمتو جاتے ہین

کسی دن سے تڑپتا ہے یہ بے تدبیر پہلو مین
ہوا ہے صید افگن مین دل نخچیر پہلو مین

اگر دل لینے آ بیٹھے کبھی بے پیر پہلو مین
ہمارا رنگ کیا ہو دل کی کیا توقیر پہلو مین

جلائین کیا کسی دل کو یہ اتنے بھی نہین نالے
کہ اپنے دل پہ کر جائین کبھی تاثیر پہلو مین

تصور جب ہم آغوشی کا ہوتا ہے شب غم مین
لگا لیتا ہون سینے سے کوئی تصویر پہلو مین

جلانا خانہ دشمن اثر وان تک نہ جا پہونچے
وہین ہے دوست کا گھر نالہ شبگیر پہلو مین

جگر بھی دل بھی دونون بہہ گئے پہلو مین خون ہوکر
کہاں ہے حسرت و ارمان کی تقدیر پہلو مین

ادہر مژگان اودہر ابرو اور اونکی ادائین بھی
کبھی برچھی ہے سینہ مین کبھی شمشیر پہلو مین

مزا مرنے کا آ جائے چھری خود ہات سے پھیری
اگر بیٹھا ہوا قاتل ہو دم تکبیر پہلو مین

غم فرقت مین سو جاتا ہون جب دل چھیڑ دیتا ہے
نشاط وصل کی لذت فزا تقریر پہلو مین

رکھین آباد پہلو مین بجائے دل غم دل کو
ملی ہے عشق کی سرکار سے جاگیر پہلو مین

نہین ہے دل نہو پہلو مین کچھہ ارمان نہین دکا ۔ ہزار حسرتین خون گشتہ ہین جاگیر پہلو مین

ہم اپنے کوشش سے وصل کی صورت بناتے ہین ۔ دل بیتاب ڈہا دیتا ہے سب تعمیر پہلو مین

نگہبان رخ کی زلفین ہین نظر بازونکو مشکل ہے ۔ ادہر ہے طوق پہلو مین ادہر زنجیر پہلو مین

یہ سب تقصیر ہے دل کی یہی آتا ہے جاتا ہے
یہی کرتا ہے راقم آپ کو تشہیر پہلو مین

عام ٹہرے جب جفا لطف جفا کچھہ بہی نہین ۔ قدر مرگ آشنا نا آشنا کچھہ بہی نہین

قاسم قسمت سے قسمت کا گلا کچھہ بہی نہین ۔ مین گیا اوسوقت جب باقی رہا کچھہ بہی نہین

کوئی ہوگا جسنے لذت پائی ہجر یار مین ۔ یان تو فرقت مین تڑپنے کی سوا کچھہ بہی نہین

کوئی مشکل سے ہو مشکل اوسکو کرسکتے ہین حل ۔ سہل جو دشوار ہو اوسکی دوا کچھہ بہی نہین

نامہ بر باتون سے تجہہ پر کہل گیا ہوگا ضرور ۔ کچھہ تعلق دوست کو ہی مجھسے یا کچھہ بہی نہین

وصل ہونیکو ہوا خواہش رہی پہر وصل کے ۔ نکلے اکثر دل کے ارمان پہر بہی کیا کچھہ بہی نہین

آج تیور بد ہین قاصد کے مجھے ہوتا ہی شک ۔ محو صورت ہو گیا اس نے کہا کچھہ بہی نہین

جستجو سے پہلے تہی جو اک امید وصل دوست ۔ سعی بے حاصل مین کہوی اور ملا کچھہ بہی نہین

بیوفا مین باوفا تم چہوڑ دو تکرار کو ۔ پہیر دو دل کو مرے ابتک ہوا کچھہ بہی نہین

لیکے خنجر آئے ہو تم جان لینے کو مری ۔ ذبح کرنیکی خوشی ہے خونبہا کچھہ بہی نہین

مین وہ ناکام ازل ہون کاتب تقدیر نے ۔ مجھسے پوچھا کیا لکھون مین نے کہا کچھہ بہی نہین

گل کو بو شاہد کو خو بلبل کو دی آہنگ خوش ۔ ہمکو ناظم آرزو جس مین وفا کچھہ بہی نہین

نامہ بر کہتا نہین ہے مین خوشی سے مر نہ جاؤن ۔ پوچھتا ہون مین خبر کہتا ہے کیا کچھہ بہی نہین

ہجر دیکہا ہجر کی راقم بلائین دیکھہ لین ۔ ابتو جز اندیشہ مرگ و فنا کچھہ بہی نہین

جب وہ ملجاتے ہین تنہا سر بازار کہین
دیکھتے ہین مجھے پاتے ہنین تلوار کہین

ایک دن لیے چلکے بس جان دل آزار کہین
صبر آجائے ہمین مٹ چلکے تکرار کہین

ہمکو احسان مسیحا کا اٹہانا نہ پڑے
کاش لگ جائے ٹہکانے دل بیمار کہین

آج پہر دیکھہ لیا دل نے خدا خیر کرے
ایک تارا سا چمکتا پس دیوار کہین

ابتو ویرانہ برسنے لگا روتے روتے
گہر کو جنگل نکرین دیدہ خونبار کہین

ہمکو دوزخ سلے جنت ملے سب کچھہ منظور
یہ تو دل ہے کہین ہم ہین کہین یار کہین

چہوڑ دین طور کا جانا کبہی موسی دیکہین
جلوہ ہائے نگہہ شاہد بازار کہین

یہ قیامت وہ بپا کرتے ہین آتے جاتے
دو کہین مر گئے تڑپا کئے دو چار کہین

غم کو خود مول لیا بیٹہے بٹہائے ہم نے
اوس سے مانوس ہوئے جو ہی گرفتار کہین

گہر کو اتنا کسی غارت گر دل نے لوٹا
بیٹہنے کو نرہا سایہ دیوار کہین

اوس نے آنے کو کہا ہے مجھے ڈر ہے راقم
یاد آئے نہ اوسے صحبت اغیار کہین

قتل کی طرز نئی کوئی ستمگر دیکہین
چاک سینہ ہو اور دل کو دو پیکر دیکہین

چاند کو دیکھہ کے کیون جوہر خنجر دیکہین
عید ہے ابروے دلدار کے تیور دیکہین

مجہے یہ ضد ہے اگر سایہ برابر دیکہین
کبہی شمشیر کو دیکہین کبہی خنجر دیکہین

کینہ و مہر کا اندازہ برابر ہوجائے
خنجر و دل مین اگر شوق برابر دیکہین

گو نہین کچھہ اثر سوز محبت لیکن
آپ ہی ہات تو رکہکر کبہی دلبر دیکہین

تم دم قتل نشاط دل مضطر دیکہو
ہم تماشائے دل آزاری خنجر دیکہین

دلکو پہر ربط بڑہا اون سے خدا خیر کرے
جو ہمیشہ مہ نو دیکہکے خنجر دیکہین

روز کی فتنہ گری کیون نہ محبت سمجہین
تمکو جب لیے سبب آزار کا خوگر دیکہین

ہمتو جب تمکو کہرا داد ستد کا جانین
بے طلب بوسہ عنایت ہو مکرر دیکہین

ہم رہین اے ہمنفس چند تماشا ہو جاے
دل لیا کرتے ہین کس طرح ستمگر دیکہین

مین ستمگر تری شمشیر کے جوہر دیکہون
مرے ارمان نکلتے ہوئے اکثر دیکہین

کیون نہ سمجہین کسی ناکام کی تقدیر کہلی
جب کہلی دوش پہ ہم زلف معنبر دیکہین

آج پہر شکوہ کرین یار سے چل کر راقم
حال قسمت کا کہلے اپنا مقدر دیکہین

غضب ہے اداے چشم جادو اثر مین
کہ دل بس گیا بس نظر ہی نظر مین

شب وعدہ سات اونکو لائین گے گہر مین
ہم آنکہین بچہاتے ہوئے رہگذر مین

مرین ہی تو جا کر اوسی سرزمین پر
ملین خاک مین تو اوسی رہگذر مین

مرے قتل کو آئے احمق سادگی سے
چہری ہات مین ہے نہ خنجر کمر مین

بہلایا غم دل نے شوق تماشا
کہ اب آنکہ کہلتی ہے دو دو پہر مین

گرانبار سب جلتے ہوئے ہم جفا سے
سبک ہی رہے اوتنے اوسکی نظر مین

کسی کو وہ مارین کسی کو جلائین
خدائی سی کرنے لگے ابتو گہر مین

موئے پر بہی کچہہ چین پایا نہ ہمنے
رہی جان اٹکی اوسی عشوہ گر مین

تہکے ہمتو بس التجا کرتے کرتے
کٹی عمر سن سن کے شام و سحر مین

نمک ہی چہڑک رکہو پیکان پہ تہوڑا
کہ لذت بڑہے اور زخم جگر مین

ہم ایسے ہوئے دیکہہ کر محو حیرت
خبر ہی نہین کون آیا ہے گہر مین

غم دل نشانی ہے فرقت کی راقم
اسے رکہہ چلو اونکی دیوار و در مین

ستم کے واسطے اچھا ہون کام کا ہون مین
کہ ہات مفت مین آتا ہون کیا برا ہون مین

خضر کی زیست ندینا یون ہی بہلا ہون مین
خجل فنا سے نہ شرمندۂ بقا ہون مین

بتاؤن کیون کسی صورت پہ مبتلا ہون مین
جتا کے کس لئے لذت کش جفا ہون مین

وفور شوق نے یہ حسرتی کیا مجھکو
کہ نامہ بر کو گلے سے لگا رہا ہون مین

سلام زیست کو ایسی مجھے نہین درکار
بقا کی بدلے فنا روز دیکھتا ہون مین

سنان تیر نے لذت جگر مین وہ دی ہے
کہ اور زخم کا مشتاق ہو رہا ہون مین

غم فراق سے سو بار مر چکا تھا مین
غم زمانہ اٹھانے کو بچ رہا ہون مین

نوید وصل کی کیون سوز دل کو دیتا ہون
یہ آگ کیون نئے سر سے لگا رہا ہون مین

غم فراق نے یان تک گھلا دیا راقم
کہ آئینہ مین فقط عکس بے ضیا ہون مین

فریب وعدۂ دلدار کھا رہا ہون مین
شکیب دیدہ و دل کو لٹا رہا ہون مین

جہان مین کوئی بھی مجھسا نہ بدگمان ہوگا
کہ آپ شک سے اپنے کھٹک رہا ہون مین

شب وصال مین اندیشہ سحر گویا
شباب عمر مین پیری کو دیکھتا ہون مین

خدا کرے نہ سنے کوئی گفتگو میری
کہ شکوۂ سبکی اغیار کر رہا ہون مین

تمہارے روز کے وعدے مین میرا یہ احوال
کہ ایک دم کی جدائی سے کانپتا ہون مین

بڑھا دیا مری جرأت کو اوسکی تمکین نے
رہین شرم ہون منت کش حیا ہون مین

اشارے دور سے ہونے دے کچھ نکہہ اے دل
ابھی تو رنگ محبت کو دیکھتا ہون مین

خدا کی شان وہ پوچھین مزاج کیسا ہے
مین اوس سے یہ کہون بس انکی دعا ہون مین

ذرا تو صبر کرو حال دل بھی کہہ دون گا
ابھی تو زخم جگر کو دکھا رہا ہون مین

مزاج پوچھنے آئے سمجھ لیا جب خوب ۔ ہوا جہان مین کوئی دن کی کہار ہا ہون مین

وہ ایک لذتِ امید ہی گئی راقم
یہ جب سے جان لیا درد لا دوا ہون مین

رہ گیا ٹوٹ کے گر تیر کا پیکان دل مین ۔ تا دم مرگ رہا یار کا احسان دل مین
ایسے چپ چاپ چلے آئے مری جان دل مین ۔ لذتِ شوق کے یون ہی رہے سامان دل مین
پھر جنون کی مجھے آثار نظر آتے ہین ۔ کہ کھٹکنے لگا ہر خار بیابان دل مین
سوزِ دل کاہشِ جان نالہ و اندوہ و غم ۔ جمع سب ہو گئی دل کے ہین سامان دل مین
سوچتا کیا ہے ستمگر دمِ ناوک فگنی ۔ کون رکھے گا ترے تیر کا پیکان دل مین
کوئی دم جاتا ہے پھر ٹوٹینگے دل کے ٹانکے ۔ کیون رفو کرتی ہے تو سوزنِ مژگان دلمین
لو یہ خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے مین بھی ہون ۔ اب نہ رہ جائے تمہارا کوئی ارمان دل مین
بس سمجھ جاؤ رقیبون سے نہ صحبت رکھو ۔ یہ برے لوگ ہین تم ہوگے پشیمان دل مین
انکو اغیار سے فرصت نہین آنا کس کا ۔ کیون کئے بیٹھے ہین ہم وصل کا سامان دلمین
ناصحا اب کے اگر ہات مین آجائے دل ۔ کوئی کافر ہی رکھے مہر حسینان دلمین

عشق کو کھیل سمجھ رکھا تھا تمنے راقم
خوب آخر کو پشیمان ہوئے نادان دل مین

مین ہی ایک دستِ ستمگر کے سزاوار نہین ۔ قیس و فرہاد بھی لذت کشِ آزار نہین
آج آتے ہین مرے شکوؤن کا لینے وہ حساب ۔ خیر ہے ہات مین انکے کوئی تلوار نہین
ایک بوسہ پہ یہ تکرار ہے ہمسے صاحب ۔ غیر کچھ مانگ لے تمسے تمہین انکار نہین
کوچہ یار ابھی دور ہے دل بیٹھ گیا ۔ دشت مین دیکھنے کو سایہ دیوار نہین

دل ناکام کو گریہ سے ہو تسکین کیونکر
قطرۂ اشک مین بہی جلوۂ دلدار نہین

قیمت بوسۂ لب آپ بڑہاتے کیون ہین
مین ملاقات کا سائل ہون خریدار نہین

ایک محرومی سے محرومی ہے اللہ اللہ
قبر کے واسطے بہی کوچۂ دلدار نہین

مجھسے نفرت سہی لذت کش آزار تو ہون
غیر پہر غیر ہے وہ خوگر آزار نہین

ایک بوسہ کی عوض مانگتے دل ہو سمجھو
یہ سبک بات ہے تم شاہد بازار نہین

جوش مستی مین چلے آئے کہان تم راقم
یہ تو مسجد ہے چلو خانۂ خمار نہین

وابستہ دام یار نہ بند قفس مین ہین
دل خانہ زاد زلف ہی ہین دلکے بس مین ہین

سیر و بہار و جلوۂ گل کی ہوس مین ہین
واحسرتا قفس مین ہین اور کس برس مین ہین

جاتے ہین گہر عدو کے وہ اس شان سے کہ مین
فتراک مین پہنسا ہوا گام فرس مین ہون

تصویر یار دل مین ہے اور دل ہے محو حسن
دل شاد کام وصل ہے مین کس ہوس مین ہون

مقصود یاد غیر ہے کرتے ہین میرا ذکر
گویا کہ فال نیک مین اونکی ہوس مین ہین

بس اے ہجوم درد مجھے اب تاب نہین
محو خیال صورت فریاد رس مین ہون

یارب شب وصال مین یہ وہم و اضطراب
اندیشۂ رقیب و صدائے جرس مین ہون

ارمان غیر بن کے رہون دل مین یار کے
اس پیچ و تاب و شوق امید نفس مین ہین

پیتے ہین مے وہ دیکہکے ہے سوئے ظن کہ مین
شاید کہ موج بادۂ انگور رس مین ہون

اوسکو خیال اور مجھے اوس کی آرزو
اوسکو ہوائے غیر ہے مین کس ہوس مین ہون

حسرت تو نکلے دل کی تماشا ہی کیون نہو
وہ آئین مجکو دیکہنے اور مین قفس مین ہون

اس رشک کا برا ہو کہان لیگیا مجھے
دود چراغ بزم شب بوالہوس مین ہون

مین ہون اسیرِ زلف مجھے دیکھتے ہین لوگ — وہ خار ہون کہ دیدۂ اہلِ ہوس مین ہون

وہ دل مین آ لئے بیٹھے ہین یہ طرفہ ماجرا — میرے اسیر وہ ہوئے ہین اوسکے بس مین ہون

لاکھون فدائے حسن ہوئے اور مر گئے — مین کس خیالِ خام مین ہون کس ہوس مین ہون

فکرِ جفائے یار نہ غم دل مین بعدِ مرگ — آسودگی سے خانہ لیے خار و خس مین ہون

راقم تو ہی کشاکشِ الفت ہے اور مین
دل کوچۂ صنم مین ہے اور مین قفس مین ہون

ایمائے ستم چشمِ صنم یون ہی ہوئے جائین — کچھہ چھیڑ چلی جائے کرم یون ہی ہوئے جائین

وزدیدہ نگاہون سے ستم یون ہی ہوئے جائین — قربان نگہہ ناز کے ہم یون ہی ہوئے جائین

تم طرۂ طرار کو دو اور یون ہی خم — ہم بستۂ زنجیرِ ستم یون ہی ہوئے جائین

دل ہات مین ہے آپکے اور دل مین ہے امید — تم ہات ملے جاؤ ستم یون ہی ہوئے جائین

تم ذبح کئے جاؤ چھری کند چلی جائے — ہم داد دئے جائین کرم یون ہی ہوئے جائین

دیکھین تو سہی کعبہ و بتخانے مین کیا ہے — کیون معتقدِ اہلِ حرم یون ہی ہوئے جائین

مستانہ نگاہون سے کئے جاؤ اشارے — لاکھون سرِ عشاق قلم یون ہی ہوئے جائین

وعدے ہی کئے جاؤ اگر آ نہین سکتے — تسکین تو ہو کچھہ درد و الم یون ہی ہوئے جائین

مرنا تو مسلّم ہے نہ یہ مرگِ تماشا — انگشت نما غیر کے ہم یون ہی ہوئے جائین

کس کس کے تصور مین فنا جان کو کر دین — کس کس کے تصور مین عدم یون ہی ہوئے جائین

کچھہ کام نکل آئیگا یون ہی کبھی اے دل — خونابہ فشان دیدۂ نم یون ہی ہوئے جائین

باقی نہ رہے کوئی ستم کوئی تغافل — تجکو تری نازش کی قسم یون ہی ہوئے جائین

آفت کا تبسم ہے غضب کا ہے اشارہ — مر جائے کوئی اونکے ستم یون ہی ہوئے جائین

آہنگ ہے دلکش نہ زبان شوخ ہے راقم
کیون محو سخن اہل کرم یون ہی ہو جائین

دل بدگمان نہو کہ مکان اور مکین نہین
مانا کہ جلوہ گاہ جہان آفرین نہین

غیرون سے وعدے کرتے ہو ہمسے نہین نہین
کہتے ہو پھر کہ تفرقہ مہر وکین نہین

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی تکرار گفتگو
ہم ان سے التجا کرین اور وہ نہین نہین

سچ ہے کہ بندگی کو کوئی سمجھا چاہئے
شایان آستان مری لوح جبین نہین

کس کو بلائین جسکو یہان تک ہے احتیاط
وقف خیال خاطر اندوہ گین نہین

جب تم نہین تو وعدے سے تسکین دل کہان
کچھ انتظار عشرت جان حزین نہین

اللہ رے چشم ناز تری سحر سازیان
عالم کو قتل کر دیا اور شرمگین نہین

اب قدر تیری دیدۂ خونبار ہو چکی
ایک بوند بھی لہو کی سر آستین نہین

مانا کہ آپ زہرہ ہین غمزے اٹھائے کون
انسان ہون مین فرشتہ عرش برین نہین

دیکھا ہوا ہے اپنا وہ باغ نعیم و خلد
جز انبساط خاطر ارباب دین نہین

بے مائگی نے اور بھی ہمکو مٹا دیا
وہ آئے گھر مین اور مرے آستین نہین

حسن و جمال شاہد خلد ارم ضرور
لیکن ادائے شعلہ رخان زمین نہین

راقم یہ کیا ہے گردش لیل و نہار مین
اب بزم عشق مین کوئی سند نشین نہین

دیتے ہین دل بھی ہم تو کوئی پوچھتا نہین
کہتے ہین لوگ غمزدہ ہے کام کا نہین

خنجر سے منہ چھپائین یہ شرط حیا نہین
مرنے سے جی چرائین یہ رسم وفا نہین

کس کا اثر کہان کی دعا کیسا مدعا
وان تو در قبول ہے ابتک کھلا نہین

ہمنے ہی اوس کو اور بہی مغرور کر دیا
کہہ کہہ کے منہپہ تجھسا کوئی دوسرا نہین

زاہد نجات کے لئے طاعت نہین ضرور
کچھہ بندگی ذریعہ عفو خطا نہین

میری شکایتون کا نمانے برا کوئی
آزردہ خاطری مین کسی کا گلا نہین

غیرون نے اوسکی خو کو بگاڑا ہے اور بہی
مین جانتا ہون خوب ستم آشنا نہین

مطلب کی اپنے سنتے ہین اور میرا مدعا
یون سنکے ٹال دیتے ہین گویا سنا نہین

پہلو مین دل نہین کہ کسی سے لگائیے
ایک بوند بہی لہو کی سوا اوسکا پتا نہین

دل فتنہ جو ہے آپ کا اور آپ ناز خو
تم باوفا سہی وہ وفا آشنا نہین

میری شب فراق بہی کیا عمر خضر ہے
پی کر میرا لہو وہ ٹہری انتہا نہین

راقم جفائے یار کا کرتے گلا مگر
مجبور ہین کہ خاطر عشرت فزا نہین

کہتے تہے آپ عشق کا خوگر نہین ہون مین
وہ مضطرب ہون آج کہ مضطر نہین ہون مین

شایان مہر گر تری دلبر نہین ہون مین
کیا درخور ستم بہی ستمگر نہین ہون مین

اغماض بوسہ کرتے ہو پروا نہین مجھے
آب بقا کا تشنہ سکندر نہین ہون مین

اس بیخودی نے مجکو تماشا بنا دیا
اندر ہون گہر کے اور پہر اندر نہین ہون مین

تقریب تیری یاد کی ہے چاند دیکہنا
مشتاق جلوۂ مہ و اختر نہین ہون مین

دن رات کیون جلاتی ہے آتش فراق
ہون تفتہ دل ضرور سمندر نہین ہون مین

خنجر کو روک لیتے ہو کیون شوخیون سے تم
کیا آشنائے لذت خنجر نہین ہون مین

ہے عشق رہ نما مجھے احسان ہے سعی دوست
محتاج دستگیری رہبر نہین ہون مین

دشمن کی ضد سے تم نہ مجھے آنکہ سے گراو
دُردِ خراب پیالہ و ساغر نہین ہون مین

وہ رنگ مین نہین کہ مٹائے مجھے کوئی
نقش وفا ہون حرف مکرر نہین ہون مین

کیا قہر ہے مغان تری خشت شراب مین
ظالم غلام ساقی کوثر نہین ہون مین

رشک عدو نے دیکھئے ڈالین خرابیان
اکثر تمہارے دل مین ہون اکثر نہین ہون مین

یارب زبان شکوہ ہے پر کھولتا نہین
شایان شکوہ ہائے مقدر نہین ہون مین

بیٹھا ہون رہ گزر پہ مجھے کیون کوئی اٹھائے
رستہ مین کچھہ پڑا ہوا پتھر نہین ہون مین

راقم یہ شوخ سخن اور کہتے ہوئے
ہوتا ہون مین اسد کا سخنور نہین ہون مین

آجاؤ چلتے پھرتے گلگشت کو چمن مین
پھولے نہین سماتے گل اپنے پیرہن مین

دل مانگتے ہین مجھسے اک طرز شوخ پن مین
اور دیکھتے نہین ہین گیسوئے پرشکن مین

سمجھے نہ تھے فرشتے صورت پرست مجکو
تصویر یار نکلی لپٹی ہوئی کفن مین

دی ہی ستمگرون کو تونے دراز دستی
دیتا ہمین بھی کوئی ایسی زبان دہن مین

ہم دیکھتے ہین کچھہ دن اس ربط کا تماشا
ہوتی ہین آبروئین غیرون کی انجمن مین

اے تیرہ شام فرقت بس چھوڑ میرا دامن
اب ڈھونڈلے کسی کو یاران ہموطن مین

کھاتے وہ داغ ظالم منکر نکیر دونون
کام آگئی لحد مین صہبا بسی دہن مین

ہوتا ہے خوش وہ اکثر دیوانہ گفتگو سے
مین بھی کہونگا مطلب کچھہ اپنے مست پن مین

گفتار سے دکھاؤ تم شوخیان زبان کے
رفتار سے کرو تم پامال بانکپن مین

مرکر بھی ہم نہ چھوٹے اس کشمکش سے غم کے
دل ہے لحد مین مضطر اور آرزو وطن مین

غیرونکو ہنستا دیکھین وہ دل کہان سے لائین
آشفتہ خاطری سے کیا بیٹھین انجمن مین

دل ہاتھ سے نہ دیتا کیا جانتا تھا راقم
جادو بھرا ہوا ہے اوس چشم سحر فن مین

دیتے نہین وہ مجکو پیمانہ انجمن مین — کہلنے نپائے الفت بیگانہ انجمن مین

پہرتا ہے آج ساقی مستانہ انجمن مین — مین ہی ہونگا پہلے دیوانہ انجمن مین

تو درد آشنا ہے مین درد دل کہونگا — اے عندلیب آگا کاشانہ انجمن مین

ہنگام بے حجابی یہ شمع بہی بجہا دو — رہنے نپائے کوئی بیگانہ انجمن مین

تیر نظر مین اوسکے دونون چہدے ہوے ہین — دیوانہ رہگزر مین فرزانہ انجمن مین

آد سیر وفا کہلیگی کچہہ قدر میری ہوگی — پروانہ جان دیگا مردانہ انجمن مین

تم کیا گئے یہان سے مرنے پہ حسرتون کے — ہر سو برس رہا تہا ویرانہ انجمن مین

جلتا ہون اس وفا پر کرتا ہے کس خوشی سے — تقلید عشق میری پروانہ انجمن مین

افسوس تم کروگے روئیگی شمع محفل — جب چہڑ گیا ہمارا افسانہ انجمن مین

کچہہ چہوڑ جاؤ راقم انداز خوش بیانی
ہوتا رہے تمہارا افسانہ انجمن مین

تکرار لطف دے گئی دور شراب مین — جی جانتا ہے دیکہا ہے جو جو عتاب مین

کیا مستیان ہین اونکو غرور شباب مین — ڈوبے ہوئے ہین حسن کی گویا شراب مین

دل لیتے ہین نظر سے نظر ہے حجاب مین — کیا بے حجابیان ہین حجاب نقاب مین

بجلی گرا رہے ہین نگاہین نقاب مین — وہ کام کر رہے ہین جو دل التہاب مین

جو شوزشین ہین ہجر مین دوزخ مین وہ کہان — لذت ہے التہاب مین رحمت عذاب مین

شوخی تو دیکہئے مرے حسن طلب کانون — قاصد کو دیدیا ہے کتر کر جواب مین

ہم نے تو کام کر لیا اپنا کسی طرح — اب کچہہ ہی تم کہا کرو جوش عتاب مین

وعدہ وفا ہو خواب مین اسکے یہ معنے ہین — بیتابیون مین شب کٹے دن اضطراب مین

نالون کی سایہ مین مرا جاؤ رات کو
آئی ہے آگ ہی شرم شب ماہتاب مین

ظالم شب وصال مین اتنا تو کر فلک
تاخیر ہو سحر مین ورنگ آفتاب مین

غیرون کو سات لائے ہو اس انجمن کی جاے
گہر مین مرے نہ دل مین نہ چشم پر آب مین

آزار یار و جور زمانہ بہگت چکے
اب کیا دہرا ہے پرسش روز حساب مین

دوزخ مین بہی یہ آگ نہو گی خدا گواہ
گرمی سے گرمی ہے نفس شعلہ تاب مین

اپنی تو مرگ و زیست فرشتون کے ہات ہے
جو چاہتے ہین لکہتے ہین فرد حساب مین

میری سنی نہ اپنی کہی اٹہہ کہڑے ہوے
آئے تہے مضطرب سے گئے اضطراب مین

سب کچہہ کہا کہا نہ کہا اون سے مدعا
کچہہ ہات پانو پہول گئے اضطراب مین

کس پر گیا ہے دل یہ تو دیکہا کرو مدام
منہ اپنا دیکہتا ہے جو خنجر کی آب مین

اس مہر و کین کے ناز سے کیا وصل کی امید
کینہ نظر مین جس کی تبسم عتاب مین

پرسش ہو جب گنہ کی برا کچہہ کیا ہو کام
آنکہین فقط لڑائی ہین کچہہ دن شباب مین

کس کو غرض سنے جو تمہاری بری بہلی
جیسی کہوگے ویسی سنوگے جواب مین

کہدینگے یا دکس کو ہے ہنگام بازپرس
کیا کیا کیا ہے پیری مین کیا کیا شباب مین

راقم ستیزہ کاری اصنام دیکہنا
ایک ایک خدا بنا ہے جہان خراب مین

ہمین کیون یہ اہل حرم دیکہتے ہین
خدا جانے کیا چیز ہم دیکہتے ہین

جہان کوئی بیت الصنم دیکہتے ہین
جہکتے ترے سر کی قسم دیکہتے ہین

چلے جاتے ہین روز مشتاق تیرے
تماشا یہی روز ہم دیکہتے ہین

رقیبون سے ملنے کا انجام کیا ہو
الہی کوئی دن رنگ ہم دیکہتے ہین

یہی زلف آخر گلو گیر ہو گی / جسے آج پر پیچ و خم دیکھتے ہین
کبھی جا نکلتا ہون صورت کدہ مین / مجھے رشک سے سب صنم دیکھتے ہین
بس اب اوسکی خلوت کا جانا ہی چھوٹا / عدو میرے نقش قدم دیکھتے ہین
نمانے گے اے دل تری بات ہرگز / تجھے دوستدار صنم دیکھتے ہین
کئی دن سے بگڑی ہے پھر لگی عادت / کئی دن سے پھر چشم نم دیکھتے ہین
بلا مین نڈالے یہ شوق طبیعت / کہ دل کو ہوائے صنم دیکھتے ہین
غضب ضد ہے مجھسے جہان مجکو دیکھا / وہ مڑ مڑ کے تیغ دو دم دیکھتے ہین
قیامت کے فتنے وہ فتنے نہین ہین / کسی کے جو زیر قدم دیکھتے ہین
کبھی سر اوٹھاتے ہین اندوہ غم سے / وہی شام غم شام غم دیکھتے ہین
نہین یاد اب تو گناہون کی گنتی / فراوان فراوان کرم دیکھتے ہین
مزا اب تو دینے لگی نامرادی / الم پر الم ہم پہ غم دیکھتے ہین
مزا ہمنے صورت پرستی کا چکھا / کہ اب اپنی صورت کو ہم دیکھتے ہین

وہ آنکھون سے کیون تمکو دیکھینگے راقم
جو ہر وقت اپنے قدم دیکھتے ہین

مے پلے ایسے وہ مستانہ بنے بیٹھے ہین / اب چھلک جائینگے پیمانہ بنے بیٹھے ہین
شمع سان آج وہ جانانہ بنے بیٹھے ہین / ہم سے جانباز بھی پروانہ بنے بیٹھے ہین
لوٹ کر مجکو متاع دل و ایمان لیکر / کیسے چپ چاپ خموشانہ بنے بیٹھے ہین
آج ان بن ہوئی دشمن سے جو آشفتہ مزاج / سر کھلے صورت دیوانہ بنے بیٹھے ہین
مجھپہ ایسا ہو دلداری دشمن کھل جائے / کیا الگ غیر سے بیگانہ بنے بیٹھے ہین

مفت ملجائے تو کعبہ مین پئین یہ واعظ
یان حریف مے و میخانہ بنے بیٹھے ہین

ہم بہی کہنے کو ہین کچھہ دل کی کہانی اپنی
وہ اگر سننے کو افسانہ بنے بیٹھے ہین

اس تمنا مین کہ دیکہین کبہی صورت اونکی
پاسبان در جانانہ بنے بیٹھے ہین

آج بنجائے گی دل پر کہ وہ آرایش سے
مثل تصویر صنم خانہ بنے بیٹھے ہین

اونپہ اب قدر محبت کی کہلے گی وہ بہی
دل دیئے غیر کو دیوانہ بنے بیٹھے ہین

غیر پہر غیر ہین غیرون سے وفا کی امید
آپ کس شمع کے پروانہ بنے بیٹھے ہین

دیکہتے ہی کرم پیر مغان کی وسعت
ہم گدائے در مے خانہ بنے بیٹھے ہین

شامت آجائیگی راقم جو انہین چہیڑ دیا
وہ بہرے بیٹھے ہین مستانہ بنے بیٹھے ہین

مشق جفائے نازش اہل جفا ہون مین
وہ درد ہون کہ درد کی اپنے دوا ہون مین

بیتابی فراق سے گہبرا رہا ہون مین
کتنا وفائے عشق سے ناآشنا ہون مین

صورت سے کوئی دیکہ لے صورت سوال ہے
تصویر آرزو ہون تمنا لقا ہون مین

کچھہ آن تجھہ مین دیکھہ کے کچھہ بات دیکھکر
کشتہ نگاہ ناز کا تیری ہوا ہون مین

غیرون کو بہی نصیب ہو جب بوئے زلف دوست
کیونکر رہین منت باد صبا ہون مین

تم اپنی چشم ناز کو افسون سکہا رکہو
مشتاق شوخی نگہہ سرمہ سا ہون مین

احسان چارہ سازی عیسی اوٹہا کون
ناخن سے اپنے زخم کی کرتا دوا ہون مین

ہان چشم رخنہ ساز اشارات تیز تیز
ہان امتحان ہو آج حریف ادا ہون مین

تقریب وصل یار سے اوسپر گلی دراز
کیا سادہ دل ہون غیر کے جا کر رہا ہون مین

راقم عبث ہے شکوہ بے مہری صنم
اپنے کئے کے آپ سزا پا رہا ہون مین

جگر مین جمع تیر افگن کے پیکان ہوتے جاتے ہین
شہادت کو ستم کی خوب سامان ہوتے جاتے ہین

خلش تلووں مین ہے گردش کے سامان ہوتے جاتے ہین
پھپولے دعوت خار مغیلان ہوتے جاتے ہین

وہ اب گلگشت سے اپنے پشیمان ہوتے جاتے ہین
صبا کی شوخ دستی سے جو عریان ہوتے جاتے ہین

جفا سے جور سے اپنے وہ شادان ہوتے جاتے ہین
اگر کہئے تو کہتے ہین کہ ہان ہان ہوتے جاتے ہین

دعا ہی مانگنی چھوڑی دعا کا رنگ یہ دیکھا
مرے ارمان دل غیرون کے ارمان ہوتے جاتے ہین

نشان کوہکن باقی نہ نام قیس صحرا ہین
ہماری گرم رفتاری کو میدان ہوتے جاتے ہین

ہمین بھائی ہے وہ صورت جسے دلگیر کہتے ہین
کہ کافر چھوڑ کر ایمان مسلمان ہوتے جاتے ہین

نہ چھوڑی گل رخون نے بعد مردن جلوہ آرائی
لباس گل مین آتے ہین گلستان ہوتے جاتے ہین

خدا کہئے سلامت جتنے خم گیسو مین پڑتے ہین
ہماری جان کو زنجیر زندان ہوتے جاتے ہین

نہین ملتے وہ غیرونسے تو پھر کیون ہمسے طعنہ زن
پریشان دلکو کرتے ہین پریشان ہوتے جاتے ہین

کہے دیتے ہین ہم تم سے تغافل چھوڑ دو ورنہ
تمہارے اگلے پچھلے دور احسان ہوتے جاتے ہین

محبت تم سے کی ہمنے خطا کی دلکو کھو بیٹھے
وہ دن اب یاد آتے ہین پشیمان ہوتے جاتے ہین

ہمین شیدا ہے اب تک آپکے یادش بخیر آہو
مبارک ہو تمہارے اور خواہان ہوتے جاتے ہین

خبر ہے امتحان راقم کا لینے شوخ آئے گا
سوئے مقتل ہزارون جمع انسان ہوتے جاتے ہین

وہ سن سنکر مرے نالونکو شادان ہوتے جاتے ہین
مرے نالے بھی اب مرغ گلستان ہوتے جاتے ہین

سنا ہے اب وہ ہندو سے مسلمان ہوتے جاتے ہین
ستم کے اور شاید اونکو ارمان ہوتے جاتے ہین

وفا ہوتی نہین اور عہد و پیمان ہوتے جاتے ہین
خیال غیر مین اقرار نسیان ہوتے جاتے ہین

ستم کی حد بھی ہوتی ہے بس اب جانے دو باز آؤ
جراحت شکوہ سنج نوک پیکان ہوتے جاتے ہین

خرام ناز کی مستانہ شوخی ایک تماشا ہے
کہ داماں و صبا دست و گریبان ہوتے جاتے ہین

گریبان کو سئین دامن کو دیکھین جیب کو ٹانکین
گریبان دامن اور دامن گریبان ہوتے جاتے ہین

شکایت میری کرتے ہین گلہ مجھسے یہی سنتے ہین
پریشان مجھکو کرتے ہین پشیمان ہوتے جاتے ہین

خیال آتا ہے جب دل مین تری بے اعتنائی کا
جگر مین خون حسرت دل مین ارمان ہوتے جاتے ہین

مرے نالے تماشا ہین مری تصویر بن بن کر
نگاہون مین کسی کی چشم حیران ہوتے جاتے ہین

مراحل عشق کے پہلے بہت دشوار ہوتے ہین
مگر دشوار بنتے بنتے آسان ہوتے جاتے ہین

یون ہی دن گزرتے جاتے ہین خبر اون تک نہین ہوتی
عبث ہم بندۂ احسان دربان ہوتے جاتے ہین

خرام اوسکا ادا اوسکی کوئی پوچھے مرے دل سے
فدا ناز قدم پر دین و ایمان ہوتے جاتے ہین

جلانا چھوڑ دو اب جوہر بیداد کھلتے ہین
یہ پہلو دل کے جل جل کر چراغان ہوتے جاتے ہین

یہی چرچا سخن کا ہے تو کچھ ہو جاوٗگے راقم
دبستان کھلتے جاتے ہین سخندان ہوتے جاتے ہین

قیامت سی قیامت ہے بلا سی ہے بلا گھر مین
شب فرقت مین وہ مجھپر ہے جو ہوتا ہے محشر مین

لہو کی اب وہ حالت ہے دل بیتاب و مضطر مین
کہ گل پر رقص شبنم جلوہ خورشید انور مین

نہین کرتے اثر یارب مزاج کینہ پرور مین
وہی نالے ہین جو تاثیر کر جاتے تھے پتھر مین

اوتارا تن سے سر قاتل دعا دل سے نکلتی ہے
سبک جا ہین گئے مرقد مین سبک اٹھین گے محشر مین

سنبھل کر قتل کرتے ہین شہادت کو نہ رہ جائے
کوئی دھبا لہو کا گوشہ دامان خنجر مین

عبث خنجر اٹھاتے ہو مرے مرنے کو کافی ہے
اجل اس کج نگاہی مین قضا آشفتہ تیور مین

نہین تدبیر سوجھی تھی کسی روزن مین کہین خط
دہان نکلی ہزارون خط دکھے ہر روزن در مین

کوئی مہمان رہا ساقی ہوئی ہی مجلس آرائی
نشان صحبت شب ہے تری چشم فسون گر مین

کسی نے پی ہے ساغر مین کسی نے منہ لگایا ہے
خط ساغر ہے یون صہبا مین گویا بال ساغر مین

لہو تھوڑا بچا دو غیر کا تم اپنے خنجر کو
مری عشرت تماشا ہو دم تکبیر خنجر مین

یہی کہتا رہا ظالم یہان سوئین وہان سوئین
یون ہی گزری شب عشرت اٹھانے اٹھا دہرنے بستر مین

تمہارا واسطہ ہے جو سر تسلیم رکھتے ہین
وگرنہ سنگ در پتھر ہے کیا رکھا ہے پتھر مین

ہوس پیشہ تماشائے ہزارون آتے جاتے ہین
نہین لگتی طبیعت اپنی راقم کوئی دل بر مین

محبت دی تو ایسی کی محبت دی مقدر مین
مہ نو دیکھکر دیکھی جو صورت آب خنجر مین

لہو کہتے ہین جسکو وہ کہان شیدائے مضطر مین
برنگ خون جھلکتا ہے غم دل دیدۂ تر مین

لب غیر آج تھا ساغر پہ ودر آتش تر مین
کہ موج مے گریزان ہے لب ساغر سے ساغر مین

ہوا کرتی ہے نفرت بھی نہ یہ نفرت قیامت کے
کہ سایہ مجھسے رہتا ہے گریزان کوئی دل بر مین

نہین معلوم کس کس کا لہو خنجر نے چاٹا ہے
کہ ہر جوہر برنگ گل ہے موج آب خنجر مین

مسرت وصل کی کیا ہو جو گزرے باتون باتون مین
خیال شام فرقت مین پیام صبح خاور مین

گوارا کسکو ہو ساقی یہ بوئے غیر صہبا کے
کسی نے پی ہے ساغر مین جو بوئے غیر ساغر مین

گئے پہلو سے تم کیا گھر مین ہنگامہ تھا محشر کا
چراغ صبح گاہی مین جمال شمع انور مین

مسرت دل کی کہتے ہے کہ منہ سے شمع محفل کے
برابر پھول جھڑتے ہین کوئی آنیکو ہی گھر مین

ہمارے وصل کی شب بھی عجب تشویش مین گزری
تلاش وصل مین دل تھا لگا مین صبح خاور مین

نہ تم ضد اپنی چھوڑو گے نہ ہے وضع چھوٹے گی
چلو بس ہو چکا ملنا نہین ملنا مقدر مین

کچھ اوسکے دل مین ذکر وصل ایسا چھپ کے بیٹھا ہے
وفا مضمر معانی مین معانی وقف مصدر مین

تقاضا سنکے کہتے ہین یہ صورت ہے بلانے کی
کوئی منہ پہلے بنوائے بلائے پھر ہمین گھر مین

ہوا ہے ذوق آرایش کا پہر اوس حسن آرا کو
کوئی دیدے اُٹہا کر آئینہ دست سکندر مین

اگر ہم تم سلامت ہین کبہی کہل جایگی قسمت
اسی دورِ لیالی مین ابہی گردون کے چکر مین

جلاتا ہے مجہے یہ ماہ سے مہتاب بن بنکر
گزرتی ہے قیامت مجہپہ یادِ روے دلبر مین

ہمین نسبت ہے جنت سے کہ ہم ہین نسل آدم مین
ہمارا حصہ راقم ہے آرم مین حوض کوثر مین

کیا امید ان سے یہ کیا اہل جفا دیتے ہین
ہم سے دل لیکے ہوا ہمکو بتا دیتے ہین

کہتے ہین دینے کو وہ دیکہیے کیا دیتے ہین
وہ بہی ہان دیتے ہین یار وِ خدا دیتے ہین

روز اقرار کیا کرتے ہین جہوٹے سچے
ٹالے بالے یون ہی دن رات بتا دیتے ہین

ایسے اچہون سے تو بوسہ بہی نہ مانگے کوئی
دن مین سو بار جو احسان جتا دیتے ہین

آج کہولے ہوئے بیٹہے ہین وہ زلف مشکین
مژدہ تجہکو نفس بادِ صبا دیتے ہین

ہمتو ایک چیز کے سائل ہین اگر تم دیدو
کچہہ نئی بات نہین اہلِ سخا دیتے ہین

شوخ باتین بہی کیا کرتے ہین معشوق مگر
تم سے شاہد نہین جو دل کو دکہا دیتے ہین

جی مین ہے اون سے کہین وصل کسی دن ٹہہرے
دیکہیے سن کے جواب اُسکا وہ کیا دیتے ہین

ہمتو ناکام چلے تم کو مبارک عشرت
خالی میدان تمہین اہلِ جفا دیتے ہین

نامہ بر رات کو جا روزنِ دیوار سے جہانک
دیکہیو وہ کسے آغوش مین جا دیتے ہین

کچہہ غضب چال چلا کرتے ہین محشر رفتار
ہر قدم خاک مین عاشق کو ملا دیتے ہین

ان حسینون کی خوشامد نہین اچہی راقم
جانتے ہو کہ یہ کچہہ دم کی سوا دیتے ہین

ہمنشین آئینہ جب اونکو دکہا دیتے ہین
اور بہی صورتِ تصویر بنا دیتے ہین

جس سے ہم بات کرین اوسکو ہنسا دیتے ہین
اون سے جب ملتے ہین وہ ہمکو رلا دیتے ہین

خواب مین اون سے ملین فال مبارک سمجھین
لوگ تعبیر مگر اُلٹی بتا دیتے ہین

جان پیاری ہے تو الفت کے کبھی پاس نجاے
غیر ہو کوئی ہو ہم عام صلا دیتے ہین

سنتے ہین نالون سے تسکین ہوا کرتی ہے
یان تو کمبخت سوا آگ لگا دیتے ہین

جانے کا ڈھونڈھتے ہین وہ تو بہانہ شب وصل
خوش نوایان سحر شور مچا دیتے ہین

بیوفا ہین نہ وہ بدعہد مگر سفلہ مزاج
دل سے کرتے نہین جو منہ سے سنا دیتے ہین

ہم انہین راہ پہ لاتے ہین مگر محرم راز
شاخ مین شاخ نئی اور لگا دیتے ہین

کہ گئے ہجر سے وہ آگ لگی ہے دل مین
کہ بجھانے کو خضر آب بقا دیتے ہین

بے خبر ہو کے شب عیش وہ سو جاتے ہین
کو سنے ہم تجھے پھر باد صبا دیتے ہین

روک لو خامہ گفتار کو دیکھو رستم
نکلے کچھ داد سخن بھی شعرا دیتے ہین

اس آسمان سے ہمکو وفا کا گمان نہین
بے خانمان ہے جسکا کہین خانمان نہین

وہ خوب جانتا ہے مجھے دل گران نہین
مجھپر فریب عشق کا اوس کو گمان نہین

پروا نہین ہے سینہ اگر ہو گیا فگار
اچھا ہوا حفاظت زخم نہان نہین

ہے کسقدر حباب کو نازش حیات پر
اندیشہ تلاطم موج روان نہین

واحسرتا کہ خاک ہوئی پر یہ مشت خاک
تسلیم باد و غازہ روے جہان نہین

ہے ناز شاہدانہ جفا گر نہین ہے وہ
کرتا ہے مجھپہ جور مرا امتحان نہین

مرنا ہے ایک بار قیامت ہی کیون نہ آئے
شکوے زبان پہ آ گئے رکتی زبان نہین

دل کھینچتی ہے آج تو تقریر نامہ بر
یہ اور کا بیان ہے اسکا بیان نہین

منزل کی ہے تلاش پہ کس سے پوچھیے
رہرو نہین غبار پس کاروان نہین

اب یہ کہلا کہ نام کو دل مین نہین ہوس
انگہون مین دیکہنے کو بہی رنگ ارغوان نہین

راقم نگاہ یار سپہری دیکہتے ہین ہم
جو نامہ و پیام کبہی ارمغان نہین

مانا وہ مہربان نہین نامہربان نہین
آخر ہمارا دوست ہے کچہہ آسمان نہین

طرز جفائے یار کی شہرت کہان نہین
کس کی زبان پہ زمزمہ الامان نہین

وان کل کا وعدہ وہ کہ وفا کا گمان نہین
یان غم کی رات یہ کہ سحر کا نشان نہین

پیمان کی اوسکی حد ہے نہ وعدونکی انتہا
ہمکو امید زندگی جاودان نہین

بیٹہے ہین کوئے یار مین اب آسمان اٹہا کے
یا ہم نہین زمین پہ یا آسمان نہین

تم ہمکو نا سزا کہو ہم سن کے چپ ہین
کیا آپکے زبان ہے ہمارے زبان نہین

اب کیا رہا کہ دعوت زخم جگر کرین
دل مین تو دیکہنے کو ہو کا نشان نہین

وہ خنجر آزما نہین کہلتی وفائے غیر
بس خیر ہے ادہر سے نظر امتحان نہین

ہے پہانس سی کلیجے مین چبہتی جو بار بار
نوک مژہ ہے کوئی یہ نوک سنان نہین

ہمتو فنائے لذت آزار ہو چکے
اون کی ابہی گئی ہوس امتحان نہین

اچہی ہے بیخودی کی ملاقات رات دن
اندیشۂ رقیب و غم پاسبان نہین

الجہی ہوئی ہے بات سوال و جواب مین
میری اگر زبان ہے تو اونکے دہان نہین

وان ذکر میرا کون سنے وہ بہی ذکر درد
سنتے جہان الم کی کوئی داستان نہین

راقم گلہ دراز ہے اور یار شعلہ خو
افسوس ہم صغیر نہین ہم زبان نہین

جی مین ہے بات یار سے ہم دو بدو کرین
کچھہ ہم کہین کچھہ اوس سے سنین گفتگو کرین

سودا ہے ہمکو تم سے کوئی آرزو کرین
اتنی ہی بات کہوئین تہین ہم عدو کرین

اس مین بہی کچھہ فریب ہے ورنہ کہان نصیب
وہ اور میری دعوت جام و سبو کرین

فرقت مین ہمتو روئین کسی کو خبر نہو
مجروح کیون فغان سے ہم اپنا گلو کرین

دانستہ جو تغافل بیجا کیا کرے
ایسے کی وصل کی ہوس و آرزو کرین

دل ہی بچا ہے ملنے کو جس کا تو اے ندیم
برباد اوسکے شوق مین کیون آبرو کرین

وہ منہ کسی لگاتے ہین جاکر ہزار بار
تقلید اونکی بزم مین میرے عدو کرین

ہم وہ ہین بادہ خوار ارم مین شراب سے
کوثر پہ بیٹھہ کر لب کوثر وضو کرین

ہم جو سوال کرتے ہین وہ مانتے نہین
اب اونپہ امتحان ہے مشکبو کرین

ہم نے بہی کام کرہی لیا سو فریب سے
اب وہ بہانے سینکڑون پیش عدو کرین

ہم جسپہ جان دیتے ہین وہ آشنا نہین
کیونکر خیال الفت بیگانہ خو کرین

آیا ہے اوس کو رحم نہ آئیگا عمر بہر
ہم روئین کس امید پہ ضائع لہو کرین

اب بہی کہلی نہ آپ پہ قدر وفائے عشق
تم ہم سے اور تمسے تغافل عدو کرین

دل دیکے ہمنے آپہ ڈبو دی رہی سہی
ورنہ وہ ہم سے غمزہ کی یون گفتگو کرین

راقم گلہ دراز کرین چل کے یار سے
آزردہ آج خاطر بیگانہ خو کرین +

ازل مین بہی مگر حرف غلط تقدیر ہوتے ہین
کہ میرے لفظ عشرت بے نقط تحریر ہوتے ہین

ہزارون خواہشین اپنی ہزارون مدعا دل کے
یون ہی برباد اکثر گوہر تقریر ہوتے ہین

وہ شبکو آئیگا تنہا مجہے یہ وہم آتا ہے
تہ گردون ہزارون نالہ شبگیر ہوتے ہین

زبان کو روک لیتا ہون نکل جاتی ہین پہر سے
گلو نکلے حرف لب پر جو دم تقریر ہوتے ہین

فقط دل کے بہروسے پر چلے ہین دیکھنے کس کو
جہان ترکش ہین ابرو ہزارون تیر ہوتے ہین

کوئی لوگون سے یہ پوچہے صنم خانے مین کیا دیکھا
کہ وہ محو جمال جلوۂ تصویر ہوتے ہین

نہین شوق ستم ہمکو کہ اوسکو چہیڑ دین لیکن
یہ کچہہ ارمان تشنہ آب دم شمشیر ہوتے ہین

حسد آگین نظر سے دیکھتا ہون اور مرتا ہون
جہان دست و گریبان شاہد تصویر ہوتے ہین

خوشی سے پہول جاتا ہون کبھی وہ جوش مستی مین
لپٹ کر ناز کرتے ہین گریبان گیر ہوتے ہین

کوئی ہوگا کہ جسکے کام بے تدبیر بنتے ہون
ہمین نالے بہی ملتے ہین تو بے تاثیر ہوتے ہین

نہین اونمین اگر جلوہ تو پہر کیون جابجا واعظ
صنم خانے ہزارون دہر مین تعمیر ہوتے ہین

ادہر گیسو کہلے اوسکے ادہر لاکہون تماشائی
گرفتار بلائے حلقۂ زنجیر ہوتے ہین

چلے ہین آئینہ خانے مین کسکو دیکھنے راقمؔ
جہان ارمان بہائے جلوہ تصویر ہوتے ہین

مری رفتار سے نقش قدم بیزار ہوتے ہین
تلاش یار مین جب رہبر اغیار ہوتے ہین

تمہارا کیا ہے تمکو یاد کب اقرار ہوتے ہین
ہمین دن زندگی کے کاٹنی دشوار ہوتے ہین

شب غم اور ہم گہر کے در و دیوار ہوتے ہین
کسی کی یاد مین پہر کر سو سو بار ہوتے ہین

بہروسا کسکو ہے اوسکا یقین کسکو ہے آنیکا
ہزارون جہوٹے سچے رات دن اقرار ہوتے ہین

کئی دل ہم اوٹہا لاتے ازل سے گر خبر ہوتی
کہ یان خواہان دلون کے شاہد بازار ہوتے ہین

قیامت ہے زلیخا اور یوسف کی خریداری
غضب ہے حسن کے سودے سر بازار ہوتے ہین

عجب کچہہ فائدہ لوگون نے دیکھا سرفروشی مین
کہ سر دیتے ہین اور منت کش آزار ہوتے ہین

نہ کہولو دوش پر گیسو ہماری جان جاتی ہے
دبائے دیتے ہین قد کو کمر پر بار ہوتے ہین

ہمین فرصت کہان غم سے کہ ہم بیفائدہ رہتے ہین
یہ اونکے کام ہین فرصت مین جو بیکار ہوتے ہین

زبان ہم بہی تو رکہتے ہین کوئی ہمکو ستائے کیون
گلے ہم بہی کرینگے گو کسی کو خار ہوتے ہین

کوئی وعدہ ہو کچہہ اقرار ہوتے ہیں کہین راقم
ہمین کو خو ہے جو مشتاق ہم ہر بار ہوتے ہین

نئی آفت ہے رشک غیر سے بیمار ہوتے ہین
یہ کیسا روگ ہے منت کش عطار ہوتے ہین

زبانی مرنے والے سینکڑون اغیار ہوتے ہین
محبت کرنیوالے لاکہہ مین دو چار ہوتے ہین

غضب دلکش کرشمے ہین کہ عالم ہے تماشائی
یہ کس جادو نظر کے جلوہ انوار ہوتے ہین

تمہین تو کہیل ہے رونا تمہارا کیا بگڑتا ہے
عبث بدنام ہمتو دیدہ خونبار ہوتے ہین

نہ فکر درد ہے ہمکو نہ رشک غیر ہے دل مین
کچہہ ایسے شام سے محو خیال یار ہوتے ہین

رہے زیر زمین بہی خودنمائی گل عذارون کی
جمال گل مین کیا کیا زینت گلزار ہوتے ہین

سزا اغیار کو دیجے انہی کو جان پیاری ہے
وہی اچہے ہین اونکو ناز بہی آزار ہوتے ہین

بہت دیکہا حسینون کو توقع اٹہہ گئی دل سے
یہ مطلب آشنا ہین لوگ کس کے یار ہوتے ہین

وہی پہونچینگے ساحل تک جو یکرنگ محبت ہین
انہی کی بحر الفت مین بہی بیڑے پار ہوتے ہین

دعائے وصل وہ مانگی کہ جسکے ہات خالی ہین
مرے ہاتون مین دامان خیال یار ہوتے ہین

ادا مین اوسکے افسون ہے نگاہون مین بہی جادو ہے
کہ کافر بہی مسلمان توڑ کر زنار ہوتے ہین

حرم مین کل چلینگے آج دیکہو بتکدہ راقم
سنا کرتے ہین یان بہی حیرتی اسرار ہوتے ہین

ملجائے تمکو خضر اگر کاروان کہین
کہنا کہ رہ گیا ہے کوئی ناتوان کہین

تولاکہہ دام و دانہ بچہا آسمان کہین
دل سا پہنسا ہے مرغ بلند آشیان کہین

مٹی کا آسمان ہو مٹی کی ہو زمین
ایسے جہان مین چلکے رہین جا وہان کہین

میرا یہ غمگسار ہے تم ہی رکھو عزیز
دل سا نہین ملیگا تمہین بے زبان کہین

کشتی کو یون ہی چھوڑ دو اللہ کو سونپ دو
ساحل کا مل ہی جائیگا آخر نشان کہین

ایسے جہان مین آئے خوشی کا نہ پایا نام
دیکھا نہ شادمان کوئی پیر و جوان کہین

آتے ہی اوسکے ہوگئی کافور ساز و درد
نالہ کہین تہا آہ کہین تہی فغان کہین

آخر کو تہک کے بیٹھ گئے خاک چہانکر
لاکھون ملے ملا نہین اوسکا نشان کہین

تنگ آگئے ہین ہم ستم روزگار سے
آباد اور جاکے کرینگے جہان کہین

دلالہ کام کی تہی اوسے منع کر دیا
تم سا نہوگا اور کوئی بدگمان کہین

مجنون و کوہکن کی کہانی ہے سب غلط
میرا ہے وہ فسانہ سنوگے جہان کہین

بے چین کوئی ہوتا ہے میری بلا سے ہو
رکے کسی کے رکتا ہے شور فغان کہین

راقم رہو اب ایسی جگہ چلکے بافراغ
ذکر زمین نہ نام کو ہو آسمان کہین

شکایت ہے اور پہر شکایت نہین
مصیبت وہ ہے جو مصیبت نہین

بلائین اوٹھے ہم یہ جرات نہین
قیامت ہے انکار آفت نہین

ملاقات کی کوئی صورت نہین
مرا دل ہے اوس کی طبیعت نہین

خموشی کا ایما ہے ہان بات ڈال
سے مجھے پیشہ سستی کی جرات نہین

کرین التجا اوس کی ہم لاکھ بار
ہماری خوشامد کی عادت نہین

تغافل تو ہوگا مقرر اوسے
ابہی عشق کی میری شہرت نہین

پسندیدہ ہین اونکو یک رنگیان
وہان پرسش دین و ملت نہین

اگر اون سے پوچھین کہ مر جائین ہم
ہمین یہ بھی دیتے اجازت نہین

ہمین موت کو ایک دن چاہیئے
شب غم سہی گر قیامت نہین

بری کیا ہین فرقت مین بیکاریان
کہ بیکار ہین اور فرصت نہین

غضب آنکھہ مین اوسکی ہے مہر و کین
مروت ہے اور پھر مروت نہین

تمہین دیکھتے ہین بگڑتے ہو کیون
چلے جائین گے گر اجازت نہین

تمہین حسن والے ہو کیا شہر مین
کوئی دوسرا خوب صورت نہین

شب وعدہ مضطر ہون کچھ بات ہے
کہ میری بہلتی طبیعت نہین

گلے مل کے کہتے ہین لو خوش ہوئے
مجھے گویا کچھ اور حسرت نہین

شکایت کسی کی کرین کیا غرض
ہمین اپنے غم سے ہے فرصت نہین

لکھے کیا کوئی اس زمین مین غزل
کہ راقمؔ معانی مین وسعت نہین

مضطرب وصل مین بھی ہم تو رہا کرتے ہین
ہجر کی شام سے اندیشے ہوا کرتے ہین

چھیڑ کر وہ مجھے آشفتہ کیا کرتے ہین
نارسا نالون کو خود میرے رسا کرتے ہین

منع کرتے ہو مجھے ملنے سے ناصح کیا خوب
آپ تو گوشت سے ناخن کو جدا کرتے ہین

واہ رے شوق ستم شمع جلا کر گھر مین
آپ خوش ہوتے ہین پروانے جلا کرتے ہین

نالے بیکار نہین ہین شب تنہائی کے
غم مین آرایش غم خانہ رہا کرتے ہین

پوچھتے مجھسے ہین تم ہجر مین کیا کرتے ہو
کتنے بھولے ہین سمجھتے نہین کیا کرتے ہین

ایک تم جلوہ سے اغماض ہے ایک شاہد گل
تازہ بو سے نفس باد صبا کرتے ہین

شکوہ تیغ ستم اوسکا نہ نکلے منہ سے
ہر لب زخم کو ہم اپنے سیا کرتے ہین

پوچھہ لیتے ہین وہ بیگانہ روش ہنسکے مزاج
ہم بہی کہدیتے ہین اچہے ہین دعا کرتے ہین

شرم عصیان سے ہمارے نہو حق کو رحمت
منفعل اسلئے ہم آپ رہا کرتے ہین

پہر وہی کاشون پہ بستر نہوا ور سنگ پہ سر
ہم ادسے زانو پہ سر رکہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو کچہہ ناز نہین فن سخن مین رقسم
ہان مگر خاطر احباب کیا کرتے ہین

لطف آئے شکوہ کا گفتار مین
کچہہ گریبان بہی نہین تکرار مین

مرگئے ہم حسرت دیدار مین
ہائے روزن بہی نہین دیوار مین

پہر بہی وہ کافر نہ آیا راہ پر
باندہ کر ایمان پہرے زنار مین

مجہسے چہپ جاتے ہین ہین دیکہون نہین
ضد سے میری دیدہ خونبار مین

غیر ہے اور غیر کی تقدیر ہے
کیا سمایا ہے نگاہ یار مین

غیر دیکہین مین نہ دیکہون ڈال دو
خاک میری دیدہ خونبار مین

وہ بہی دن ہوگا سنون ہین کان سے
رشک اپنا خاطر اغیار مین

جان تک ہمتو کرین تم پر نثار
تم اگر یکے رہو اقرار مین

ہجر مین تسکین ہو رونا تو جائے
آن بیٹہو چشم دریا بار مین

دل مین قربان مجہپہ تم ہوگئے ہو روس
دیکہکر شوخی میری آزار مین

میری ناکامی اوسے دن سے بڑہے
کوہکن مجہسے ملا کہسار مین

سست ہے ارقم غزل ایک اور کہہ
کچہہ تو ہو رنگ سخن گفتار مین

دیتی ہے اونکو مدد آزار مین
یہ جو شوخی ہے مری گفتار مین

خوب نکلے جستجوئے یار مین ۔ خار دامن مین ہے دامن خار مین

کیا کرین گے جاکے ہم گلزار مین ۔ دل لگا ہے اپنا کوئی یار مین

کیا دھرا ہے نرگس بیمار مین ۔ مستیان ہین اور چشم یار مین

لطف اوس سے پوچھیے آزار کا ۔ جس کا دل اٹکا ہو زلف یار مین

وصل مین جب بت بنے بیٹھے رہو ۔ فرق کیا ہے آپ مین دیوار مین

کاش ہوتے شاہد بازار تم ۔ ہم نہ مرتے حسرت دیدار مین

درد ہے یا تیر ہے کچھہ ہے سہی ۔ چھپ رہا ہے زخم دامن دار مین

آزمائین نالہ کو شاید کبھی ۔ کچھہ اثر کر جائے خوئے یار مین

آپ کیسی شوخیان خنجر مین ہون ۔ عشرتین دیکھو میرے آزار مین

حسرتین اتنی ہین مرنے کی مجھے ۔ جتنے جوہر ہین تری تلوار مین

دل کو دل سے یون ہی ہو جاتی ہے راہ ۔ دل فریبی چاہیئے گفتار مین

رات فرقت کی کٹی اچھی طرح ۔ بیخودی کچھہ ہو خیال یار مین

داغ دل تمکو دکھاتے ہم مگر ۔ حسرتین ہین سینہ افگار مین

مست آنکھین اور حیائین واہ واہ ۔ یہ کہان ہشیاریان ہشیار مین

ہمتو اپنی آرزوئین ایک دن ۔ دفن کر آئین گے کوئی یار مین

طول فرقت کچھہ مرا حصہ نتھا ۔ یہ تو ہوتا گیسوئے خمدار مین

ہجر کی وہ لذتین کس کو نصیب ۔ آرزو دل مین ہو دل آزار مین

تھی بہت ہشیار راقم آگہی ۔ تم فریب محرم اسرار مین

نہین بنتی بنا دیکھے یہ شکل نازنین برسون ‌ | کہ خود حیران ہین کرے صورت کو صورت آفرین برسون
رہے ہین ہجر مین ہم اسقدر اندوہگین برسون ‌ | نہین سمجھی کہان ہم مین کدہر جان حزین برسون
مٹایا مشغلہ فرقت کا اوسکی سرد مہری نے ‌ | نہین آیا خیال نالہ ہائے آتشین برسون
کہان تک تم نہ پوچھوگے ہمین بھی کہنا یہ ہے ‌ | اسی در پر رہیگا سر اسی در پر جبین برسون
اشارے روز اور دن تبسم روز غیرون سے ‌ | پہرے ہمسے رہے لیکن نگاہ مہر و کین برسون
ہزارون خواہشین نکلین نہ نکلے ایک وہ خواہش ‌ | کہ جسکے واسطے کہویا کئے ہم نقد دین برسون
تری صورت کے ہم شیدا تری باتونکی دیوانے ‌ | قیامت ہے رہین محروم ملنے سے ہمین برسون
ہمین تو ایک شب کو چاہئے ہے تم اگر دیدو ‌ | قسم لیلو جو رکہین آپ کا عرش برین برسون
کچھ ایسی بن گئی تصویر اوسکی دست قدرت سے ‌ | رہا حیران بنا کر آپ صورت آفرین برسون
تمہارے وصل کی امید رکھے اور دو رکھے ‌ | قضا سے عہد کرلے اور جئے اندوہگین برسون
کیا وعدہ قیامت کا دہائی ہے دہائی ہے ‌ | رہے گا صبر سے کیونکر دل حسرت گزین برسون
قضا تو جان نہ لے میری صبا کی یہ امانت ہے ‌ | کہ ہو بنجاتی ہی ہے بو لئے زلف عنبرین برسون
نہ آتے ہو بلانے سے نہ خود آنے کو کہتے ہو ‌ | تمنا مین کہو کیونکر رہے جان حزین برسون
ہمین کیا ننگ ناصح خانہ زاد زلف جب ٹہرے ‌ | گریبان عمر بہر پہٹتا ہے اور آستین برسون

وفا پائی نہین راقم حسینان جفا گر مین
یون ہی ٹالا کئے وعدہ نہ ظالم مہ جبین برسون

بے بلائے مرے مہمان چلے آتے ہین ‌ | مجھپہ کرتے ہوئے احسان چلے آتے ہین
وہ کئے بال پریشان چلے آتے ہین ‌ | اور کہوتے مرے اوسان چلے آتے ہین
جانشین قیس کے ہم ہوتے ہین سودا دیکھو ‌ | اپنے گہر کو کئے ویران چلے آتے ہین

جب نہین دیکہتے دیوار مین رخنہ کوئی
اولٹے پہر کر مرے ارمان چلے آتے ہین

جان پیاری ہے رقیبون کو تو جاتے کیون ہین
جو پشیمان پشیمان چلے آتے ہین

تم اگر عہد کرو ہمسے ہم آغوشی کا
ہم ہتیلی پہ دہرے جان چلے آتے ہین

مہربان ہوکے جو تم ہمکو بلاؤ پہر ہم
جان کرتے ہوئے قربان چلے آتے ہین

خط کے پرزے لئے آتا نہو پیغامبر ان
بے سبب وہم جو ہر آن چلے آتے ہین

گر یہ مسجود نہین دیر وحرم کیون دن رات
شوق مین گبر و مسلمان چلے آتے ہین

ہمکو سمجہائینگے کیا ناصح نادان راقم
روک دو جان نہ پہچان چلے آتے ہین

کچہہ تو ہے وہ لئے قرآن چلے آتے ہین
مجہسے کرنے کوئی پیمان چلے آتے ہین

آج بے پردہ میری جان چلے آتے ہین
خیر ہو یوسف کنعان چلے آتے ہین

کہوتے ہین ہم ہی وقار اپنا تمہارا کیا ہے
بے بلائے ہمین نادان چلے آتے ہین

ماجرا کیا ہے الٰہی یہ تماشا کیا ہے
آج کیون خواب پریشان چلے آتے ہین

آج برسائین امیدین میرے گہر پر یارب
یہ جو بادل بہرے باران چلے آتے ہین

آہ و فریاد کی معلوم رسائی ہوئی
نالے ہو ہوکے پریشان چلے آتے ہین

ابتو زنار بنانے پڑے ایمان گیا
نکلے خود تار گریبان چلے آتے ہین

اون کی مستانہ خرامی کو نہ لگ جائے نظر
فتنے بہی سات نگہبان چلے آتے ہین

مجہسے یہ پردہ ہے بالائے نقاب اوربہی وہ
منہ پہ ڈالے ہوئے دامان چلے آتے ہین

کچہہ محبت کی تلافی بہی ہے اے مایۂ ناز
ہم جو دل مین بہرے ارمان چلے آتے ہین

ہم ہین کس گنتی مین آتے ہین مکدر ہوکر
غیر بہی وان سے پشیمان چلے آتے ہین

تجکو معلوم ہے مشتاق تماشا تیرے | جہانتے خاک بیابان چلے آتے ہین

اون کے آنے کا بہر وسا نکرو تم راقم
ایسے کافر کہین آسان چلے آتے ہین

شرم سے سر جہکائے جاتے ہین | اور مجکو مٹائے جاتے ہین
ناز ہمسے چہپائے جاتے ہین | آئینہ کو دکہائے جاتے ہین
درد ہمتو چہپائے جاتے ہین | نالے خاکا اڑائے جاتے ہین
وعدہ جہوٹا نہین دل بیتاب | صبر کراب وہ آئے جاتے ہین
کام بگڑے بنے یہ دیدہ تر | اپنے آنسو بہائے جاتے ہین
رشک کس کس کا ہوا تنے اغیار | آنکہون آنکہون مین کہا جاتے ہین
شوق میرا سنا اوسکو | غیر دشمن بنائے جاتے ہین
ہو نہو عشق سازگار ہمین | خاک ہم بہی اڑائے جاتے ہین
سیکہہ کر ہمسے شاہدی کے ناز | ہمپہ پہر آزمائے جاتے ہین
ہم بلائین تو ہمسے ہو اغماض | ہان کہین بے بلائے جاتے ہین
زخم ہو بخیہ گر رفو کر دین | جوڑ دل مین لگائے جاتے ہین
ہمکو ارمان اونکی نظرون مین | اور ہلکا بنائے جاتے ہین
بیچ والے ہی بد بلا ہین لوگ | دونون جانب لگائے جاتے ہین

مٹ چلا نقش آپ کا راقم
غیر نقشہ جمائے جاتے ہین

پہو نچائے ہمکو دیکہیے عزم سفر کہان | شام وطن کو کرتے ہین رخصت سحر کہان

جی چاہتا ہے سیر جہان کو مگر کہان
عمر عزیز کہتی ہے صبر اسقدر کہان

تہا حسن اتفاق ہمین کچھہ خبر نہین
الفت مین کس کی آگئے ہم بے خبر کہان

آئے تہے جسکے واسطے اوسکا پتہ نہین
ملتا نہین سراغ وہ ہے جلوہ گر کہان

جس جس سے پوچھتے ہین وہ کہتا ہے خیر ہے
جسکی ہمین تلاش ہے وہ یان بشر کہان

ہوگا کسی جہان مین کسی کارگاہ مین
کیا جانے کس لباس مین ہے جلوہ گر کہان

بچپائے ہمسے آکے جدہر کرتے ہین نظر
عالم ہے چل چلاؤ کا کیجے بسر کہان

کچھہ دن رہین بہی پہر ستم روزگار سے
ہم جان و دل بچا کے رہینگے مگر کہان

پہر بہی نہین امید وہ پوشیدہ رو ملے
وہ بے خبر ہے اوسکو ہماری خبر کہان

ایک عمر چاہیے کہ میسر ہو وصل یار
یان عمر شام کی نہین عمر سحر کہان

اے عمر خوش گزار لے فرصت ملے اگر
پہر تو کہان یہ جلوہ برگ و شجر کہان

جو کام آج بن گیا مشکل ہے کل بنے
جو وقت ہات سے گیا بار دگر کہان

جو کچھہ ہوس ہو دل مین یہان سے نکال لے
جنت مین لطف جلوہ شام و سحر کہان

راقم ہمین تلاش ہے جسکی خبر نہین
بیٹہا ہوا ہے وہ پس دیوار و در کہان

دل کی خبر نہین کہ گیا بے خبر کہان
کس کو دیا ہے کس نے لیا چہین کر کہان

منہ پر ہوائی اُڑتی ہے تم تہے مگر کہان
چہرہ کا رنگ فق ہی رہے رات بہر کہان

دل تہا ہمارا ہمنے دیا پہر کسی کو کیا
اللہ کا ڈر نہین ہے تو ناصح کا ڈر کہان

لاکہون ستم ہزار جفا یار کی سہین
رشک رقیب کے لئے اپنا جگر کہان

جب چہیڑ ہی نہین رہے دل سے نگاہ کے
پہر کہئے ارتباط رگ و نشتر کہان

روونے کو جو فریب کہے اور فریب عشق
اوسکو فریب گریہ ترا چشم تر کہان

ہمکو جمال یار رہا ایسا کہان نصیب
اوس کی نظر نظر سے ملے وہ نظر کہان

غارت گری کا کہیل ہو جس چشم شوخ کا
اوس سے بچائے دل تو چہپائے جگر کہان

سچ ہے ستم گری مین نہین یار کی نظیر
ہے فتنہ گر فلک بہی مگر اسقدر کہان

جلتے ہون پر فرشتون کے جاتے ہوئے جہان
ہم جائین اوسکی بزم مین ایسا جگر کہان

عاشق نواز بن کے اگر آپ آئین گے
جو مجھسے پوچھتے ہو کہ ہے تیرا گھر کہان

غیرون کی تم نظر مین تمہاری نظر مین غیر
مین کس نظر سے دیکھون تمہین وہ نظر کہان

جب ایک درد سر کی بہی راقم دوا نہین
دارو ملے وصل دلبر نازک کمر کہان ؛

ردیف الواو

مرے دل سے کوئی پوچھے کہ تم ہو اور کیا تم ہو
نصیب دشمنان ہو دشمنون کا مدعا تم ہو

نہان ہمسے ہی رہتے ہو وگرنہ جابجا تم ہو
گلون مین رنگ آرا غنچون مین نگہت فزا تم ہو

بلا ہو قہر ہو آفت ہو جو کچھہ ہو
غرض میرے لئے ہو اور میرے دلربا تم ہو

نہین جب واسطہ ہمسے تو پھر اغماض کیسے ہین
کرو اغماض بہی اون سے کہ جنکی آشنا تم ہو

رہا دور جہان قایم کبہی ہو جائیگا ملنا
ہمارے دم مین دم باقی ہے اور نام خدا تم ہو

گرے جاتے ہو نظرون سے مرے جی سے اترتے ہو
ہر ایک چشم تماشا کا تماشا ہو گیا تم ہو

وفا پر ناز کرتے ہو دکہاؤ کچھہ وفا کرکے
اسی بیگانہ داری پر کہین ہم باوفا تم ہو

ملوگے ہمسے تم اگر یہ سب کہنے کی باتین ہین
کروگے اوسکا دل ٹہنڈا کہ جسکے مبتلا تم ہو

نہ دیتے دل کبہی تمکو اگر پہلے سمجھہ لیتے
کہ ایسے بیوفا ہو اور غرض کے آشنا تم ہو

ہماری آرزو دل کی تمہاری جنبش لب پر
تمنا اب بر آتی ہے اگر کچھہ لب کشا تم ہو

نہ نکلے کام جب ہمسے تمہاری پھر خوشامد کیون
جہان مین اور بہی شاہد مین کیا ایک دلربا تم ہو

صنم بہی تم نہین بت بہی نہین جو ہمکو تم پوجین
تمہارے ناز اٹھائین کیا خدائی مین خدا تم ہو

تمہارے گھر سے ہم نکلے خدا کے گھر سے تم نکلے
تمہین ایمان سے کہدو کہ کافر ہم مین یا تم ہو

جب آنکھین چار ہوتی ہین کدورت جاتی رہتی ہے
نہین ہوتے مگر تم صاف وہ کافر ادا تم ہو

زمانہ کو بدلنے دو خدا وہ دن بہی کردیگا
تماشا دیکھہ لینا ہمسے کرتے التجا تم ہو

یہ سب اتر جائیگی نخوت گلے ملتے ترنے دو
بتا دینگے تمہین ہم بہی کہ کیا تہے کیا کیا تم ہو

غزل یہ دور جائیگی لکھو اس رنگ سے راقم
کہ ہر الصاف پرور کی زبان پر مرحبا تم ہو

پوچھتے ہو اس طرح مجھسے کہ کچھہ بیمار ہو
تم مسیحا بن کے آئے کہو کیا آزار ہو

خوف گریہ اوسکو تیر چشم دریا بار ہو
جس کے گھر مین در ہو باقی اور کوئی دیوار ہو

تم دیکھاؤ سوز جلوہ گرمئے بازار ہو
کوئی جل جائے تجلی کی مگر تکرار ہو

شوخیان کم ہون اداؤن مین تو ہمسے مانگ لو
دل سے شوخی نالہ سے گرمی اگر درکار ہو

کفر و دین کا آج مٹ جاتا ہے سارا تفرقہ
ایک دن بہی گر تمہارا جلوۂ دیدار ہو

نالہ ہے میرا رسا مین خود رسا کرتا نہین
خوف ہے دل پر کسی کے نالۂ غم بار ہو

کیا دوا اوس درد کی جو منقلب ہی سے دہو
کیا علاج اوس زخم کا جو زخم دامن دار ہو

ہو چکا جب نام رونے کا تو رو دل کھول کر
کچھہ ہمارا جی بہی ہلکا دیدۂ خونبار ہو

میرے شکوونکی شکایت ہے سمجھہ آتی نہین
وہ کریگا شکوہ دم لینا جسے دشوار ہو

غم سے جب گھبرائے انسان سر پہ بیٹھے کیا کرے
زندگی سے سیر ہو جینے سے بہی بیزار ہو

ہمسے لکھوالو اگر خواہش کرین ہم وصل کے
جو تمہارا روز ہمکو جلوہ دیدار ہو

خامشی ناز رضائے یار ہے یہ وقت ہے
حوصلہ تجکو اگر کچھ ہمت دشوار ہو

یہ نفاق باہمی قسمت کا ہے ڈالا ہوا
مین ادہر آزردہ ملنے سے مجھسے تم بیزار ہو

کیا فریب اوسپر چلے سو یاد ہون جسکو فریب
رحم کی باتون مین جسکے تلخیٔ گفتار ہو

یار سے ملنے چلے راقم بری سوجھی ہمین
بے بلائے جائے ہوا ایسا نہو تکرار ہو

ترکیب درد کہتی ہے زخم نہان نہو
صورت خلش کی یہ ہے کہ نوک سنان نہو

فرقت کی آج شب ہے رعایت فغان نہو
یا ہم نہون زمین پہ یا آسمان نہو

ڈرتا ہون آزمائش ہین روز روز کی
اس امتحان مین اور کوئی امتحان نہو

وعدے تمہارے روز کے مین مانتا نہین
جب تک قسم نہ کہا و خدا درمیان نہو

کیا لطف جوشش صاعقہ و ابر و باد کا
پینے کو جسکے پاس مئے ارغوان نہو

ہر وقت زیر مشق ہین اوسکی جفا کے ہم
اوسپر ستم یہ ہے کہ ستم کا بیان نہو

مانا دہان نہین ہے تمہارے زبان تو ہے
حیرت ہے خواہشون پہ مری لب ہان نہو

قدرت وہ چاہیے قدر انداز ہات مین
سو زخم تیر دل پہ ہون تن پر نشان نہو

قاصد کی بات کا مجھے آتا نہین یقین
کہتا ہون پہر کسی کی زبان کا بیان نہو

وہ مرغ مین نہین ہون کہ دانہ پہ پہنسون
جب تک قفس قریب سر آشیان نہو

معذور آپ ہین کہ چلے آئے خالی ہات
مجبور مین ہون جب مرے منہ مین زبان نہو

کیا قہر ہے خدا مری کوشش ہو رائگان
مقصود مدعی کا کوئی رائگان نہو

راقم نکر فلک سے شکایت فراق کی
ہے دوست بدگمان اوسے کچھ بدگمان نہو

محروم وصل یار تو پیر و جوان نہو
دشمن کو بہی نصیب غم جاودان نہو

یارب شب وصال سحر کا گمان نہو
جب تلک کہ شاد خاطر ناشادمان نہو

فرقت کا غم وہ غم ہے کہ جسکی دوا نہین
عیسے سے بہی علاج تپ استخوان نہو

مدت مین وصل یار کا موقع ملا ہے آج
مرغ سحر کی منہ مین الٰہی زبان نہو

وہ آسکے یا نہ آئے شکایت نہین ہمین
بے مہر مہربان رہے نامہربان نہو

اقرار دل فریب وہ بد خو ستیزہ کا
ڈر ہے کہ یہ فریب سر امتحان نہو

وہ آرزو ہے کیا کہ ہمین ہے تمہین نہین
وہ شوق شوق کیا کہ یہان ہو وہان نہو

ہے ابتداے عشق ابہی سے یہ بیخودی
انجام بیخودی کہین خواب گران نہو

ادہائو پڑتے جاتے ہین جو وصل یار مین
راقم خرابیون مین کہین امتحان نہو

کیون کرتے ہو خراب دل وصل خواہ کو
کیون کرتے ہو تباہ اسیر نگاہ کو

جی چاہتا ہے دیکہئے چشم سیاہ کو
رکتا ہون کیون پہنساؤن دل بے گناہ کو

پاکر وسیع دامن عفو الٰہ کو
ہمنے بڑہا دیا ہے شمار گناہ کو

امید داد خواہی محشر بہی اب نہین
اوس نے ملا لیا ہے دل دادخواہ کو

منظور امتحان ہے تو اپنے ستم کے سات
کرلو شریک تم فلک کینہ خواہ کو

دل چاہتا ہے ناز کی شوخی حجاب مین
آنکہین ہی جانتی ہین ستم کی نگاہ کو

روز جزا کو طول اگر ہو کسی قدر
پہر ہم سنائین قصہ شام سیاہ کو

کہتے نہ اوسکو جان وہ بنتا نہ بیوفا
ہمنے ڈبویا آپ وفا کے نباہ کو

گوشہ مین ایک دامن رحمت کی تہ لگا
بدنام کر رکہا ہے ہمارے گناہ کو

یہ اور شام ہجر کے پیچھے بلا لگی | روتے تھے ہمتو پہلے ہی روز سیاہ کو

اے خضر تمکو عمر ملی ہے اسی لیئے
رستا بتاؤ راقم گم گشتہ راہ کو

کہتے نہین ہم اوسنے ابہی اپنے چاہ کو
ضد سے مٹا دین وہ نئی رسم و راہ کو

شوق ستم نہین نہین سست نگاہ کو
طرز جفا سکہاتا ہے چشم سیاہ کو

اب چہوڑ دینگے عشق کی ہم رسم راہ کو
دیکہا خدا بنا ہوا ہر کج کلاہ کو

ایک ایک سے پوچہتا ہون دریا ہے کدہر
دیتا نہین پتہ کوئی گم کردہ راہ کو

جس دل مین بیٹہتے ہو اوسیکو جلاتے ہو
برباد آپ کرتے ہو تم جلوہ گاہ کو

اوسکی نگاہ مہر پہ بہولا ہوا ہے غیر
دیکہا نہین ہے گردش چشم سیاہ کو

ناز و ادا و غمزہ سے روکا نہ جائیگا
جو وقت ہمنے چہوڑ دیا تیر آہ کو

اس وصل کی خوشی ہی قیامت سے کم نہین
جب پوچہتے ہو جانے کو تم صبح گاہ کو

دل سے تمہارے دل کو نہ پایا ملا ہوا
سیدہا کبہی نہ دیکہا تمہاری نگاہ کو

گو ہے زمانہ وصل کی شب کا ذرا نسیم
دامن سے روکتے رہیوا ابہی صبح گاہ کو

تہا پاس غیر آپکے یا میرا رشک تہا
نکلا تمہارے گہر سے کوئی صبح گاہ کو

راقم امید وصل کی اوس پر فریب سے
سمجہے فریب عشق جو حسرت نگاہ کو

کچہہ تو شرماؤ کہ اکثر تمکو
غیر کیا کہتے ہین منہ پر تمکو

لطف ہوتا جو ازل مین ملتا
کسی مضطر کا مقدر تمکو

تم تو بت ہی نہین کام آجاتے
پوچہتے عاشق مضطر تمکو

مجکو مجنون نکہو چہیڑین گے — لوگ پہر لیلے بنا کر تمکو

کیا مرا نالہ رسا ہے اتنا — شب کو کرتا ہے مکدر تمکو

کہو دیا ہے نے ہی مطلب اپنا — بہر کے دینا تہا ساغر تمکو

کہتے ہو ربط نہین غیرون سے — آگیا ہوگا یہ باور سکو

قیس ہوتا تو دکہاتا اوسکو — پاس لیلے کے بٹہا کر تمکو

داد آئینہ کی اپنی پاتا — دیکہہ لیتا جو سکندر تمکو

وعدہ بیجا کرولے آتے ہین — اپنی آنکہون پہ بٹہا کر تمکو

تم بہروسہ نرکہو غیرون پر — دہوکہ دین گے یہ مقرر تمکو

ہم تو اس کشمکش ہجر مین ہی — یاد کرتے ہین برابر تمکو

کیون مکرتے ہو پسینا پوچہو — آج گزرا کہین دن بہر تمکو

بے بلائے چلے آؤ گے کبہی — کہینچ لایا جو مقدر تمکو

قید مین تم تو ہو دربانون کے — ہم بلائین بہی تو کیونکر تمکو

راہ کہس ہی جاتا تو بگڑتا کیا تہا — در پہ ایک کہنا تہا پتہر تمکو

یہ غزل دیکہہ کے راقم ہنڈی
داد کیا دین گے سخنور تمکو

کیون دیا دل خوگر بیداد کو — کیون کیا دشمن ستم ایجاد کو

خوب سوجہی خاطر ناشاد کو — وصل کا سامان کرو فریاد کو

عشرت دل دیکہنا کہتا رہا — مرتے مرتے مرحبا جلاد کو

امتحان کیجے نہ ایسا امتحان — آگ بر رکہو دل ناشاد کو

قتل کرنا لیکن اس انداز سے
مرگ عشرت ہو دل ناشاد کو

طاقت پرواز کیون آئی چلی
اب برا کہنا پڑا صیاد کو

وہ تصور مین مرے آتا نہین
ہے کچھہ ایسی ضد ستم ایجاد کو

مین تو کہتا ہی ہونگا حال دل
تم گلا سمجھا کرو فریاد کو

بس کرو زاہد تم زمین اچھی نہین
تم غزل دیدو کسی اوستاد کو

طرز گریہ کی نئی دیدۂ تر ہونے دو
آنکھہ مین قطرہ ہو قطرہ کو گہر ہونے دو

ایکدم دیدۂ تر جلوہ نگر ہونے دو
یار بے پردہ ہی تم گرم نظر ہونے دو

رفتہ رفتہ یون ہی بڑھ جائیگا ربط الفت
اونکو کچھہ شوق تماشائے نظر ہونے دو

تم ادائے نگہہ مست مین غفلت نکرو
اپنی عادت سے سوا صرف نظر ہونے دو

ناتوانی کا یہ ایما کہ بس اب مر رہیئے
دل کی خواہش کہ تمنا مین بسر ہونے دو

رو کے وعدہ کو کہے اچھا ہے اگر یہ کہدو
کوئی دن اور یون ہی عمر بسر ہونے دو

ہمکو کیا بحث کہ ہنگامۂ محشر ہوگا
دیکھہ لین گے شب فرقت کی سحر ہونے دو

ایکدن اپنی شب غم مین تماشا ہوگا
نالۂ آرایش ایجاب اثر ہونے دو

تمکو جینے کا مزا آئے اگر حضرت خضر
ایکدن عمر کو فرقت مین بسر ہونے دو

نالہ بیکار نہین کام کریگا رستم
کچھہ سنا لینے دو اعجاز اثر ہونے دو

ضبط ہوتا نہین فریاد جگر ہونے دو
دل کسی کا تو گرانبار اثر ہونے دو

ابھی وہ بال ہین گیسو نہین بنے دیکھو
کتنے ہنستے ہین ذرا بار کمر ہونے دو

تم ستمگار سہی مین ہون ستم کا خوگر
آو مقتل مین چلو جنگ و دسر ہونے دو

دل مین حسرت رہی تکرار مین گذری سب وصل
وہ یہ کہتے رہے سونے دو سحر ہونے دو

مین بلایا کرون اور تم بہی کہے جاؤ کہ ہان
عمر کٹ جائے یون ہی شام و سحر ہونے دو

عمر جاوید نہ مانگون مجہے کیا کرنی ہے
بیخودی مین نفس چند بسر ہونے دو

اپنے اچہونکو دکہا دین گے ہتہ تیغ ہوے
اون کی شمشیر ستم زیب کمر ہونے دو

ایک مین ہی نہین آزار کے حصے نبہے
مستحق غیر بہی ہے نصف ادہر ہونے دو

دیکہہ لینا کبہی رفتار کی آفت اے تسلیم
یار کو گرم رو راہ گزر ہونے دو

رونے کا مزا دیدۂ خونبار سے پوچہو
مرنے کی حلاوت دل بیمار سے پوچہو

جب درد کی لذت دل بیمار سے پوچہو
کہتا ہے وہان جاؤ دل آزار سے پوچہو

فرقت مین تماشا دل بیتاب کا دیکہو
دن رات تڑپنا در و دیوار سے پوچہو

ہم کیون کہین اترا ہوا چہرہ ہے کسی کا
خود آئینہ مین دیکہہ لو دوچار سے پوچہو

تم کہتے ہو آنے کو چلے آؤ کسی وقت
ہر بات کو کیون محرم اسرار سے پوچہو

مجہسے نہ سنو شوخی رفتار کی شہرت
بازار مین نکلو کہین دوچار سے پوچہو

دل کا ہے مرض اور مسیحا کی دوا اور
تم چارۂ آزار دل آزار سے پوچہو

پوچہا جو کبہی مینے کہ تم آؤگے کس دن
کہتے ہین کسی شاہد بازار سے پوچہو

دیکہو نہ مرے دیدۂ خونابہ فشان کو
زخمون کی خلش سینۂ زنگار سے پوچہو

دانستہ تڑپتا دل مشتاق کو چہوڑا
بے مہریان اپنی کبہی تلوار سے پوچہو

یہان دم ہی نکل جائے نہ پوچہو کہ ہوا کیا
خاطر شکنی غیر کے سو پیار سے پوچہو

تم مجھپہ تڑپنے کا نہ الزام لگاؤ
اغماض یہ تلوار کا تلوار سے پوچھو

جاتا تھا بہت دیکھنے ناز بت طناز
اب کوئی حقیقت دل بیمار سے پوچھو

ہر طرز جفا شاہد بازار سے سیکھو
اور میرے لیے چرخ ستمگار سے پوچھو

مجھسے نہ سنو تم شب دوشینہ کا قصہ
شرماؤگے تم خود لب و رخسار سے پوچھو

جو وصل کی خواہش کرے اوس سے کرو اغماض
شوق طلب جنس خریدار سے پوچھو

پھر چل کے گرانباری اندوہ کو راقم
ٹل جائے تو ٹالو نہ دل آزار سے پوچھو

کوئی فرقت میں نہیں درد کے بہلانے کو
غیر سودا ہے جنون پاس قسم کہانے کو

آئے ہیں حضرت ناصح کسے سمجھانے کو
دل تھیہ کیے بیٹھا ہے نکل جانے کو

گو وہ اظہار تعلق نکریں ہیں خوش ہوں
سنتے رہتے ہیں وہ اکثر مرے افسانے کو

بے بلائے وہ چلے آئیں کچھہ ایسا ہو جائے
غیر کا گھر ہے سمجھکر مرے کاشانے کو

روز کے وعدے نہیں وجہہ تسلی نہی
شغل آزار تو ہے درد کے بہلانے کو

سخت جانی مجھے دی روز مروں اور جیوں
تھا جو انداز وفا دیدیا پروانے کو

چارہ فرمائے جنون لاکھہ ہو وحشت میں
کوئی ناخن نہ بڑہا زخم کے سہلانے کو

کیوں ہوئی بے سبب آزار ہی کافی ہے
ایک دزدیدہ نگاہی مرے مرجانے کو

دیکھہ برہم زن ہنگامہ عالم ہو گا
ناصحا چھیڑ دیا مجھسے جو دیوانے کو

حوصلے عشق کے سب پست ہوئے جاتے ہیں
وسعت دشت نہیں پانو کے پھیلانے کو

رشک نے یہ بھی نہ چاہا کہ وہ آئیں دم نزع
سر بالیں ملک الموت کے دکھلانے کو

قطرہ اشک نہیں ہوں کہ رہوں مژگاں پر
رشک اغیار ہوں آنکھ سے گر جانے کو

ایک قیامت شب رخصت ابھی ہو چکی ہے | اوس شب تار کی آنکھوں مین گذر جانے کو

نقش تک بھی نہ رہا فرش زمین پر راقم
سہل سمجھے ہوئے تھے عشق مین مرجانے کو

کیون دیکھ لیا ناز مین پوشیدہ بتون کو | کیون لا کے چھیڑ دیا فتنۂ خوابیدہ بتون کو
لے حرف شکایت ہے ستمگار ے اصنام | ہم خوب ہی کیا کرتے ہین رنجیدہ بتون کو
وہ بات مین رکھتے ہین اگر دل کو ہمارے | ہم دل مین لئے بیٹھے ہین پوشیدہ بتون کو
بس پھونک دیا برق نے کاشانۂ تمکین | جب دیکھ لیا بزم مین خندیدہ بتون کو
شورش مین ہوا پھر دل دیوانہ ہمارا | دیوانہ نکر دے کہین رنجیدہ بتون کو
سیکھی ہے قلم نے مرے رفتار کی شوخی | دیکھا ہے کہین اس نے خرامیدہ بتون کو
یان ناز ہی سمجھا کئے ہر رنگ ستم کو | وان ایک تماشا ہے پسندیدہ بتون کو
ہے قابل طاعت کوئی پوشیدہ نظر سے | بیوجہہ نہین سجدہ تراشیدہ بتون کو
کچھ جلوہ نکلتا ہے یہی دیکھین اگر انکھین | لے جائین صنم خانہ سے دزدیدہ بتون کو

دو لخت جگر آنکھ مین الجھی ہین راقم
پھر جاکے دکھائین جگر و دیدہ بتون کو

وہ ہر دربان مرا دشمن رسائی ہو تو کیونکر ہو | اور وہ ہر دشمن برائی مین صفائی ہو تو کیونکر ہو
کدورت اوس کے دل مین ہے صفائی ہو تو کیونکر ہو | صفائی ہو نہ ہے جبتک رسائی ہو تو کیونکر ہو
بتو کیونکر دے چکے جب آپ قدرت خودنمائی کی | تمہاری رونق حسن خدائی ہو تو کیونکر ہو
ہمین ناحق ارسلنے کا انکی انکار آنے سے | جہان باہم یہ جھگڑا ہو صفائی ہو تو کیونکر ہو
ہمین حق چشم نے خوشی انکی تمکین قیامت کی | غضب مین جان ہے مشکل کشائی ہو تو کیونکر ہو

نہ دل کاکل کو چھوڑیگا نہ کاکل دلکو چھوڑیگی
نہ یہ جانے نہ وہ سمجھے رسائی ہو تو کیونکر ہو

ہماری کوششین اون کے ارادے سب ہی لیکن
ابھی ملنے کی ساعت ہی نہ آئی ہو تو کیونکر ہو

نہ روٹھو تم اگر ہم سے نہ بگڑین ہم کبھی تم سے
کدورت جب نہو دل مین جدائی ہو تو کیونکر ہو

مرے مرنے سے تم خوش ہو نہ مجکو عدم مین
اجل کے بس نہین چلتا نہ آئی ہو تو کیونکر ہو

نہ ہو تکرار بس ہین مزا الفت مین کیا نکلے
نہو رنجش کی گر صورت لڑائی ہو تو کیونکر ہو

دھرا ہے سر پہ راقم ایک بیاری کی جبہ سائی کا
جھکین سجدے مین کیونکر جبہ سائی ہو تو کیونکر ہو

فرقت مین ہو نغمہ سرا نوحہ سرا ہو
گذرے شب غم لطف سے گو بزم عزا ہو

یہ شوق ہے دل کو کسی ایسے پہ فدا ہو
انداز بھی جانانہ ہو مستانہ ادا ہو

آلام سے چھٹ جائین جو دل ہم سے جدا ہو
دل نے ہی پھنسایا ہمین اس دل کا برا ہو

مطلب کے ملے یار نہ ایسا ملا کوئی
عادت ہو ہمارے حق تسی ہماری ہی فنا ہو

مین اور شب تار ہے اور غم کی حکایت
وہ آج نہ آجائے کہ ہنگامہ بپا ہو

نغمہ کا اوسے شوق ہے مرغوب ہی رب
میری ہے شکست دل غمگین کی صدا ہو

کیا خواب کی تعبیر ہے مقصود ہمارا
جو اپنے دعا ہو وہ حریفون کی دوا ہو

ایمان سے کہتے ہین خوشامد نہین کرتے
تم وہ ہو طرحدار کہ انگشت نما ہو

افسوس لگاوے نہ گرہ بند قبا مین
اقرار اوسے یاد رہا ہو نہ رہا ہو

قاتل کا بڑھے حوصلہ کچھ لطف اوسے آئے
خنجر ہو گلے پر مرے اور لب پہ گلا ہو

کیا ہوگا مسیحا سے کسی اور کو لاو
جس نے کہ علاج دل بیمار کیا ہو

آمادہ رہے جاؤ تم اون سے کہو راقم
پرسش تو ہوئی جائے تعلق تو سوا ہو

کیا عشق ہو ایسے کا جہان روز جفا ہو
کچھہ شرم محبت ہو نہ کچھہ پاس وفا ہو

جیتے تو ہین امید پہ کب وعدہ وفا ہو
اللہ کرے عمر کو بہی اتنی بقا ہو

کیا ہات مین ہے آپ کی تقدیر ہماری
جب چاہو مٹا دو کہ خدائی مین خدا ہو

اللہ رے تغافل کہ دم نزع نہ آنا
کہنا کہین مرنے کا بہانہ نہ کیا ہو

تم سے نہ کہین حال تو پہر کس سے کہین ہم
یا اوسکو بتا دو کوئی تمسے بہی سوا ہو

اوس بات کی خواہش ہے اوسی دن کی تمنا
آغوش بہ آغوش ہون لب لب پہ دہرا ہو

سو بار اوسے ہم تو تقاضے سے بلالین
کچھہ حوصلہ تجکو بہی اگر آہ رسا ہو

جان دیکے لئے لیتے ہو کیا قہر ہے یارب
کیا تم بہی مگر مجھسے ہے بے پایہ خدا ہو

وہ کام نہین یان کہ بنے چارہ گردن سے
وہ درد نہین یان کہ مسیحا سے دوا ہو

آنکھون مین پہرا کرتا ہے وہ عالم تکرار
بیزار کوئی ہو کوئی آغوش کشا ہو

تم مجھسے ملو یا نہ ملو جان ہیو میری
تم میری تمنا ہو مرے دل کی دعا ہو

وہ خوب سمجھتا ہے مزا عشق کا ناصح
دل جس کا کسی کا کل پیچان مین پہنسا ہو

مدت ہوئی حسرت ہے وہ سامان نہین دیکھا
دلبر ہو شب نور ہو صہبا ہو صبا ہو

اپنی تو یہ قسمت کہ بہلائی مین برے ہون
غیرون کی یہ صورت کہ برائی مین بہلا ہو

کیا بات تمہاری ہے جہان مین نہین متا
دنیا سے نرالے ہو زمانہ سے جدا ہو

راقم کہین ایسا نہو وہ گہر مین چلا آئے
حیران ہون اوسے دیکھہ کے حالت مری کیا ہو

مرے ارمان نکلتے دی ابہی سونپے دی جانان کو
صبا دامن سے رو کے رہ نگاہ صبح ہجران کو

کیا ٹکڑے ہے آخر دست وحشت نے گریبان کو
چہپا رکہا تہا اس پردہ مین ہمنے راز پنہان کو

کچھہ ایسے ہو گئے اول ہی بیخود عشق مین ہمتو
نہین جانا گریبان کو نہ سمجھا ہمنے دامان کو

نہ اوسمین حسن یوسف سا نہ رعنائی زلیخا سی
فسون کچھہ یاد ہے ایسا کہ لے لیتا ہے ایمان کو

یہان اغماض تم کرلو وہان دیکھینگے محشر مین
چھوڑانا غیر سے دامن کو اور مجھسے گریبان کو

یہین سے حشر اٹھے گا یہین ہوگی قیامت بہی
سمجھہ کر کہا ہے کیون چھوڑین نہین کوئی جانا نکو

مجھے تم دیکھتے ہو اور اوس حسرت سے مین تمکو
کہ بلبل روے گل کو اور گل بلبل کے ارمان کو

جہان مین خانہ زاد زلف کو کیا چھوڑ دیتے ہین
کہ تمنے چھوڑ رکھا مجھہ اسیر زلف پیچان کو

میرے سینہ پہ تم بیٹھو گلا تلوار سے کاٹو
خط تقدیر مین سمجھون خط شمشیر بران کو

اسیری ہمکو اچھی تہی کہ عالم تہا تماشائی
بہت ہم یاد کرتے ہین تکلف ہائے زندان کو

نہ چھوڑو دوش پر گیسو بھرم کہلتا ہے گیسو کا
پڑیگا تمکو کم کرنا مری شبہائے ہجران کو

محبت اسکو کہتے ہین کہ تھی صحرا و مجنون مین
نہ صحرا نے اوسے چھوڑا نہ مجنون نے بیابان کو

وصال یار جب ہوگا ملاویگی کبھی قسمت
طبیعت مین طبیعت کو دل و جان مین دل و جانکو

مٹایا اوس نے کس کس کو برا ہو اس محبت کا
زلیخا کی زلیخائی کو لیلا کی شبستان کو

زبان سے کیون کرین اپنی ستایش آپ ہم راقم
سخندان جانچ لینگے خود نگاہ ہوئین سخندان کو

تغافل حضرت یوسف کا سیکھو میری ایذا کو
ثواب فاتحہ پہونچاؤ تم روح زلیخا کو

علاج اسکا تو پوچھو یاد ہو شاید مسیحا کو
کہ تسکین کسطرح دین غم مین جان ناشکیبا کو

بھرا ہے سر مین پھر سودا خلش پھر ہے کف پا مین
نوید سنگ طفلان کو مبارک خار صحرا کو

اٹھے ہے اغماض یان اونسے ہمکو وان کے جلنے سے
نہ اپنی وضع ہم چھوڑین نہ وہ اغماض بیجا کو

جلانا نیم جانون کا انہے مشکل نہین لیکن
نہین کرتے گوارا ضد سے تقلید مسیحا کو

نہ بولوں دل نہیں بنتا اگر بولوں ہاں کہ من — سمجھ جاتا ہے باتوں سے وہ کافر دل کے ایما کو

بلا سی بہکی باتیں ہیں مگر مجھسے مخاطب ہے — بھلا ہو جوش مستی کا دعا دیتا ہوں صہبا کو

جو ہوتی دلمیں کچھہ وسعت تمہیں ہم دلمیں پنہاں رکھتے — کہ ہر گرداب کہہ لیتا ہے موج آب دریا کو

کنارہ تم کرو ہمسے خدا اپنا بھی ہے آخر — کہ جس نے کر دیا پورا زلیخا کی تمنا کو

کمر کو یار کی ناپا جو ہم گیسو میں آتی ہے — نیا مضموں ہے ہمنے بال میں باندھا ہے دریا کو

رسائی پائیں بھی زنداں سے پھر قیدی کی قیدی ہیں — خدا رکھے سلامت حلقۂ زلف چلیپا کو

نہیں جب وصل کی صورت تو پھر کیوں انتظار ہی نہیں — گھٹائیں ہم کو اپنے بڑھائیں شوق بیجا کو

نہیں کچھہ خیر ہے راقم یہ شاید کسکی ہو تجھیں
عبث کہہ کہہ کے حضرت کھوتے ہو اپنی تمنا کو

کس منہ سے کہوں تم دل بیتاب میں آؤ — کس دل سے کہوں دیدہ پر آب میں آؤ

کچھہ قدر ہو فرقت کی حقیقت کہلے تم پر — جو میری طرح عشق کی گرداب میں آؤ

سو دل سے پسند آؤگے جس حال میں نکلو — آشفتگی گیسوئے پر تاب میں آؤ

آنے کا بہانہ ہے فقط تیرہ شبی کا — جب دلبر کہو تم شب مہتاب میں آؤ

ارمان ہو جاں بخش دل میں کرو گھر — تم خواب ہو دیدہ بیخواب میں آؤ

نرگس کی مثال دو کبھی تم مست نگاہی — مستانہ ادا گلشن شاداب میں آؤ

تم تفرقہ حیرت تشخیص کو کھو دو — دو دن کے لئے عالم اسباب میں آؤ

تدبیر تو اچھی ہے کہ بیچین نہ ہوئیں — تعبیر ہی الٹی سمجھوں جب خواب میں آؤ

آئینہ حیرت بنے ہر دیدۂ عشاق — یوں جام بکف بزم مے ناب میں آؤ

منظور ہو آنا تو ہی صبح ہی شام — چاہو تو اسے گردش دولاب میں آؤ

صورت نہ کہا دیجئیں تم آئینہ دیکھو — یون عکس فگن خانہ جلباب مین ہو
شرمندگی غیر ہو گر ملنے کے مانع — خط ہمکو لکھو شوخیٔ القاب مین آؤ
کیون وصل کے اسباب ہون دل کیے دشمن — اقرار ملاقات کرو خواب مین آؤ

ارزو گئے یار ہنچہ جو دے عشق
راقم سے کہو ہوش کے اسباب مین آؤ

بند در ہے خیال ہے مجکو — کچھہ تو ہے احتمال ہے مجکو
اشتیاق وصال ہے مجکو — ارزو ئے محال ہے مجکو
ہجر کے نالون سے وہ ہے برہم — کس قدر انفعال ہے مجکو
خواب مین تم نہ آؤ میرے پاس — شہر تون کا خیال ہے مجکو
صبح کرنا ہی شام فرقت کا — کاٹنا ایک سال ہے مجکو
سوچ رہئے جواب پہلے سے — تم سے کرنا سوال ہے مجکو
ماہ کا جلوہ دیکھنا گویا — تیرا حسن و جمال ہے مجکو

غیر کے بھیس مین ملوادس ہے
سوجھی راقم یہ چال ہے مجکو

اے ستمگر نہ چھوڑنا مجکو — دیکھہ مضطر نہ چھوڑنا مجکو
آسمان گر پڑے زمین ٹل جاے — یار کا در نہ چھوڑنا مجکو
دل سے بہاتا ہے تیغ قاتل کا — گلے لگ کر نہ چھوڑنا مجکو
ہے اجل گو ہی کچھہ پشیمانی — شوق دلبر نہ چھوڑنا مجکو
اوسکے غصے کا تازگی کہنا — بیکر اکر نہ چھوڑنا مجکو

میرا اکھٹر بگڑ کے اُٹھہ جاتا
اوسکا اکھٹر نہ چہوڑنا مجکو

مجکو تڑپا رہی ہے عشرتِ قتل
کہین ڈر کر نہ چہوڑنا مجکو

لاکہہ دستِ اجل تجہے کہینچے
جان مضطر نہ چہوڑنا مجکو

خاک رہون نہ ٹہوکرون مین ملون
بادِ صرصر نہ چہوڑنا مجکو

مین تڑپ کر گلے نہ لگ جاون
زیرِ خنجر نہ چہوڑنا مجکو

مین بہی پیچہے ہون ایک درماندہ
میرے رہبر نہ چہوڑنا مجکو

راقم تشنہ اور تم ساقی
لبِ کوثر نہ چہوڑنا مجکو

ذو قافیتین

پیمان شکن سے شکوہ پیمان زبان سے ہو
دیکہین تو عذر کیا دلِ نالان دہان سے ہو

سامان اگر نہین قصہ چراغان فغان سے ہو
کچہہ شادمان تو خاطر مہمان مکان سے ہو

کہتا ہے شوق انجمن یار مین چلو
چہیڑو وہ ذکر آج جو حیران بیان سے ہو

اوس گہر مین کوئی آکے رہے بہی تو کیا رہے
جو گہر کہ رشک جل کے بیابان فغان سے ہو

یہ کیا ہی رنگ زرد ہے اور لب بہی خشک خشک
تم آتے کہان اور آئے پریشان کہان سے ہو

ایسے کا کیا علاج کہ اقرار خود کرے
پہر جای کہکے کچہہ نہ پشیمان زبان سے ہو

جس دل مین دشمنون کی بہری ہو گئین حسرتین
اوس دل مین ہمنشین میرا ارمان کہان سے ہو

وحشت یہ چاہتی ہے گریبان ہو تار تار
دامن ہی یان نہین ہے گریبان کہان سے ہو

تم ہی کمان اوٹہاؤ ادہر ہم زبان ہلائین
کچہہ دعوتِ جراحت خندان سنان سے ہو

پہیلاے پانون خوب ہے دل کہول کر جنون
وسعت مین گر زیادہ بیابان مکان سے ہو

راقم غزل سنا و زبان سے نمک فشان
وہ بہی فراخور لب و دندان زبان سے ہو

ہان چہیڑ چہاڑ نالہ دل آسمان سے ہو
پہلے تو امتحان اسی بے خانمان سے ہو

نالہ سے دلفریبئی دلبر کہان سے ہو
انسان سے کام جو نہو کیونکر فغان سے ہو

کیونکر نہ سر بلند وہ کون و مکان سے ہو
جس سر کو افتخار ترے آستان سے ہو

آتا ہے ابر قبلہ غضب جہومتا ہوا
یارب بہرا ہوا یہ مے ارغوان سے ہو

قدغن ہے اوسکا درد مین منہ سے نہ نکلے آہ
ہان شوق یہ کہ شورش نالہ دہان سے ہو

بننا بگڑنا کام کا سب ہے خدا کے ہات
کچہہ کر سکے زمین نہ کچہہ آسمان سے ہو

ایسی تو مے حلال ہے واعظ اگر ملے
بہیجی ہوئی کسی کی ہو اور ارمغان سے ہو

کیا سنتے ہو حریف سے جہوٹی کہانیان
مجہسے سنو جو شوق تمہین داستان سے ہو

مقصد تمہارے ہات ہے قسمت خدا کے ہات
جو کچہہ خدا سے ہو وہ تمہاری زبان سے ہو

نظرون سے مار رکہتے ہو کچہہ جانتے نہین
باتون مین دل کو لیتے ہو پہر بے زبان سے ہو

کچہہ مجہسے سیکہو تم روش گفتگوی شوخ
پہر دلستان نہو گے ابہی بے زبان سے ہو

بدنام یہ سفال ہو میرا خدا کی شان
اور جام جم کا شہرہ مے ارغوان سے ہو

راقم حکایت غم و اندوہ ہو چکے
اب ذکر تاب طرۂ عنبر فشان سے ہو

کچہہ قدر اپنی آپ کو بہی امتحان سے ہو
جو مجہسے ہے ستیز اگر آسمان سے ہو

جو جو جفا ہونی ہے وہ ناگہان سے ہو
مجہہ پر ہے سب نزول بلا آسمان سے ہو

سوتون کو یہ جگاتے ہین کمبخت رات بہر
نالے وہ کام کرتے ہین جو پاسبان سے ہو

وہ لذتین تو دشنہ و خنجر مین بہی نہین
اتنا نہ آزما مجہے جو فرط بیم سے
اقرار کا ہے شوق وفا کا نہین خیال
آشفتہ میری بات سے تم ہو خدا کی شان
یہ مہر عارضی ہے ہمین یہ نہین پسند
قاصد سے کیا بیان ہوا وسے کیا شعور ہے
بزم رقیب گرم ہو مین کان سے سنون
ہمکو بہی کچہہ تلاش درد جگر سے ملے
گہر مین ہمارے آؤ تو وہ داستان سنو

رگ رگ مین جو خلش نگہہ دلستان سے ہو
کچہہ عذر کر اہٹون گلہ تیر زبان سے ہو
کرتے نہین ہو دل سے جو کہتے زبان سے ہو
مرغ چمن تو محو مری داستان سے ہو
جو ضد سے آج غیر کے تم مہربان سے ہو
اپنا بیان درد تو اپنی زبان سے ہو
نازل بلا فلک سے نہ برق آسمان سے ہو
اللہ کرے کہ تمکو بہی ضد آسمان سے ہو
گذری ہوئی جو ہمپہ کسی دلستان سے ہو

حوران خلد اونکو ہی راقم پسند آئین
تا ہر ہوا اونکے ناز سے واقف زبان سے ہو

خوشامد سے بگاڑا آپ ہمنے اوسکی عادت کو
نہ آئین وہ عیادت کو رکہین اپنی مروت کو
ستم کی کس لئے زحمت اٹہاتے ہو کفایت ہے
جفا جو ہے وہ بد خو ہے یہ میری بدگمانی سے
مسیحا جا و رخصت ہو خدا حافظ ہے اپنا بنا
لٹاتی ہے زمین صحرا کی جب مین پاؤن دہرتا ہون
تڑپانی مجہسے ضد اوسکی بنایا دوست کو دشمن
سکون دم بہر نہین اب تلک بعد مرگ کیا ہوگا

بنایا اپنا دشمن خود جتا کر منہ سے الفت کو
مرے کو اور مارین گے سلام ایسی عنایت کو
تغافل جان لینے کو نظر میری شہادت کو
میرے نالے پریشان کرتے ہین اوسکی طبیعت کو
اجل کا مژدہ آپہونچا وہ آتے ہین عیادت کو
سرک جاتے ہین کانٹے دیکہکر سوز طبیعت کو
برا ہو سخت جانی کا کیا رسوا نزاکت کو
دل تفتہ کی بیتابی ہلا ڈالیگی تربت کو

بوقت عرض مطلب سیکے آگئے لب نہین کہلتی ۔ الٰہی کیا ہوا میری لب گویائی حسرت کو
نہوتی ہمکو ناکامی خراب آباد عالم مین ۔ ازل مین قاسم قسمت دکہا دیتا جو قسمت کو
نہ اتنی گہر مین گنجائش نہ کوئی یار مین وسعت ۔ جنون کو چاہیے صحرا بیابان پائے وحشت کو
کئے جاتے ہین عصیان اس دن ہم اس بہروسہ پر ۔ کہ طغیانی پہ سنتے ہین تمہاری بحر رحمت کو
کہین ایسا نہو ظالم نسیم ہجر گل کردے ۔ پر پروانہ روکے رہ چراغ شام عشرت کو

چلا یہ وقت ہاتون سے بنا لے کام کچھہ راقم
غنیمت جان لے ناداں جہان مین وقت و فرصت کو

یار سے پہر چہیڑ شکوہ کی دل دیوانہ ہو ۔ پہر اجل سے دل لگی ہو موت سے یارانہ ہو
ڈہونڈتا ہے دل اوسے جسمین ادا مستانہ ہو ۔ ہر ادا مین ناز ہو اور ناز معشوقانہ ہو
عمر کہوئی عشق مین لیکن نہ دیکہا روز عیش ۔ جلوۂ دلدار سے رونق فزا کاشانہ ہو
کون کرتا ہے ہمارے بعد دیکہین نام عشق ۔ گل پہ بلبل ہو فدا یا شمع پر پروانہ ہو
عاشقی آسان نہین ہے عشق کا وہ نام لے ۔ قیس سا سودائی ہو فرہاد سا مردانہ ہو
یار سے پہنچا مبر جاکر جواب نامہ لا ۔ کچھہ شکیب جان و تسکین دل دیوانہ ہو
درد آگین داستان میری سنے اور وہ سنے ۔ جسکی خلوت مین ہمیشہ غیر کا افسانہ ہو
ہجر کی ہمکو شکایت ہو نہ فرقت کا گلا ۔ دل اگر محو خیال جلوۂ جانانہ ہو
تم نہ چاہو جب کسیکو کون پہر چاہے تمہین ۔ شمع کو روشن نہ دیکہے کیون فدا پروانہ ہو
دل کی بہلانے کو ملجائے ہمین تہوڑی زمین ۔ دشت ہو گلزار ہو یا کوچۂ جانانہ ہو
آپ سے عاشق فریبی دل فریبون مین کہان ۔ دل لگی ہو خشک ہمسے غیر سے یارانہ ہو
یار کی شہرت نہو فریاد سے رکتا ہون مین ۔ دوست کیون بدنام ہو مشہور کیون افسانہ ہو

ابر ہو ٹھنڈی ہوا ہو اور راقمؔ سبزہ زار
یار ہو آغوش مین اور ہات مین پیمانہ ہو

ردیف الہا ہوز

تمنا محرم اسرار سے پوچھہ
اگر یاور نہو دو چار سے پوچھہ

تغافل پوچھہ اپنا اپنے خو سے
تڑپنے کو مری تلوار سے پوچھہ

شکایت ہجر کی مہجور سے سن
حلاوت درد کی بیمار سے پوچھہ

میری حسرت نگاہی آنکھہ سے دیکھہ
پھر اپنی چشم افسون کار سے پوچھہ

کبھی تیر مژہ کی پرفشانی
دہان زخم دامن دار سے پوچھہ

مرا فرقت مین بیتابی کا عالم
کبھی آکر در و دیوار سے پوچھہ

شہادت کاتب تقدیر سے لے
محبت پھر مری گفتار سے پوچھہ

حقیقت بزم دشمن کی کہے کون
نشان ہاے لب و رخسار سے پوچھہ

مری ناکامیون کا حال ہمدم
کسیکی خوے بدکردار سے پوچھہ

مجھے بیتاب رکھنا اور نہ آنا
کچھہ اپنی ہمت دشوار سے پوچھہ

مری خواہش کبھی میری زبان سے
بٹھا کر پاس سن تکرار سے پوچھہ

شفاعت کے لیے کچھہ تو ہی راقمؔ
جناب سید ابرار سے پوچھہ

ناتوانی سے اب یہ حال ہے کچھہ
بیٹھنا اٹھنا ہی محال ہے کچھہ

صاف صورت پہ انفعال ہے کچھہ
تم چھپاو مگر ملال ہے کچھہ

اترا اترا ہی منہ اودا اس سے ہو
کیا کسی غیر کا خیال ہے کچھہ

دل سے دلبر پسند کرتے ہین
یے کہے مدعا سمجہتا ہے
کوئی خواہش ہے تمپہ مرتے ہین
بندگی مین بہلا ہوا اللہ
یاد کرتا ہے وہ بدی کے سات
دیکہنا تیرا زندگی ہے میری

آج سمجہے کہ دل ہی مال ہے کچہہ
گویا صورت مری سوال ہے کچہہ
ورنہ یہ جان ہمین وبال ہے کچہہ
رحم کا تیرے گہر مین کال ہے کچہہ
یار سے دل مین مرا خیال ہے کچہہ
ورنہ مین اور مجہہ مین حال ہے کچہہ

حسرتین کام آئین گی رقم
اوسکو تیرا اگر خیال ہے کچہہ

صلائے عید ہے ساقی کہلا رکہہ آج میخانہ
شکست توبہ کا فتوا امام شہر دیتا ہے
نہین آتے وہ قابو مین تو ہم قابو مین کرلینگے
تکلف برطرف اغماض چہوڑو ہمسے ملجاؤ
وفا پروانہ کی کیسی وہ اس غیرت سے جلتا ہے
بہت مشکل ہے بزم یار تک اپنی رسائی ہو
ہمین کیا کم ہے رہنے کو زمین کوچہ جانان
نگاہ یار کب چہوڑے گی ہمکو جسنے عالم مین
یہ وصل یار کی شب ہے تکلف چاہیے ساقی
نہین ہے رنج کچہہ ہمکو اگر ہے ہی تو یہ اوسنے
جلا کر شمع کو گہر مین تماشا دیکہنا اوسکو

مہینا بہر کے پیاسے مین پئین بہر بہر کے پیمانہ
لگا کر برف مین دیجو مئی گلبو کا پیمانہ
شراب مرد افگن کا پلا کر اونکو پیمانہ
بہت کچہہ کر چلے اغماض بیجا ناز جانانہ
کہ شعلہ سے کیا کرتی ہے شمع بزم یارانہ
مری صورت گدایانہ ہے اوسکی شان شاہانہ
غرض کیا مثل مجنون ہم کرین آباد ویرانہ
نچہوڑا کوئی دیوانہ نچہوڑا کوئی فرزانہ
مرے دل کا نمکدان ہو مری آنکہونکا پیمانہ
بٹہا لیتے ہین پاس اپنے یگانہ اور بیگانہ
کہ سرپر شمع کے کرتا ہے کیا کیا رقص پروانہ

حدیث درد و غم میری سنے اور وہ سنے راقم
زمانہ کی ستم کا دل سے سنتا ہو جو افسانہ

خونگا ڑے یار کی یہ روز محشر آئینہ
کیا کریگا عذر مجھسے پیش داور آئینہ

ابتو تم ہو اور آرایش کو دن بھر آئینہ
جان کا نشتر ہے میری دل کا خنجر آئینہ

یہ تمہارا شوق دل کا ناز پرور آئینہ
وصل کا دشمن مرے ہوگا مقرر آئینہ

کیا غضب پیدا ہوا ہے شوق آرایش اوسے
ہات مین شانہ ہے ہر دم آگے دن بھر آئینہ

جب مقابل اونکے بیٹھون مجھسے کرتے ہین حجاب
درمیان رکھہ لیتے ہین ضد سے اٹھا کر آئینہ

دیکھنے سے آئینہ کی مست ہو جاتے ہو تم
کیا شراب ہوش زن کا ہے یہ ساغر آئینہ

یہ بھی ایک انداز ہے اونکا جلانیکے لئے
ضد سے میری دیکھنا اون کو برابر آئینہ

تم جو ہر دم دیکھتے ہو آئینہ کو شوق سے
کیا ہلال عید ہے یہ ماہ پیکر آئینہ

یہ غضب اللہ اکبر رشک سے مرتا ہون مین
رات دن لوٹے بہار حسن دلبر آئینہ

چھوڑ دینگے آپ آخر آئینہ کا دیکھنا
عکس سے گیسو کے ہوگا جب مکدر آئینہ

اب تمہارے ملنے کی راقم نہین پروا انہین
وہ ہین خوگر آئینہ کے اونکا خوگر آئینہ

ردیف الیاء

مژدہ اے میکشو بادل سو جو آتا ہے
آج برسائیگا صہبا کے سبو آتا ہے

لینے شکوون کا حساب آئینہ رو آتا ہے
دل کی اب خیر نہین عربدہ جو آتا ہے

آنکھہ مین اُلجھا ہے شاید کوئی دل کا ٹکڑا
قطرۂ اشک لئے سات لہو آتا ہے

گھر مین پہلے ہے صبا اور صبا سے نکہت
آج شاید میری گھر غالیہ مو آتا ہے

آہ و فریاد سے ہوتا ہے نہ تدبیر سے کچھ
کام بنتا ہے جب وقت انکو آتا ہے

آپ کا سایہ بہی سات رہے آپکے کیون
ہر قدم سات سمجھتا ہون عدو آتا ہے

اسقدر مجھسے ہے نفرت انہین وہ کہتے ہین
آنکھ مین خون اترتا ہے جو تو آتا ہے

بخیہ گر کیا دل صد پارہ کو دینگے ٹانکا
ہمکو اپنے بن ناخن سے رفو آتا ہے

نالہ کیجے تو یہ مشکل ہے جگر جلتا ہے
ضبط مین گہٹ کے نفس تا بگلو آتا ہے

مین تو مایوس ہوا وصل سے اوسکے راقم
خواب مین روز مرے عربدہ جو آتا ہے

یاد ہے کس کا کیا خون تمنا کس نے
خاک مین خون تمنا کو ملایا کس نے

تم ہی جانو کیا بدنام کسی کا کس نے
کون کس سے ملا کسکو کیا رسوا کس نے

ہمتو کہتے نہین کل بزم مین کیا کیا ہوا
کون تہا کس کو کیا آپ اشارا کس نے

غیر کے ناز اٹہاؤگے تو ہوگی کچھہ قدر
ظلم سہہ سہہ کے کیا ناز گوارا کس نے

بیوفا کون پہرا کون وفا مین کس سے
دل مین گہر غیر کے پیدا کیا اچہا کس نے

دلربا اور زمانہ مین ہین ایک تم ہی ہی
شاہدی کا تمہین انداز سکہایا کس نے

قیس اور عشق کجا بندہ جانان بنکر
کی ہے تقلید مری حوصلہ فرسا کس نے

شہرت عشق سے رسوا کیا مینے اچہا
مجکو دیوانہ صورت کیا اپنا کس نے

آج ہمسے ہے تغافل ہی خدا کی قدرت
منہ پہ کہہ کہہ کے بنایا تمہین تمسا کس نے

مین نے تمکو کہا معشوق یہ مجہپر الزام
میری گردن پہ رکہا عشق کا آرا کس نے

ہم وفا مین ہی رہے دوست کے دشمن راقم
دل مین گہر یار کے آسان کیا پیدا کس نے

کچھ کام نکلتا ہے تدبیر تو کی ہوتی
دلاسہ سے مل جل کر تقریر تو کی ہوتی

کچھ دیر وہ تھم جاتے کچھ اور ٹھہر جاتے
انوار سحر تو نے تاخیر تو کی ہوتی

تھا دوست اگر دشمن بیگانہ نتھے ہم بھی
تم پاس بٹھا لیتے توقیر تو کی ہوتی

وہ مجھسے ہے آزردہ تجھسے تو نتھے قاصد
کیا تھا جو بگڑ جاتی تقریر تو کی ہوتی

لڑنے کا مزا آتا کچھ پاس بھی تم رکھتے
اک زیب کمر تمنے شمشیر تو کی ہوتی

تھا ذبح مجھے کرنا پھر ذبح سے کچھ پہلے
مرنے کی مرے ناداں تکبیر تو کی ہوتی

تعذیر سے مجھے دیتے مین شکر ادا کرتا
کچھ تمنے مری ثابت تقصیر تو کی ہوتی

ملنے کا کوئی رستا اللہ نکل آتا
شاہد سے ہم آغوشی تقدیر تو کی ہوتی

احوال سناتا تھا کچھ رحم اُنھے آتا
بیتابی دل رستم تحریر تو کی ہوتی

کیا علاج دلِ بیمار مسیحا کرتے
درد ظاہر کوئی ہوتا دسے اچھا کرتے

ہمسے تم پوچھتے ہو وصل کیسدن کیا کرتے
ہم تمنا کو یہ آغوش تمنا کرتے

تمسے اوچھے نتھے ہم قتل کا دعوا کرتے
خونبہا ملتے اپنا نہ تقاضا کرتے

وہ یہاں آنے کا وعدہ کبھی سچا کرتے
ہم رہ دوست مین آنکھونکا بچھونا کرتے

ناتوانی نے نرکھا ہمین قابل اتنا
کوچہ یار مین جاکر کبھی غوغا کرتے

غمکدہ مین کبھی آتے تو تماشا ہوتا
دیکھتے آپ کہ ہم شوق مین کیا کیا کرتے

آئینہ بھی نہوئے ہم کہ مقابل رہتے
روئے معشوق کا دن رات تماشا کرتے

پاس ہوتی نہ تماشے کو اگر چشم خیال
دیکھنے کے لئے ہم یار کے ترسا کرتے

ہائے وہ دن نہوا کوئی کہ ہم تم ملکر
لذت کام وزبان تلخی صہبا کرتے

وہ ہمین ہین کہ تمہین دل دیا دیکر بہولے
تم اگر دیتے تو سو بار تقاضا کرتے

شکوہ غیر سے وہ خوش تہی ہم اچہے رہتے
اونکی ہر بات پہ راقم گلا بیجا کرتے

آرزو وصل کی اوس دن دل مضطر نکلے
سینۂ یار سے گر کینۂ کافر نکلے

ہم ازل سے ہی برائے کے مقدر نکلے
ہات دولت پہ جہان ڈالا ہے پتہر نکلے

بوند بہی حوض مین باقی رہے کہنا کہ منظور
ہم اگر تشنۂ صہبا سوئے کوثر نکلے

کہتے ہو غیر سے کچہہ ربط نہین ہے ہم سے
خیر سچ ہو یہی پر شک میرا کیونکر نکلے

آج سمجہے نہین تقدیر مین وصل معشوق
حرف تقدیر سے کم حرف مقدر نکلے

دیکہہ لینا کسی تقدیر سے تقدیر سے ملے
غیر جب انجمن یار سے باہر نکلے

جسکے ہم کشتۂ انداز تہے باری وہ بہی
ابروئے غیر کی خود کشتۂ خنجر نکلے

عندلیبون سے سنے لطف اسیری جنکے
حسرت جلوۂ گل بند قفس پر نکلے

آرزو نکلے تمنا بہی برائے اپنی
کچہہ رسا عشق بنے یار مقدر نکلے

حوصلہ عشق کا جبتک نہین نکلے گا جنون
چاک دامن کا گریبان کی برابر نکلے

دوست دشمن کی بہی تفریق نہ کی کاتب نے
عشق کی مدین لکہی دونون برابر نکلے

آؤ ملوائین تمہین دوست سے چلکر راقم
دل کو تم تہام لو ایسا نہو مضطر نکلے

الفت دل کی نشانی اور ہے
وہ نگاہ مہربانی اور ہے

خضر عمر جاودانی اور ہے
اپنا طرز زندگانی اور ہے

ربط دل دل سے نہانی اور ہے
پر طبیعت آنی جانی اور ہے

بارہا ہم ہو چکے ہین ناتوان / اب کے رنگ ناتوانی اور ہے
ناامیدی صبر کر گھبرا نہین / اون سے تقریر زبانی اور ہے
منتین ہم کر چکے سب نذر دوست / ایک نالہ امتحانی اور ہے
جست جوئے یار کر لین گے ابہی / ایک بلائے مرگ آنی اور ہے
مہربان نامہربانی چھوڑ دو / چارون کی زندگانی اور ہے
مدعا کہدے گا قاصد بہی مگر / اپنے منہ کی گل فشانی اور ہے
زخم سینہ ہو تو سی دین بخیہ دوز / دل کا ناسور نہانی اور ہے
غم کا قصہ سُن لیا یہ بہی سنو / آرزو کی ایک کہانی اور ہے
یار کی آشفتگی ہے ایک ادا / صورت نامہربانی اور ہے
وعدہ سے تسکین ہوتی ہے مگر / وصل کی کچھہ شادمانی اور ہے

ہجر کی آلام سے راقم جدا
موت کوئی ناگہانی اور ہے

آج کس کے سات بیٹھے بزم آرائے ہوئے / شکل مرجھائے ہوئی ہے آنکھہ شرمائے ہوئے
سعی بے حاصل مین اپنے دشت پیمائی ہوئی / جسکے طالب ہم ہوئے دنیا تمنائی ہوئی
آپ وقت نزع آجاتے اجل آئی ہوئی / لٹئے پہر جاتی مری بالین سے پچتائی ہوئی
درد بے پوچھے چلے کیا چارہ فرمائی ہوئی / جان اوٹہ لے چلے یہ کچھہ مسیحائی ہوئی
بزم مین جس دن وہ آنکلے تو اے یاران بزم / دیکھنا کس کس کو پہر تاب شکیبائی ہوئی
بار غم کا اور بہی سر پر مری یارب کہا / منہ پہ جب رونق مری آئی توانائی ہوئی
رشک سی مرمر گیا مین جب وہ میری گہر مین آئے / ہر نگاہ بوالہوس اونکی تماشائی ہوئی

کوئی تازہ عہد ہو پیمان ہو وعدہ ہو کرو
بات وہ کہتے ہو اگلی ہی پہلی فرمائی ہوئی

ہمسے فرقت مین نچھوٹی عمر بھر کی خوئی عیش
سب بسر لینے مے صہبا سے تنہائی ہوئی

کل کا وعدہ آج پھر کرتے ہو تم کہا کر قسم
اس قسم کا کیا یقین اکثر ہی یہ کہائی ہوئی

قصہ طولانی تہا میرا سنتے سنتے وہ تہکے
نامہ بر کی کہتے کہتے بند گویائی ہوئی

انجا کا وقت آیا وہ ہوئے آتش مزاج
جب زبان اپنی کہلی وان شوخ گویائی ہوئی

ایک دن تمنے نہ دیکہا ہم جبین رگڑا کئے
رائیگان سب عمر بھر کی ناصیہ سائی ہوئی

جستجو کرتے ہین کسکے وصل کی بیکار ہم
خود طبیعت جسکی مرغوب خود آرائی ہوئی

گہر مین ہنگامہ مرے ہونے لگا فریاد کا
مجمع محشر مری فرقت کی تنہائی ہوئی

ہمکو ملنے کی نہین خواہش نظر کے سامنے
اوسکی تصویر خیالی صاف پیدائی ہوئی

خوب وقت نزع تم آئے کہ صورت دیکہکر
باقی ساقی جان ہی نذر مسیحائی ہوئی

بادفا کیونکر کہے تمکو وہ راقمؔ بیوفا
جب وفا پروانہ کی مشہور ہرجائی ہوئی

آج خوش خوش جو نسیم سحری آتی ہے
نکہت پیرہن دوست مگر لاتی ہے

صحبت خلوت معشوق جو یاد آتی ہے
آنکھہ کے سامنے تصویر سے پھر جاتی ہے

ہائے کوتاہی تقدیر کہ وقت تقریر
منہ سے بے ساختہ بس آہ نکل جاتی ہے

خاک ہم ہو کے رہے کوئی صنم مین پھر کیا
جھولیان بھر کے صبا روز لئے جاتی ہے

کوئی دکھہ درد نہین پھر یہ تماشا کیا ہے
چین سے رات گزرتی ہی نہ نیند آتی ہے

ہجر کا روز تو کٹ جاتا ہے مرتے جیتے
رات محشر کے تماشے مجھے دکھلاتی ہے

تم کرو ملنے سے اغماض خدا ہے اپنا
زندگی اپنے بسر یون ہی ہوئی جاتی ہے

درد مند اپنا نہ نکلا کوئی لیکن بلبل
داستان کہتے ہو دلکو مرے بہلاتی ہے

غم سے وہ بگڑی ہے صورت کہ الٰہی توبہ
اپنے صورت پہ مجھے آپ ہنسی آتی ہے

گل کہلا کوئی نیا انجمن یار مین پھر
جو طبیعت کئے دلنے مری گھبراتی ہے

گھر مین ناصح میرا دشمن ہے چمن مین قمری
بلبل تفتہ جگر مغز مرا کھاتی ہے

دی تھی ازل مین الفت اہل جفا مجھے
دینا تھا دل بھی کوئی ستم آشنا مجھے

پہرلے چلا وہین دل حسرت فزا مجھے
سو بار جس کی بزم سے اٹھوا چکا مجھے

ممنون ہون صبا کا کہ غم مین صبا مجھے
دیتے ہی روز نکہت زلف دوتا مجھے

جوہر تو مجکو سب ملکوتی دیئے خدا
انسان بنا کے کس لئے رسوا کیا مجھے

تو اور میری جان قضا تجھ سے واسطہ
جان عزیز کرنی ہے نذر صبا مجھے

کرین گے شکوہ دوست کا فرصت ملے اگر
فرقت کی کشمکش سے بچا دے خدا مجھے

تقریر سینہ سوز کو رکھا ور وقت پر
تدبیر وصل کی کوئی ناصح بتا مجھے

کیونکر نبھے گی یار سے یہ رسم راہ عشق
اوسکو جفا پسند ہے خوئے وفا مجھے

انکار وصل غیر تمہارا بجا سہی
دہوکہ مین ڈالتا ہے یہ رنگ حنا مجھے

تقریر دلفریب یہ کس کی زبان کی ہے
دل کھینچتی ہے نامہ رسان سچ بتا مجھے

تعذیر عشق یہ ہے سزا بہر و فاکی ہے
دربان کی روز کرنی پڑی التجا مجھے

خواہش نے وصل یار کی دیوانہ کردیا
رہتا نہین ہے شوق مین پاس حیا مجھے

واسد مین ستم کو تمہارے کرم کہون
دیتے رہو ستم کا اگر خون بہا مجھے

الفت کا لطف یہ ہے کہ دونون دلون مین ہو
کچھ شوق وصل تمکو ہو تمسے سوا مجھے

راقم سخن ہو اہل سخن شے کیجے ارمغان
قدر سخن سے کہلے نہ ملے مرحبا سے مجہے

سنا فریاد دل کی نالہ شبگیر تہوڑی سی
کسی دل مین مری حسرت کی ہو توقیر تہوڑی سی

نکو فریاد بیجا عاشق دلگیر تہوڑی سی
کہ اس فریاد بے حاصل کی ہی تاثیر تہوڑی سی

فغان پر کیا بہروسہ ہو اثر جسمین نہین اتنا
کہ نکلے دل سے اور دلمین کرے تاثیر تہوڑی سی

فسون کچہہ کام کرجاتا فریب عشق چل جاتا
اگر سنتا زبانی وہ مری تقریر تہوڑی سی

ملا یا لب سے لب مین نے خطا ہی جوش مستی کی
سزا دو مجکو لیکن دیکہکر تقصیر تہوڑی سی

ندیجو طول باتون مین مطالب مختصر کہیو
کہ وہ سنتا ہے قاصد درد کی تقریر تہوڑی سی

تمنا دل کی بر آے مرادین دل کی پوری ہون
ہم آغوش مقدر ہو اگر تدبیر تہوڑی سی

ادہر یہ سخت جانی ہے ادہر وہ نازک اندامی
غضب ہوگا جو چل کر رہ گئی شمشیر تہوڑی سی

سنا ہے ملتی ہے خدمت سے عظمت بات سچی ہے
اگر سچ ہے چلو رستم کرین تدبیر تہوڑی سی

ہے اگر فرقت یہی اور ہجر کا آزار بہی
جان سے ہم بہی گئے ہے دل بیمار بہی

یار سے رنجش یہی ہونے لگی تکرار بہی
لطف ہے پہر سنین کچہہ تلخی گفتار بہی

یون نہ ہونگے تمہاری روز کے وعدے غلط
ہم سے ہو جائے جہتک وصل کا اقرار بہی

نام بہی ہمتو نہین لیتے کوچہ سفاک کا
دل لئے جاتا ہے وان اور حسرت دیدار بہی

یار کو مرغوب ہو جائے کوئی شاید ادا
ہاتہہ مین تسبیح رکہین دوش پر زنار بہی

اور بہی ضایع کرین عمر گرانمایہ کو ہم
اون سے ملنے کی نظر آئین اگر آثار بہی

جسقدر رویا گیا روئے تمہاری یاد مین
مدتون رونے تہک گئے یہ دیدہ خونبار بہی

یا الٰہی کیا قیامت ہے کہ کوئی یار مین
مجھسے رہتاہے گریزان سایہ دیوار بھی

اضطراب دل پہ میرے برق بھی ہے بیقرار
حال پر روتاہے میرے ابر دریابار بھی

اس کشاکش سے تو بہتر ہے کہ آجائے اجل
ہوگیا دشوار اب تو انتظار یار بھی

ایک مجکو ہی نہین ہے حسرت دیدار یار
روتی ہے دیدار گل کو عندلیب زار بھی

میری ناکامی نے کہویا اشتیاق اقرار کا
میری محرومی نے رکھا انتظار یار بھی

ہوچکا ہونا تہا جوکچھہ جا چکی امید وصل
یا الٰہی دل سے جائے حسرت دیدار بھی

تفرقہ سنتے ہین راقم صحبت اغیار مین
وہ خفا غیرون سے ہین اون سے خفا اغیار بھی

عشق کا داغ نشان غم جان ہوتاہے
شمع کی سوز کا سرمایہ دہوان ہوتاہے

بوسہ کیا چیز ہے دینے مین اغماض نہین
بس یہی ذایقہ کام وزبان ہوتاہے

ضبط ہوتا ہنین آجاتاہے لب پر شکوہ
نالہ جب سوز لب وکام وزبان ہوتاہے

اون کے جانے سے یہ ہوجاتی ہے میری صورت
جیسے گل محو تماشاے خزان ہوتاہے

تہک گئے ہجر مین فریاد ہی کرتے کرتے
اب تو نالہ ہی طبیعت پہ گران ہوتاہے

روئین آنسو کی دل خون شدہ آیا شاید
گریہ ہر بار جو خونابہ فشان ہوتاہے

مثل فرہاد بر آئے گی تمنا اپنی
اون کے اقرار غلط سے یہ گمان ہوتاہے

درد کا میرے بیان اور بیان بھی رنگین
کب زبان سے کسی قاصد کی بیان ہوتاہے

خواب مین جب وہ دکہاجاتے ہین صورت اپنی
خواب راحت بھی مجھے خواب گران ہوتاہے

بارے اتنا تو ہے دشمن کی جلانے کیلئے
جب بیان ہوتاہے میرا ہی بیان ہوتاہے

تم کہو یا نہ کہو رات کو جاگے ہو کہین
زردیٔ چہرہ سے ظاہر یہ نشان ہوتاہے

مجکو دعواے سخن کچھہ نہین لیکن راقم
نظم مین میری مگر رنگ زبان ہوتا ہے

گران ہین اونکی خاطر پہ زبانکی شوخیان میری
الٰہی بند ہو جائے شکایت کی زبان میری

رہی تقریر مین اُلجھی تمنائی بیان میری
نہ مین سمجھا نگہبان کی نہ سمجھا پاسبان میری

تغافل نے بڑہا دی اونکی آہنگ فغان میری
نہ تاب ضبط ہے مجکو نہ تھمتے ہے زبان میری

نہ وہ کچھہ میری سنتے ہین نہ اونکا پاسبان میری
کشاکش مین تمنا ہے تردد مین ہے جان میری

بیان درد آگین ہے کہے گا جاکے کیا قاصد
حدیث آرزو میری پریشان داستان میری

بلا ہین شوخیان اونمین ہم آغوشی مین کیا ہوگی
تبسم پر پسی جاتی ہے جان ناتوان میری

صدا ے حلقۂ زنجیر در دل مین کہٹکتی ہے
کوئی آتا ہے یا آئی ہے مرگ ناگہان میری

یہان تک اب تو شہرت ہے میری بیتابئ دلکی
نوا سنج چمن کہتے ہین غم کی داستان میری

بہرا ہے مدعا دل مین کہون دل کہولکر اوس سے
اگر دم بہر بہی رک جاے یہ چشم خون فشان میری

خبر ہتی تجکو یارب اوسکی طول عہد و پیمان کی
خضر کی سی بڑہا دیتی ہتی عمر جاودان میری

گیا فرقت کا رونا سات امید و تمنا کے
وہ بیتابی ہے اگلی سی نہ چشم خونچکان میری

گلہ کا اب گلہ کیسا شکایت کی شکایت کیا
اودہر بدلا تمہارا دل اودہر بدلی زبان میری

یہ رنجش دور ہو جاتی کبہی تم بیٹھہ کر سنتے
مرے غم کا بیان مجھسے زبانی داستان میری

عبث کرتے ہو تم راقم مری تدبیر ملنے کی
ہم آغوشی مقدر اونسے یان میری نہ وان میری

رقیبون سے ہنسنا ہنسانا برا ہے
مری جان سمجھو زمانا برا ہے

تم اچھے تمہارا تغافل بہی اچھا
یہ منہ پہیر کر مسکرانا برا ہے

کبھی مہربان ہوکے ہمسے نہ بولے
کبھی تم نہ سمجھے ستانا بُرا ہے

یہ کافرادائین یہ بے مہرباتین
زمانے کو کہنا زمانا بُرا ہے

تماشائے صورت مین ہے لطف لیکن
نظر سے نظر کا ملانا بُرا ہے

تمھین قدر کیا ہو کسی دل جلے کی
جلے ہو تو جا تو جلانا بُرا ہے

شب غیر مین شمع روشن نہ کیجے
نہ ہنسئے جلا کر جلانا بُرا ہے

گلستان مین جاکر تماشا دکھانا
یہان بے حجابانہ آنا بُرا ہے

مرا غم کا قصہ نہ کہیو نہ کہیو
کہ دل اوسکا قاصد دکھانا بُرا ہے

ستاؤ نہ دل کو تمہارا ہی دل ہے
ستائے ہوئے کا ستانا بُرا ہے

سنا غم دل شکایت ہے اوسکی
تقاضا نہ سمجھے وفا نا بُرا ہے

لگاتی ہو دل کو حسینون سے راقم
سنبھل کر چلو تم زمانا بُرا ہے

نالہ بیکار مرا حاصل تاثیر مین ہے
لفظ تاثیر لکھا ہی نہین تقدیر مین ہے

وہ نہ آیا نہ سہی غیر کی توقیر مین ہے
موت کس کام مین ہے کون سی تدبیر مین ہے

دامن اونکا ہوا چھٹ جا ہے یہ چھوٹے کیونکر
جان اٹکی ہوئی ایک زلف گرہ گیر مین ہے

فرق نقطہ کا ہے ناکام کو باکام لکھے
اتنی قدرت قلم کاتب تقدیر مین ہے

شکل غارت گر ایمان وہ ہوگی کیسی
عالم حسن جو یہ عالم تصویر مین ہے

تم سے بیگانہ مزاجون سے بنے گی کیونکر
جو مرے دل مین نہین آپکی تقریر مین ہے

ہم دعا مانگتے کھوتے ہین دعا کی توقیر
شکل تاثیر چھپی غیر کی تقدیر مین ہے

دیکھتے چشم فسون گر کو ہوتے مجروح
کسکو معلوم تھا یہ زہر بھرا تیر مین ہے

کچھ تو ہے شیشہ و ساغر جو دہرے ہین آگے
اور اغماض نظر بھی کسی تدبیر مین ہے

قتل کرنے مجھے تم آتے ہو نازک ہو کر
پہلے یہ دیکھ لو دم سینۂ شمشیر مین ہے

ناز کرتے ہو اسی طرز سخن پر راقم
اتنی شوخی نہین جو زمزمۂ میر مین ہے

کہتے ہین آنے کو وہ آئین نہ آئین دیکھیے
شوق مین کب تک ہمین رستا دکھائین دیکھیے

بنتے و مجھ پر جفاؤن پر جفائین دیکھیے
مجھسے بھی ہونے لگین گی اب خطائین دیکھیے

ابتداے عشق مین کیا کچھ ہوے مجھپر ستم
آگے آگے کیا پڑین سر پر بلائین دیکھیے

آج اونسے گفتگوے وصل پھر کرنیکو ہون
آرزوئین رائیگان ہون یا برآئین دیکھیے

وصل مین اغماض کرنا آپ ہی کر لین خیال
پھر مری خواہش پہ بیگانہ ادائین دیکھیے

ہم نفس ہین مین ہون قسمت آزما امیدوار
کس کو تنہا پاس اپنے وہ بلائین دیکھیے

امتحان نظرون مین کر لو پھر وفا کھلجائیگی
پھر مری الفت دیکھئے اپنی جفائین دیکھیے

دل پھرا ہے اونکی خو سے اسقدر اپنا ندیم
وہ بلائین ہمکو ہم جائین نہ جائین دیکھیے

روٹھکے رہیے بولتے ہو یہ کوئی انداز ہے
رنگ الفت کو مٹا دین گی ادائین دیکھیے

اسلئے کرتے جاتے ہین راقم تقاضا وصل کا
شاد ہو کر آئین یا ناشاد آئین دیکھیے

آج کیون خاطر ہے برہم بیقراری دل مین ہے
رشک کیون رہ رہ کے جاتا یار کی محفل مین ہے

کوئی حاصل ہو نہو اب تو قدم منزل مین ہے
کچھ تو بے حاصل توقع سعی بے حاصل مین ہے

ہاے محرومی کہ عرض حال بھی مشکل مین ہے
لب پہ رہ جاتا ہے مطلب جو ہمارے دل مین ہے

وان وفا کی آزمایش مین نو آموز وفا
یا الٰہی خیر ہو خنجر کف قاتل مین ہے

جانتا ہون خواہشون کا جو ملے والسے جواب
اونکے جو کچھہ جی مین ہے وہ سب ہمارے دلمین ہے

مہر و کین کا ہے تماشا قاتل و مقتول مین
جان بکف ہمین مین کہڑا خنجر بکف قاتل مین ہے

کوئی باعث ہے کہ دل ہے شادمان فریاد سے
لذت فریاد جو فریاد سے حاصل مین ہے

وصل مین اغماض کیسا شرم تنہائی مین کیون
کیا سمایا آپ کے اندیشہ باطل مین ہے

سات ہین ناکامیان اور بحر الفت بے کنار
یہ سفینہ ڈوبنے والا لب ساحل مین ہے

وصل سے انکار اونکو یان تمنائے وصال
وان وفا مشکل مین ہے یان آرزو مشکل مین ہے

کیون کرین اظہار مقصد کیون سبک نظرون مین ہون
اونکی عادت کینہ جو ہے کینہ آب و گل مین ہے

درد فرقت رشک دشمن رنج ناکامی سوا
رحم کر یارب دل بیتاب کس مشکل مین ہے

عرض حال دل معما ہے سمجھہ جاؤ تمہین
کیا تمہارے جی مین ہے اور کیا ہمارے دل مین ہے

لذت مردن ہی راقم اپنی قسمت مین نہین
جان خنجر مین ہے اُنکی اور دل قاتل مین ہے

کام تدبیر نہ تاثیر دعا کرتی ہے
وہی ہوتا ہے جو تقدیر خدا کرتی ہے

تم سے زلف اچھی ہے کچھہ پاس وفا کرتی ہے
تازہ بو سے نفس باد صبا کرتی ہے

تا نہ بے کار تمہارے نہ اُٹھائے جاتے
ہان وفا مجکو گرانبار جفا کرتی ہے

اوسکی عادت نہین اغماض کی اغماض کرے
میری خواہش مجھے ناکام رکھا کرتی ہے

نکہت پیرہن یار سنگھا کر مجھہ کو
ہجر مین اور پریشان صبا کرتی ہے

رات رو پیٹ کے کٹ جاتی ہے فرقت کی مگر
صبح فرہاد کا پہر کام لیا کرتی ہے

کوئی شب طول مین ہوگی نہ شب غم سے دراز
خون پی پی کے جو عاشق کا بڑہا کرتی ہے

تم ہو عالم مین اگر اپنے ہی قایم امید
مل ہی جاینگے اگر عمر وفا کرتی ہے

کیا کہین خستگیٔ دل کی حقیقت اپنی
راتدن آگ سی سینہ مین جلا کرتی ہے

اپنا دل کہول کے ارمان شب تار نکال
موت ہی سوتی ہے آرام قضا کرتی ہے

اونکو فریاد نے بے چین کیا ہے میری
اب وہ سمجھے کہ اثر آہ رسا کرتی ہے

صبح امید ہی ہوجائگی راقم کی ضرور
جان بے صبر جدا ہوتی ہے کیا کرتی ہے

آہ کو سمجھے ہتے تسکین کی دوا کرتی ہے
کیسی تسکین مری حالت کو سوا کرتی ہے

جہوٹ ہے چشم فسون کار حیا کرتی ہے
شرم ہی شرم مین عالم کو فنا کرتی ہے

کیون نہ ممنون صبا ہون شب غم مین اکثر
خاطر سوختہ کو شاد کیا کرتی ہے

موت آتی نہین اچہا نہ سہی وقت نہین
نیند کس شغل مین اُلجہی ہے وہ کیا کرتی ہے

اب تمنا کی یہ صورت ہے شب وعدہ مین
مثل پروانہ سر شمع جلا کرتی ہے

شوق کی یان تو یہ حالت کہ ہمین چین نہین
وان تساہل مین طبیعت ہی رہا کرتی ہے

آزمائین تو سہی آہ غلط کار کو ہم
یہ کسی دل مین بہی تاثیر سے جا کرتی ہے

محتسب خیر ہے اس ابر و ہوا مین تنبیہ
ایسے موسم مین کہین توبہ رہا کرتی ہے

مین تو سو ضبط کرون درد سے فرقت کی مگر
یاد بے مہر مجہے گرم نوا کرتی ہے

ہوچکا دل کا جو ہونا تہا خدا پر چہوڑو
اب دعا کرتی ہے چارہ نہ دوا کرتی ہے

بس خدا ہی نظر آجاتا ہے سچ تو یہ ہے
جب جدا رخ سے نقاب اوسکی صبا کرتی ہے

اب مسیحا کی مسیحائی سے ہوتا کیا ہے
چوٹ اچہی کسی دل کی ہی ہوا کرتی ہے

عشق کا ہمنے تو انجام یہ دیکہا راقم
آرزو خاک مین عاشق کی ملا کرتی ہے

رات بھر تکرار اون سے دو بدو ہوتی رہی
آرزو کی میری کیا کیا آبرو ہوتی رہی

خواہشون سے میری برہم اونکی خو ہوتی رہی
آرزو مٹتی گئی حسرت لہو ہوتی رہی

وصل کا اصرار مجکو اور اونہیں انکار وصل
منتون مین صرف اپنی آرزو ہوتی رہی

یہ گریبان کب بچے گا جیب جنون کی ہات سے
جیب سو سو بار تا دامن رفو ہوتی رہی

مین فریبون مین نہ آیا یار کی بچہار
زلف لیکن پر شکن طوق گلو ہوتی رہی

آسمان ظالم نہ ٹوٹا صحبت بیگانہ پر
دشمنون کی دعوت جام و سبو ہوتی رہی

کام نکلا یا نہ نکلا نام باقی رہ گیا
داستان عشق میری چار سو ہوتی رہی

دور مے وہ رنگ لایا وصل فرقت بن گیا
عیش کی دشمن شراب مشکبو ہوتی رہی

مدعا کہتا رہا مین اور وہ ہنستے رہے
دل لگی مین الجھی الجھی گفتگو ہوتی رہی

اشتیاق وصل دل مین جتنا ان بڑھتا گیا
اونکی مجھسے کچھہ سوا آزردہ خو ہوتی رہی

ہو چکا ہونا تہا جو کچھہ ذکر چھوڑو وصل کا
عمر آخر ہو گئی طے گفت گو ہوتی رہی

تم وفا کرتے رہے راقم مگر وان عمر بھر
جان لینے کی تمہاری جستجو ہوتی رہی

عیش کی رات مقدر سے اگر ہوتی ہے
بات کرنی نہیں پاتے کہ سحر ہوتی ہے

نیند آتی ہے نہ فرقت مین سحر ہوتی ہے
زندگی موت کی صورت سے بسر ہوتی ہے

غم کی شب ایسے تکلف سے بسر ہوتی ہے
در و دیوار سے باتون مین سحر ہوتی ہے

کوئی دکھہ درد اگر ہو تو کہین اسکا کیا
ایک بے چینی سی کچھہ شام و سحر ہوتی ہے

تم نہ ہوتے تو زمانہ مین اندھیرا رہتا
رو نمائی کو تمہاری یہ سحر ہوتی ہے

حشر سا مجھہ پہ دم عیش گزر جاتا ہے
رات جب وقت ہم آغوش سحر ہوتی ہے

وعدہ پر آتے ہو نا خواستہ دل ایسے تم
کہ سوئے رہگذر غیر نظر ہوتی ہے

رات فرقت کی گزرتی ہے قیامت کیطرح
عید ہوتی ہے جو قسمت سے سحر ہوتی ہے

ہمکو اندوہ غم یار مین یہ ہوش نہین
شام کب ہوتی ہے کسوقت سحر ہوتی ہے

جو اندہیرے مین ہمیشہ رہے وہ کیا جانے
روز کہتے ہین کسے کیسے سحر ہوتی ہے

شام غیرون کی سحر غیرون کی راتین انکی
نامرادون کی کوئی شب بہ سحر ہوتی ہے

اب اوٹھانا پڑا احسان مسیحا ہم کو
کل سے پھر کچھ خلش زخم جگر ہوتی ہے

ایسے آنے سے تمہارے تو نہ آنا اچھا
دل کہین دہیان کہین در پہ نظر ہوتی ہے

مجکو دہوکا یہی ہوتا ہے کہ قاصد آیا
جسکی صورت پہ پڑی گرد سفر ہوتی ہے

ہونے دو داوس نگہ مست مین جانانہ ادا
ہم دکہادینگے خدائی کو کدہر ہوتی ہے

کہتے ہین وصل کو کل پر رکہو سونے دو ہمین
رات تہوڑی رہی دم بہر مین سحر ہوتی ہے

راقم اس نالہ و فریاد سے غافل کیا ہے
کون سنتا ہے وہان کسکو خبر ہوتی ہے

ایمان سے کہو بیٹھے ہین کس کا خیال ہے
عشرت کے وقت منہ پہ یہ کیسا ملال ہے

اسد جانتا ہے برا اب تو حال ہے
کہدو زبان سے کونسا تر د وصال ہے

دل مفت مانگتے ہو تلافی عبث کچھ نہین
کیا مال ہے حرام کا چوری کا مال ہے

اونکا خیال کچھ ہے ہمارا خیال کچھ
الجھا ہے دل ابھی مین جواب و سوال ہے

فرقت مین عمر کٹتی ہے امید و یاس مین
مرنے سے بچ بھی جائین تو جینا محال ہے

گردن جھکا کے دیکھئے میری وفائے عشق
پہلو مین دل سا آئینہ بے مثال ہے

خواہش کو میری پوچھتے ہو دیکھتے نہین
منہ پر غرض پرستی ہے صورت سوال ہے

سنتا ہون آج آئیگا وہ وہم ہے مجھے
رستہ مین سو بلائین ہین وہ خوش جمال ہے

ملنے کی جی مین ہو تو ملو سو بہانہ سے
بیکار حجتین ہین عبث قیل و قال ہے

تہا شب کو مین ہی صحبت اغیار کا شریک
میری جبین پہ یہ عرق انفعال ہے

مجکو دکہاکے چلتے ہو تم آسمان کی چال
کچھ تم کو نازکی کا بہی اپنے خیال ہے

راقم جہان مین مہر نہ اب مہربان کوئی
سچ ہے کہ اس زمانہ مین الفت کا کال ہے

وان ذوق جلوہ زائی حسن و جمال ہے
اپنا ہزار رشک سے آشفتہ حال ہے

دشوار اونکا وصل ہے ملنا محال ہے
چھوڑو بہی فکر وصل کہان انکا وبال ہے

ناصور دل مین ڈال دئے ہجر یار نے
اب ہم سے پردہ داری الفت محال ہے

دیکھے سے اوسکے چین نہ بے دیکھے اوسکے چین
کس کشمکش مین دل ہے کشاکش مین حال ہے

پائے جنون دراز ہے پہیلائے کہان
گہر مین زمین کا قحط ہے صحرا مین کال ہے

تو اور بوئے زلف صبا تیرا یہ دماغ
کیا زلف یار نافۂ مشک غزال ہے

مرتے ہین خواہ جیتے ہین اچہا کسیکو کیا
اس حال مین بہی ہمکو کسی کا خیال ہے

دل کے کہے سنے پہ ڈبودی رہی سہی
روتے ہین اب کہ بند جواب و سوال ہے

آغوش مین رقیب کے ہو تم سا مہ جبین
اسپر غرور حسن ہے ناز جمال ہے

واعظ سے تم سنو نہین راقم حدیث مے
کہتے دوا اوسکو وہ پیر دانیال ہے

اتنا تو تنگ ہو صحن بیابان ہم سے
کتنے آئینگے ابہی بے سر و سامان ہم سے

رام ہوگا نہوا کافر ایمان ہم سے
مثل سایہ ہے مدا روز گریزان ہم سے

ٹوٹے ہین آبلہ پا سے سر خار اتنے
کہ سرکنے لگے اب خار مغیلان ہم سے

تیرے پیمان شکنی سے نرہی ضبط کی تاب
اب چھپایا نہین جاتا غم پنہان ہم سے

ایک دن وصل ہوا تھا یہ قیامت آئی
آجتک لیتی ہے بدلے شب ہجران ہم سے

ڈھونڈتا ہے دل مشتاق وہ سامان وصال
کوئی ہوتا تھا کبھی دست و گریبان ہم سے

آپ آئے نہین کہتے ہو تقاضا کیا ہے
یان یہ رکتا ہی نہین گریہ کا طوفان ہمسے

جان ہمسے ہی رہی پوچھتے کہتا کیا ہے
کچھہ تو کہتا تھا اشارون مین نگہبان ہمسے

ہمکو کچھہ یاد دلاتے ہین تقاضا کیسا
ہمنے اصرار کیا آپ نے پیمان ہم سے

غیر دن رات وہان رہتے ہین اب لطف گیا
کل چھٹا آج چھٹا کوچہ جانان ہم سے

یہ بھی ایک ناز فروشی ہے ادائین کیسی
سینہ دانستہ چھپانا تہ دامان ہم سے

بے بلائے کبھی آجاؤ تو احسان ہوگا
اپنے احسان کا پھر پوچھنا احسان ہمسے

برق نے بھی دل مضطر کی اڑائے انداز
ابر سیکھا روش دیدہ گریان ہم سے

جانتے ہین کہ وہی راہ فنا ہے راقم
چھوٹ سکتا نہین پھر کوچہ جانان ہمسے

وہ بھی ہین کشمکش عشق مین حیران ہمسے
غیر اونسے ہین پشیمان وہ پشیمان ہمسے

دیکھی جاتی نہین وحشت کے یہ سامان ہمسے
ہم گریبان سے ہین تنگ گریبان ہمسے

اسقدر قطع تعلق نہو نادان ہمسے
ہم بھی ارمان سے مایوس ہین ارمان ہمسے

دشت گردی نے کیا آبلہ پا آخر کار
ہم بیابان سے ہین بیزار بیابان ہمسے

رات اور رات بھی تاریک کسی کا پھر ذکر
ہم شب ہجر سے کرتی رہے ہجران ہمسے

دل کو سو ربط کسی سے ہین دل سے سو ربط
دل سے بیزار ہین ہم اور دل نادان ہمسے

کیون لئے جاتا ہے زندان مین ہمین جوش جنون ۔ ہم نہ زندان سے ہین مانوس نہ زندان ہمسے

ہمنشین یار غضب ناز سے آتا ہے سنبھال ۔ جان سے ہم گئے اور جان پریشان ہمسے

غیر اور سیر چمن زار مبارک ہو تمہین ۔ سیر گل سے گئے ہم سیر گلستان ہمسے

اوسپہ دل آیا ہے راقم کہ جسے دین سے ضد
ایسا کافر کبھی ہوگا نہ مسلمان ہم سے

جم گئی یار کے سینہ پہ کدورت میری ۔ خاک ہوکر تو رہی یار سے محبت میری

شاد دل غیر ہو کھل گئی قسمت میری ۔ دیکھہ رکھے وہ بلائے شب فرقت میری

کرتے رہتے ہین شکایت پہ شکایت میری ۔ یار سے کچھہ دل مین ہے گنجایش الفت میری

عشق سے ہو گئے مانوس طبیعت میری ۔ مجکو کہا کرے یہ رہیگی کبھی فرقت میری

تجھسے ہے کاتب تقدیر شکایت مجکو ۔ صورت غیر کی آئینہ ہو حسرت میری

بات بگڑی ہوئی خالق ہی بنائے تو بنے ۔ یار کی صاف طبیعت نہ طبیعت میری

کسپہ دل آیا ہے اور آیا ہے کیسا کافر ۔ دل کی جو قدر نہ جانے نہ حقیقت میری

ناز اور ناز جفا اوسکا اوٹھانا میرا ۔ واہ رے شوق گرانباری ہمت میری

مجکو آزردہ گئے یار کا ہوتا ہے خیال ۔ ورنہ کیا کیا ہی نہین چاہتی جرأت میری

اور بڑہ جا شب تاریک بھلا ہو تیرا ۔ کچھہ بہلتی رہی تجھسے ہی طبیعت میری

روز قسمت کا گلا کرتے تھے اب حال کھلا ۔ وقف آزردگی غیر ہے قسمت میری

زلف ہوتی کسی رخ پر کہین کاکل بنتے ۔ زینت غمکدہ کیون ہے شب فرقت میری

شرم سے اونکی عجب حال تہا میرا دم وصل ۔ صورت یار کی آئینہ تہی حسرت میری

دوست کے پاس لئے جاتے ہو مجکو راقم ۔ سات اپنے نہ ڈبونا کہین حرمت میری

جلتے جلتے یہ ہوئی عشق مین شہرت میری
شمع کرنے لگی تقلید محبت میری

مژدہ اے دل کہ تمنا ہوئی رخصت میری
اب کوئی دن کے یہ مہمان ہے فرقت میری

ایک دن رسم ورہ غیر مین جائیگی ضرور
آبروے عشق کی شرم آپ کی غیرت میری

سایہ قامت کا سہی سات تمہاری کیون ہو
شرکت غیر سے آزردہ ہے غیرت میری

اوسکا وعدہ نہین پیمان نہین اقرار نہین
منتظر رہنے کی کچھہ ہے مگر عادت میری

ایسی ہوگی کوئی صورت جو بگڑ کر بنجائے
یان تو بن بن کے بگڑ جاتی ہے صورت میری

اختیار قلم قاسم قسمت مین نہین
آپ کہوین تو ابھی کھلتی ہے قسمت میری

جو خدا کا نہین اپنا نہین کسکا ہوگا
آئی اور آئی ہے ایسے پہ طبیعت میری

آپکی روز جزا کون گواہی دیگا
ہان مگر منہ پہ برستی ہوی حسرت میری

یادگار رہ گئین اسد کے ہے یہ بند راقم
کیا ہوا بزم سخن مین نہین شہرت میری

کیا سبک دہر سے ہم اہل جہان جائینگے
دوش احباب پہ رکھی ہوئی جان جائینگے

لطف اوس بزم مین کیا غیر جہان جائینگے
ہمتو رخ بھی نہ کرینگے نہ وہان جائینگے

تم نہ آؤگے تمنا مین یہ روتے روتے
ایک دن دیدۂ خونناب فشان جائینگے

مجھسے جب عشق کے انداز چھٹین گے ناصح
جان کے سات مرے تاب و توان جائینگے

ہمتو چلائینگے شب و روز مگر اے ہمدم
کان تک یار کے غوغا و فغان جائینگے

تیری تقریر پسند آئے ہے اونکو ہم بھی
تیری خاطر سے کسی سوز زبان جائینگے

یار کی کیون نہ پریشانی خاطر ہوگی
ہم سے جب سامنے آشفتہ بیان جائینگے

زردی رنگ نہین جسکو مسیحا کہو دین
کس طرح سینہ کے یہ داغ نہان جائینگے

ہمکو ڈہونڈا ہی کریگی شب غم دنیا مین
غیر کیا جاینگے وان جان پہ آپڑی ہے اپنے

ایسے یاران سے کبھی بے نام و نشان جاینگے
بزم مین اوسکے ہمین دشمن جان جاینگے

ہو گئے ہم تو رہ دوست مین فانی راقم
چہوڑ کر کوچہ جانان کو کہان جاینگے

خطا کی اے دل نادان خطا کی
خدا کی شان یہ قسمت حنا کی

تمنا کی تو کس نا آشنا کی
بنی مشاطہ اوسکے دست و پا کی

بتا کر شوخیان اوسکو ادا کی
ڈبوئی ہمنے قسمت مدعا کی

بیان سنکر مرا جلتے ہین شاہد
زبان مین میری گرمی ہے بلا کی

فراق یار سے گہٹنے لگا دم
دہائی ہے دہائی ہے خدا کی

مرا وعدہ رقیبون سے وفا ہو
ہوئی تاثیر کیا الٹی دعا کی

کئی دن سے وہ گہبرائے ہوئے ہین
رسائی کچھہ ہوئی آہ رسا کی

نہ کہتے مدعا نخوت نہ ہوتی
یہ خوبی ہے ہماری التجا کی

ہوئے ہم خاک بہی اوس رہگذر مین
رہی حسرت ہی وصل نقش پا کی

وقار التجا بہی ہم نے کہویا
عبث جا جا کے اونسے التجا کی

امیدین اپنی سب قایم رہینگے
اگر وہ ہین خدائی مین خدا کی

یہان تو ہو چکی راقم ملاقات
توقع باقی ہے روز جزا کی

دیکہین تو قدم اب بڑہین اغیار کے آگے
اظہار کرین درد کا جب یار کے آگے

بچہواے ہین کانٹے در دلدار کے آگے
کہتا ہے کہ جاؤ کسی عطار کے آگے

رنج اتنے نہ دینا مجھے آزار کے آگے
تو قہر ستم جائیگی اغیار کے آگے

جاتے تو ہین برق نگہہ یار کے آگے
موسی نہ نہین جلوہ دیدار کے آگے

کس لطف سے کٹتی ہے شب غم کی دراتی
افسانہ سناکر در و دیوار کے آگے

یہ ذوق شہادت نہین آزار کا ہے شوق
سر آپ کٹے دیتے ہین تلوار کے آگے

مستانہ خرامی کا اونہے شوق ہے اتنا
محشر کو سمجھتے نہین رفتار کے آگے

ہم جان کے بیمار بنے آئین وہ شاید
آتے نہین وہ وہم سے بیمار کے آگے

کچھہ آے مزا قتل کا اوس عربدہ جو کو
ہم بہی کرین کچھہ شوخیان تلوار کے آگے

جاتے ہین گلا کرنے گلا کر نہین سکتے
ہلتے نہین لب شوخ کی گفتار کے آگے

تاثیر تو ہے میری نگاہون مین ہی لیکن
چلتی نہین اوس چشم فسون کار کے آگے

کہتے ہو کہ اغیار سے ملتے نہین اچھا
کہدو گے قسم کہا کے تم اغیار کے آگے

جب اوس سے تقاضائے ملاقات کرین ہم
کہتا ہے کہو شاہد بازار کے آگے

گبہرائے شب ہجر سے تم تو ہی راقم
انداز تو دیکہو گے شب تار کے آگے

وصل مین چشم تر نہو جائے
مدعا کا ضرر نہو جائے

روک دامن سے شمع وصل نسیم
شام عزت سحر نہو جائے

ہر بلا کا نزول ہے گہر پر
کہین جنگل یہ گہر نہو جائے

چہوڑ دو اپنا شوق خودبینی
تمکو اپنی نظر نہو جائے

کوئی جانان مین جاتے ڈرتا ہون
دشمنون کو خبر نہو جائے

مدتون مین ہوا ہے وصل نصیب
یا الٰہی سحر نہ ہو جائے

ناتوانی توان بچائے رکھہ
نذر جادو نظر نہو جائے

وصل کی ہم دعا تو کرتے ہین
کہین الٹا اثر نہو جائے

آنکھہ اوسکی پہری دکہا دینگے
پہر قیامت اگر نہو جائے

یہ تو ممکن نہین محبت مین
دل کی دل کو خبر نہو جائے

نالہ کرتے ہوئے بہی ڈرتا ہون
یار کو درد سر نہو جائے

بات دلالہ سے نکر راقم
بدگمان کو خبر نہو جائے

حسینون سے نکر الفت دل ناشاد کہتے تہے
لہو رلوائینگے کافر ستم ایجاد کہتے تہے

نکرنا تہا تہ گردون مین آباد کہتے تہے
ستائے گا کبہی یہ چرخ بے بنیاد کہتے تہے

ستم سمجہے وفائے یار کو ہم کتنے نادان ہین
محبت کی ادا تہی جسکو ہم بیداد کہتے تہے

وہ دن اب یاد آتے ہین کہ ہم تم بزم آرا تہے
غزلخوان مطرب و ساقی مبارکباد کہتے تہے

وہ لطف شکوہ سنجی بہی شایا ناتوانی نے
کسیکی یاد مین جو کچہہ دم فریاد کہتے تہے

کوئی ہوگا وفا پیشہ کسی کا ذکر سنتے ہین
کسیکو غیر عیدون مین ستم ایجاد کہتے تہے

کبہی زندان مین رہتے تہے تو ایسے شاد رہتے تہے
اسیری مین بہی ہمکو ہمنفس آزاد کہتے تہے

بغل مین کہنچ چکی تصویر الفت آپکی پہری
رہے ہین مجہسے یہ دونون مانی و بہزاد کہتے تہے

جنون تہا عشق کیسا تیشہ زن نے بیستون کہودا
تماشائی اوسے خون گرمئ فرہاد کہتے تہے

جفا چہوڑو ہوئی شہرت تمہارے عشق بازی مین
ستم کش مجکو تمکو بانئ بیداد کہتے تہے

نہین سمجہا نہین سمجہا تپ سوز نہانی ہے
رگ جان پر نہ رکہہ نشتر بجہے فصاد کہتے تہے

برا ہو آسمان تیرا اجاڑا عین عشرت مین
جہان آباد جسکو ہم ارم آباد کہتے تہے

نہ ملنا مست پیمان سے ہدایت عقل کرتے تھے
مگر ارمان دل کے ہر چہ باد اباد کہتے تھے

نہ چھوڑو اسکو تم راقمؔ خراب آباد اچھا ہے
کہان ہوگی یہ آزادی کروگے یاد کہتے تھے

آپکو میرے پاس وہ سو بار آئین گے
جب آئین گے ستائینگے بیکار آئینگے

ضد سے دکھلانے اپنا وہ رخسار آئینگے
تجھکو جلانے شمع شب تار آئین گے

سنتے ہین آج وہ لئے تلوار آئین گے
شکوون کی اب مزے دل بیمار آئین گے

بزم عدو سے اوسکو رلا کر اٹھائینگے
جب زور پر یہ دیدہ خونبار آئینگے

اسکی زمین ہے کوئی منع کیون کرے
سو بار یان سے جائینگے سو بار آئین گے

دیکھینگے ہم ضرور تمہین تم چھپا کرو
سایہ کی طرح ہم پس دیوار آئینگے

تمکو ہے کھیل جلوہ گری کا مجھے ہے رشک
موسے کی طرح طالب دیدار آئین گے

کیونکر بلاون اوسکو وہ آئیگا بے نقاب
پروانے دہوکہ کہائینگے دو چار آئینگے

بگڑی ہی گی اور بہی مری اونکی رہی سہی
جب شکوے درمیان دم گفتار آئینگے

کیا جائین بزم یار مین جی چاہتا نہین
ہشیار گہر سے جائین گے بیمار آئین گے

سو بار ہمتو جائین وہان جاکے کیا کرین
کہاکے فریب محرم اسرار آئین گے

آنے نہ دیگے تم ہمین ہم دل مین آپکے
مثل خیال عشرت اغیار آئین گے

سن رکھا ہی سے رحمت حق شادمانیان
مہمان تیرے گہر مین گنہگار آئین گے

رونے کا تار روز یہی ہے تو ایک دن
پھوٹین گے یا یہ دیدہ خونبار آئین گے

کس کا جواب نامہ مگر پارہائے خط
اڑتے ہوا پہ دیکھنا دو چار آئین گے

ہر بات پر سکوت ہے وان حوصلے ترے
کس روز کام ہمت دشوار آئین گے

راقم تمہارے سات کسی دن چلینگے ہم
طے کرکے اون سے روز کی تکرار آینگے

دل تشنہ بیداد دل آرام بہت ہے
اسکو ہوس وصل گل اندام بہت ہے

قاصد یہی کہتا ہے وہ آئے گا مقرر
کیونکر یہ یقین آئے وہ خودکام بہت ہے

دل لینے کی تقریب ہے یہ ناز فروشی
الفت نہ محبت طمع خام بہت ہے

آغاز مین دیوانہ سوی نے ہمین گھیرا
وان دور ابہی عشق کا انجام بہت ہے

الفت ہنین یہ ظاہری عشاق نوازی
کچھ بہید ہے اسمین یہی جو وہ رام بہت ہے

ہم کوہکن و قیس کی سنتے ہین کہانی
دنیا مین ہوس پیشہ کا یہی نام بہت ہے

بس ذکر نکر یار کی بے مہری کا قاصد
خاطر پہ گرانبار ئے الام بہت ہے

سامان نہ ہے عشق کے اب کیا کوی لیگا
ایک دل ہے ہوسناک وہ ناکام بہت ہے

کیا اسکا وفا نام ہے جو تمنے وفا کے
انعام تو کچھ بہی ہنین الزام بہت ہے

جی چاہتا ہے ملنے کو ہم کیا کرین ملکر
کم یاس سخن ہے اوسے ابرام بہت ہے

جاتا ہنین اس کوچے مین دل سہم گیا ہے
ڈرتا ہے کہ رستہ مین بچھا دام بہت ہے

مجکو ہنین ہے شوق ملاقات کا اتنا
دل کو ہوس بوسہ بہ پیغام بہت ہے

کی ہمنے وفا یہی مگر انجام یہ دیکھا
بے مہر کو قدر دل ناکام بہت ہے

اظہار تمنا سنا سنکر یہ تبسم
کہتے ہین ابہی گردش ایام بہت ہے

ملنے کی کوی راہ نئے اب تو نکالو
تم سے ابہی بدظن دل ناکام بہت ہے

معشوق تو اچہے ہو مگر خو ہنین اچھی
ہر صبح ستم کم ہے جفا شام بہت ہے

تعریف جو تم کرتے ہو معشوق کی راقم
کیا تمکو ملا دوست سے آرام بہت ہے

جدہر یار کی کچھہ نظر ہو گئی
خدا کی خدائی ادہر ہو گئی

چھپایا بہت ہمنے سینہ مین راز
مگر چشم تر پردہ در ہو گئی

قیامت کی شب ہی شب انتظار
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

نظر اوسکی صورت پہ جمتی نہین
مقرر کسی کی نظر ہو گئی

وہ آئے اب آئے ہمین شام سے
یہی کہتے کہتے سحر ہو گئی

فغان کو اثر مند سنتے تہے ہم
ہمین وہ بہی ایک دردسر ہو گئی

میری زندگی خوگر عشق تہی
یون ہی مرتے جیتے بسر ہو گئی

نظر اپنی کرنے لگی قاصدی
تری قدر کم نامہ بر ہو گئی

طبیعت کا کچھہ طور بے طور ہے
کسی کی پسند نظر ہو گئی

مزا آئے گا صحبت غیر کا
اگر آسمان کو خبر ہو گئی

تلافی یہی ہے غم کی راقم ضرور
اسی آرزو مین بسر ہو گئی

فصل گل اور سرگرانی ہے
بس یہی موت کی نشانی ہے

آج پہر بزم مین وہ آئے گا
دیکہئے کس کی شامت آئی ہے

کوئی مرکر نہین جیا لیکن
اپنے مرنے مین زندگانی ہے

کس کا اقرار کون آتا ہے
نامہ بر کی فقط زبانی ہے

ناز دلدار ہی نہین اٹہتا
ناتوانی سے ناتوانی ہے

جانتا ہون نگاہ مہر افزا
یہ بہی انداز دلستانی ہے

روز مرتے ہین اور جیتے ہین
سخت جانی سے سخت جانی ہے

دل پکڑتا ہے نامہ بر کا بیان
یہ کسی اور کی زبانی ہے

آج جاتے ہین نامہ بر کے ساتھ
آج تقدیر آزمانی ہے

بہیجکر نامہ بر کو گہتا ہون
کسقدر دل مین بدگمانی ہے

اثر گریہ رنگ لائے گا
مژہ کو شوق خون چکانی ہے

آج ہم بچ گئے تو پہر کل کیا
موت آنی ہے اور آنی ہے

غیر کو چھوڑ وہ نہ آئین گے
یان عبث دل کو شادمانی ہے

کام کر جائے گا کبہی نہ کبہی
اثر نالہ امتحانی ہے

زخم ظاہر دکہا و کہتے ہین
داغ دل ہی کوئی نشانی ہے

دل کو تم سے عزیز ہم رکہین
وہ بہی جب چیز آنی جانی ہے

جان اونپر نثار کرتے ہین
وہ سمجھتے ہین سب کہانی ہے

ہم دل آزار دون سے واقف ہین
اون کا یہ ناز مہربانی ہے

راقم اچھا ہمین برا نہ کہو
اسد اللہ کی نشانی ہے

دیکہکر ناز شوخ طینت کے
فتنے چھپ چھپ گئے قیامت کے

غمزۂ چشم بے مروت کے
دل مین چبہتے ہین کس قیامت کے

غیر کو پہلو مین بٹہاتے ہو
مستحق ہم نہین ہین خلوت کے

عشوہ و غمزہ و حیا و شرم
سب ہین انداز اسکے آفت کے

تم ہمین پاس سے اٹہاتے ہو
ہم ہی کیا فتنے ہین قیامت کے

آج کیون اڑگئی ہماری نیند
ہمکو عادی ہی خواب عشرت کے

دشنہ ہے دشمن گلو پہر کیا
ہاتہہ قاتل کے ہین قیامت کے

کچہہ مجہے کچہہ عدو کو دینا تہا
حصے کرنے تہے رنج و راحت کے

طعنہ غیر بے مزہ کیون ہون
وہ نمک پاش ہین جراحت کے

داغ حسرت رہے تہے جو باقی
ہوگئے سب چراغ تربت کے

ہر طرح تم پسند ہو ہم کو
بگڑو جب بہی بنا و صورت کے

وصل کی شب بہی بے مزہ گزری
سارے دفتر کہلے شکایت کے

وہ ہین اور آئینہ ہے اب راقمؔ
آپ عاشق ہین اپنی صورت کے

شکایت درد و غم کی دلستان سے
امید ہین مہر کی نامہربان سے

نکلنے کو ہے اب صیاد بلبل
کوئی دو چار دن ہین گلستان سے

تغافل کاریان چہوڑو چلے آؤ
گہٹا جاتا ہے دم ضبط فغان سے

کیا کیون دفن مجکو رہگذر مین
ہوئی بدنام کیون تیرے نشان سے

نہ نکلا حرف شوق وصل اکدن
ہماری لب سے اور اونکی زبان سے

یہ لذت پی گئے آب بقا خضر
مگر پچتائے عمر جاودان سے

خدا جانے لکہا کیا بیخودی مین
وہ قاصد سے ہوئے جو بدگمان سے

محبت بڑہ گئی دونون طرف کی
ستم ٹپکا ہے سمجہو آسمان سے

ہمین جینا نہ چہوڑیگی شب غم
نکل کر ہم کہان جائین مکان سے

ٹپکتا ہے در و دیوار سے غم
برستی ہین بلائین آسمان سے

کچہہ ایسے گرمیٔ شوق جفا تہے
کہ مجکو کہینچ لائے لامکان سے

اگر ہے شوق تمکو دل بری کا
ستم دو چار سیکھو آسمان سے
اگر تم مہربان ہو جاو مجھپر
جفا پھر سے لئے آئی کہان سے

قدم پھر ہے در میخانہ راقم
چلو لو آؤ تم پیر مغان سے

دل سے سن لی وہ گفتگو میری
آنکھ مین گھر ہی لہو میری
جوش گریہ نے شور نالہ سے
اور بھی کھوی آبرو میری
کیون کہے کوئی ناسزا مجھکو
کیون سنے کوئی گفتگو میری
زلف بے خم مین دو پیچ و خم
ہوگئی سر حلقہ گلو میری
تم ہی جب خنجر آزما نجاؤ
بات کاٹی نہ کیون عدو میری
پھر سے گریہ نے مدعا کھویا
چشم تر بن گئی عدو میری
دیکھنا جذبہ محبت کو
وہ سنے اور گفتگو میری
تم بری کیسے ہی میرا ذکر کرو
کچھ ہوئی جائے گفتگو میری

دیکھنے یار کو چلو راقم
کبھی ہی ہے یہ آرزو میری

دی تھی گر الفت ستم ایجاد کی
جان بھی دیتے مجھے فولاد کی
طاقت پرواز پھر آتی چلی
منتین کرنی پڑین صیاد کی
خضر نے جاوید جینے کے لئے
سب نشاط زندگی برباد کی
کچھ ہوس شیرین نہ سمجھا اسم عشق
جان شیرین تک گئی فرہاد کی
تیغ قاتل سے مجھے لگ جائے کاش
لذت نکلی بلبل ناشاد کی

کہل گئی قسمت وہ میرے گہر پہ آنے لگے — سعی بے حاصل نہتی فرہاد کی

تہی تغافل کار شیرین اسلیے — جانتے تہے آبرو فرہاد کی

آہی جاتا وعدہ پر وہ تندخو — کچہہ کمی دل مین رہی فریاد کی

یار آئے موت آئے کچہہ تو ہے — رگ پہڑکتی ہے دل ناشاد کی

شاد ہو گئے سنکے کیا کیا بوالہوس — داستان عاشقی اولاد کی

جان آجاتی ہے قالب مین مگر — اوسکی شوخی دیکہکر بیداد کی

گو نہین راقم اسد کا ہم سخن
ہے زبان لیکن جہان آباد کی

جب تک کہ میکدہ کا جہان مین نشان رہے — سر زیر بار منت پیر مغان رہے

ہمکو دیا تہا عشق نہ دیتا اُسنے خدا — وہ نازکی کہ دوش پہ کاکل گران رہے

ہم مٹ گئے ملاسے مگر خوش ہین اے ندیم — کچہہ سنگ آستان پہ جبین کے نشان رہے

وان یہ خیال تیر نہو ہمکنار دل — یان دل کو شوق یہ کہ مین سنان رہے

تسکین ہمکو کیا برا ہے وہ وعدہ کیا کرین — دل محو انتظار وفا جاودان رہے

ہمکو دکہاؤن کہروہی بخت واژگون — دو دن ہی میرے ساتھ اگر آسمان رہے

غیرون سے اختلاط سہی ہان رہے یہ یاد — ہم ہی تمہارے ناز کش پاسبان رہے

اغیار سے اشارہ لطف و کرم کرو — مجہپر نگاہ گرم ہے اے مہربان رہے

مانا کہ وہ برا کہین مجکو کسی طرح — دشمن ہر ایک بات مین کیون ہمزبان رہے

کام و زبان پہ شکوہ ہو تشبیہ یار کا — اس شوخی ادا مین دہن زبان سے بیان رہے

راقم سناؤ اور غزل دل ربائی بزم — ہر سین گہر زبان سے زبان گلفشان رہے

ہان کلک کوئی زمزمۂ دل ستان رہے
بزم سخن ہے پائے سخن درمیان رہے
جلوہ مین حسن حسن مین جلوہ نہان رہے
کرتے مین بات اسطرح مجہپر کہلے نہ حال
اتنی بڑہاؤ شوخیان ناز خرام مین
رفتار مین ادا ہو ادا مین ہو دلبری
آفت مین جان جان کو ہو آرزوے وصل
رنجش یہی ہمنے دیکہی ہے لیکن نہ اسقدر
ہمسے نپوچہیے شب فرقت مین کیا ہوا
فرقت ہو وہ نصیب کہ عشرت کہین جسے
مجکو ہے رشک قتل کو آؤ یہ اسطرح

انداز دل فریبی اہل زبان رہے
نقد سخن بہ اہل سخن ارمغان رہے
برق و بلا بہ کشمکش امتحان رہے
شوخی مین ناز ناز مین شوخی نہان رہے
دل پیسے جائین آپ کا دل شادمان رہے
فتنے سر کٹے جائین قیامت بجان رہے
فرقت مین دل ہو دل مین غم جاودان رہے
خاطر پہ بار بار سے خاطر گران رہے
خونابہ چشم چشم سے آنسو روان رہے
دل کو ہو انتظار کشاکش مین جان رہے
خنجر رہے کمر مین کمر بے نشان رہے

راقمؔ وصال یار کی ہو لو لگی ہوئی
دل محو انتظار سوئے مہمان رہے

آشنا ہی تہا جو آشنا پہلے
مین ہو ادر پہ جیبہ سا پہلے
اونکی پہچے نگاہ بدلی تہی
کیا خبر تہی کمر مین خنجر ہے
واعظوا تہو تو بہ ٹوٹے گی
شامت آئی مرے نگہبان سے

اب وہی مدعی بنا پہلے
نقش میرا ہی مٹ گیا پہلے
آسمان مجسے پہر گیا پہلے
ہمنے سر کو جہکا دیا پہلے
میکدہ عید سے کہلا پہلے
کہدیا مین نے مدعا پہلے

مے مین بہی خوے یار ملتی ہے
تلخ ہے ذایقہ سوا پہلے

مجکو کہنا بُرا بہلا تہا پیچہے
پہر اثر سون ہو مدعا پہلے

چہوڑ کر مجکو یہ دل نادان
ہوگیا اوسکا مبتلا پہلے

اب ستم آفرین بنے ہین بت
تہا جہان آفرین خدا پہلے

عذر ہے خوے بگاڑ دی راقم
وہ نہ تہا خوگر جفا پہلے

تیز کر رکہا ہے خنجر آزمانے کے لئے
دیکہئے کسکو کہین گردن جہکانے کے لئے

آسمان پہرہے جفا کو ہی دکہانے کے لئے
پیچہے پیچہے میرے پہرتا ہے ستانے کے لئے

باغبان سے کہہ صبا اب فصل گل ہے موج زن
چن رکہے کچہہ گل ہمارے آشیانے کے لئے

پہلے سیکہو آسمان سے کچہہ اداے دلستان
پہر کسیکو تاک لینا آزمانے کے لئے

گریہ طوفان خیز حسرت چارہ جو دل نا امید
میرے دشمن ہین یہ سامان دل کہپانے کے لئے

داد رے شانہ کی قسمت رشک سے مرتا ہون مین
شانہ زلفون کے لئے ہے زلف شانے کے لئے

یار نے چٹکی مین اپنے پہر لگا رکہا ہے تیر
تاکتے یا رب ہمارا دل نشانے کے لئے

تمکو ہوگا ایکدن واعظ قیامت کا نصیب
یان شب غم روز ہے محشر اٹہانے کے لئے

عشق پابند وفا کہتا ہے مجہسے ضبط کو
ضبط آمادہ ہے ہر دم غل مچانے کے لئے

تمکو ارمان غیر سے ملنے کا ہے اچہا ملو
ہمکو بتخانے مین بت ہے دل لگانے کے لئے

مین نہ ہوتا عاشق صورت مگر اوسکی ادا
جان کو بس آگئی میری پہنسانے کے لئے

شوق کچہہ کہتا ہے میرا شرم اونکی اور کچہہ
وصل مین یہ کشمکش ہے رات جانے کے لئے

دوستی واعظ سے راقم اور یہ رندانہ مزاج
آستین مین سانپ رکہنا کاٹ کہانے کے لئے

وہ مری عرض تمنا کو کچھہ ایسا سمجھے
جس طرح جوہری گوہر کو نکما سمجھے

مین نہ سمجھا جسے پہر کوئی اوسے کیا سمجھے
عقل ادراک اگر ہو تو معما سمجھے

جب کوئی ذکر وفا کو گلہ بیجا سمجھے
کیا کہے اوس سے جو بچے کو بہی بڈہا سمجھے

میرا انداز سخن ایک تماشا ٹہرا
بات نکلی نہین منہ سے کہ وہ ایما سمجھے

واہ وا حضرت ناصح مجھے سمجھاتے ہین
یہ تو پوچھے کوئی حضرت سے کہ تم کیا سمجھے

مینے پوچھا کہین تم جاوگے پہرنے چلنے
بات اتنی ہی مگر وہ اوسے الٹا سمجھے

سنتے ہین میری حقیقت کو مگر اوسکا جواب
دیتے ہین ایسے تجاہل سے کہ گویا سمجھے

کر دیا بند غضب ہوکے گزرگاہ خیال
روزن در کو مرا دیدہ بینا سمجھے

درد دل اوس سے کہین جسکو مسیحا جانین
زخم دکہلائین اوسے کوئی مداوا سمجھے

سوئے ظن ہے مجھے سیدہی کہون الٹی ہوجائے
عرض احوال مرا وہ نہ تمنا سمجھے

پوچھتے کیا ہو مری غم کی حکایت مجھسے
مرگ کو زیست گنا زیست کو مرنا سمجھے

بے بلائے مرے گہر آگئے تہے ناز مین غرق
محو رفتار رہے خانہ اعدا سمجھے

جس غزل مین نہین افزائش مضمون اقم
کیا سنے اوسکو کوئی کیا اوسے اچہا سمجھے

تہم ہجوم ناامیدی اب جواب آنیکو ہے
مژدہ تسکین ایکی قاصد کامیاب آنیکو ہے

گفتگو کے مہرے اونکی مجھے کہٹکا ہوا
رحم کی عادت نہین کوئی عتاب آنیکو ہے

وصل کا دن دل کی عشرت آرزو کی انبساط
یہ وہ سامان ہین کہ پیری مین شباب آنیکو ہے

آج پہر شاید گیا ہے اوسکی خلوت مین رقیب
اضطرار رشک ہے اک اضطراب آنیکو ہے

آج کہیرے رنگ دینگے ہم کے گل خام سے
محتسب سنتے ہین یان خانہ خراب آنیکو ہے

کام بگڑے یا بنے ہم کہیل جائینگے جان پر
ذوالدین گردن مین بات آخر عتاب آنیکو ہے

ایسے ملنے کو تمہارے کیا کرین بیٹھے ہو چپ
آنکھہ شرمائی ہوئی ہے اور حجاب آنیکو ہے

دیکہنے حالت مری کیا ہوگی صورت دیکہکر
جو کبھی آیا تہا وہ بے نقاب آنیکو ہے

جوش مستی مین بڑا ہے اسلئے شوق وصال
موج مے مین جلوہ مست شراب آنیکو ہے

ہم بہی دیکہینگے تماشائے شکیب اہل دین
بزم مین برہمن کفر و ثواب آنیکو ہے

نینؔ آنکہونین نہین آنکہین مین سوکہ دو لگی
کیا کسی کا نقش صورت بے نقاب آنیکو ہے

رخ پہ گیسو چہوڑکر گلگشت کو نکلے ہین وہ
غل ہے راقمؔ صاعقہ زیر سحاب آنیکو ہے

اسطرح گردن پہ خنجر کو لگاتے جایئے
خون سے آلودہ نہو دامن بچاتے جایئے

حسن زیبا لاکہہ نظروں سے بچاتے جایئے
اور کہلتا جائیگا جتنا چہپاتے جایئے

بات اچہی آپنے سیکہی ہے خوش ہوگا رقیب
وعدہ کرتے جایئے سوگند کہاتے جایئے

کوچہ جانان مین اداب وفا بہی چاہیئے
گردن تسلیم خم ہو سر جہکاتے جایئے

شاہدان باغ کی نازش شاد حسن کے
کچہہ تماشائے قد و گیسو دکہاتے جایئے

آپ کا ارشاد ناصح ہمکو ہے دل سے پسند
درد دل کی بہی دوا لیکن بتاتے جایئے

غیر کے سو ناز تم پر اور مجہپر آپ کے
آپ دیتے جایئے مجکو دباتے جایئے

کعبہ و بتخانہ واعظ مین نشان دین و ذہب
دیکہین ہمت آپکی انکو مٹاتے جایئے

غیر کی گہر مین بہی راقمؔ آج تم ہوتے چلو
ایک چہچہوندر چہوڑکر کچہہ گل کہلاتے جایئے

عشق کرنا تہا جو قسمت مین مقدر پہلے
دینا تہا تم دل مضطر کے برابر پہلے

لاکہہ وہ مجہسے تغافل کرین لیکن خوش ہون
پوچہہ لیتے ہین مری حالت مضطر پہلے

یا خدا کیا ہے یہ ہنگامہ آفت برپا
اونکے آنے سے اجل آگئی سر پر پہلے

کوئی ارمان ہے نکلا نہ کوئی کام بنا
کہل گیا وصل کی شب شکوۂ تقدیر پہلے

ایک وہ ہین کہ رہے عشق مین سرگرم وصال
ایک ہم ہین ہوئے لذت کش خنجر پہلے

قتل مین اور بہی ہوجائے سوا عشرت دل
گر ملے لذت دشنام ستمگر پہلے

اس نزاکت نے مجہے اور بہی مارا اونکی
بات پیچہے کرین اور ہاتہ ہو دل پر پہلے

شوق ہر رنگ مرا حسن طلب ہے راقم
مدعا صاف ہوس جاتا ہے منہ پر پہلے

کسکی تصویر نگاہون مین پڑی پہرتی ہے
جسکے دامن سے مری جان لگی پہرتی ہے

وہ تو بیگانہ بنے مجہسے الگ رہتے ہین
کیون طبیعت مری دیوانی بنی پہرتی ہے

جسکو ہو وصل میسر کوئی اوس سے پوچہے
صورت یاس تری دل مین کبہی پہرتی ہے

گہر مین ہنگامہ ہے کیا آئیگا مہمان کوئی
یہ جو افسردہ شب ہجر پڑی پہرتی ہے

کوئی پیغام ہے یا وصل کا مژدہ ہے ضرور
آج خوش خوش جو نسیم سحری پہرتی ہے

غیر سے جب وہ بگڑتے ہین تو آتی ہے مراد
ایک دن سال مین تقدیر مری پہرتی ہے

دل کی بیتابیان کچہہ اور بہی بڑہ جاتی ہین
اوسکی جب پہلے نظر عشوہ گری پہرتی ہے

ایک دم بیٹہکے بس تم تو چلے جاتے ہو
رات بہر تیز کئے موت چہری پہرتی ہے

دل ناشاد کی محرومئ قسمت دیکہو
الٹی ہو جاتی ہے تقدیر کبہی پہرتی ہے

کوئی صورت نہین اوس سے ہو ملاقات نصیب
ناامیدی پئے آزار لگی پہرتی ہے

تم رہو غیر کی آغوش مین اور عیش کرو
یان تمنا مری آوارہ بڑی پہرتی ہے

ڈہونڈہتی پہرتی ہے کیا قیس کو لیلا راقم
تیرے پیچہے جو شب ہجر لگی پہرتی ہے

عدو کو لاؤ محبت کا امتحان ہو جائے
بلا سے کوئی جئے کوئی بے نشان ہو جائے

جہان مین کوئی بہی مستانہ دل ستان ہو جائے
فلک سے بولتے دیکہے تو بدگمان ہو جائے

بلا سے اوسکی کسی جان کا زیان ہو جائے
درازدستی قاتل کا امتحان ہو جائے

دغائے وعدہ دلبر اگر یقین کر لین
تو عمر خضر بہی کہنے کو جاودان ہو جائے

نہین ملاپ کی صورت ہوا امید تو ہے
سوال شوق کا شاید جواب ہان ہو جائے

لگاؤ تیر نگہ اس طرح کہ دل مین رہے
نثار نوک سنان جان ناتوان ہو جائے

تمہین بلاؤ گے پچہتاؤ گے ایکدن ہم کو
ہمارے عشق کی گہر گہر مین داستان ہو جائے

نہ آؤ شب کے لئے دو گہڑی کو آجاؤ
ہماری خاطر مشتاق شادمان ہو جائے

ہوا ہے وصل کا وعدہ ندیم ٹہرائے
اگر کرایہ پہ دو دن کو آسمان ہو جائے

ہزار وعدہ کرو تم مگر نہ وہ وعدہ
کہ عمر خضر سے مل جائے جاودان ہو جائے

بلا سے ہمسے نہین غیر سے کرو الفت
کسی کا دل تو کبہی تمسے شادمان ہو جائے

گلا بہی شوخئ گفتار سے کرو راقم
کہ شکوہ سنکے ہی شاید وہ مہربان ہو جائے

آج پہر آنکہہ ہے خونبار قیامت آئی
کہہ رہے ہین در و دیوار قیامت آئی

دل بگڑنے لگا ہر بار قیامت آئی
موت کے پہر ہوئے آثار قیامت آئی

گہر سے نکلا ہے ستمگار قیامت آئی
شاد ہو جائین گنہگار قیامت آئی

اونسے آنیکو نپوچہو مجہے اندیشہ ہے
کر گئے وہ اگر انکار قیامت آئی

اونکے کن دہے پہ ہے تلوار خدا خیر کرے
آج ہمدوش ستمگار قیامت آئی

درد کم کم رہے بس خیر ہے جبتک دل کے
کچھ بڑہی گریۂ آزار قیامت آئی

حشر میرے لئے ہونا تہا نہ دنیا کے لئے
مرگ ابنوہ تو بیکار قیامت آئی

تجھسے ملنے کو وہ آئے مین کہلے تیرے نصیب
مژدہ ہوا اے دل بیمار قیامت آئی

بیشتر ستی ہوئی مجھسے ہی کہ چھیڑا اوسکو
نیند مین کردیا ہشیار قیامت آئی

دیکھکر شوخ کی مستانہ ادا وقت خرام
بیچتے رفتار سے خوشخوار قیامت آئی

جان کی خیر نہین اپنے کہ اوسکے ہمراہ
ایک دمساز طرحدار قیامت آئی

مین نہ جیتا تو ہوتا کبھی ہنگامۂ حشر
خاص میرے لئے ناچار قیامت آئی

آج وہ آئے تو اس شوخ ادا سے آئے
پیچھے پیچھے دم رفتار قیامت آئی

ہجر کی رات تو کٹ جائے یہ کٹھن مشکل
آج ہمشکل شب تار قیامت آئی

مرکے دیکھا مجھے جب آئے مسیحا بنکر
گویا میرے لئے تیار قیامت آئی

آج اوس ناز سے آتے ہوئے دیکھا اوسکو
صدقے ہوتے دم رفتار قیامت آئی

یار آنے کو تہا کچھہ حشر بہی ہمگر ہوتا
میری خاطر پہ گران بار قیامت آئی

ہمتو پہلے ہی بہرے بیٹھے ہین غم سے راقم
تم نے کیون چھیڑ دیا یار قیامت آئی

چھٹے وہ چٹکی سے تیر قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے
مٹا دے سے خیال بلبل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

قلم سے نکلے صریر دلکش سخن سے پیدا ہو طرز معنے
رہے زبان پر نوا وہ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

محیط الفت مین تیرے شناور ہزار کہا کہا کے غوطے پہونچے
خدا خدا کر قریب ساحل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ملی یہ لذت کبھی وہ ہمکو کہ دل ہے اوپر جگر کے اندر
ادا ادا ہے نگاہ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

اداے رعنا کسی کی دیکھی نہ پوچھو ہم سے وہ کیا ادا تھی
اترتے چڑھتے درون محمل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

تماشا اچھا ہے لوگ دیکھیں جو سر پہ چلّے جگر مین اترے
رکے کسی جا نہ تیغ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

چلے تھے پہلے ہی گھر سے مضطر گرے ہی رستہ مین کھا کے ٹھوکر
کٹی ہے کس کس طرح سے منزل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کہون جو مٹنے مین درد دل کا سناؤن تمکو فسانہ غم کا
تمہارے دل کا غبار باطل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہمین تمنا ہے ہم بھی دیکھین تمہاری محفل مین یہ تماشا
عدو پہ ایسا ہو قہر نازل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہمیشہ فرقت مین رنج پائے تماشا دیکھا کبھی نہ ایسا
سنان قاتل اجل کے شامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہزار عاشق ہوئے تمہارے کسی کو ایسا ہی تمنے پایا
کہ جیسے ظالم کی ہو مقابل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

اداے دلبر کی دلربائی نگاہ قاتل کی جان ستائی
نہو یہ بجلی کسی پہ نازل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہوا نہ وعدہ وفا تمہارا انھین سمجھ لو رہی ہے ہم پر
تمہاری فرقت مین ایسی مشکل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کبھی وہ آئے تو ایسے آئے کہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

رہے بغل مین تو ایسے بیدل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

بہت سی مرتے زبانی دیکھی خوشی سے پایا نہ مرنے والا

ہمین ہین ایسے رہیں قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کبھی وہ آئے ہین پاس میرے تو یون دکہاتے ہین اپنا جلوہ

کہ جیسے راتون کو ماہ کامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ستم ہے عادت غضب ہے شوخی نہین ہے دم بھر قرار اونکو

نظر مین ٹھہرے نہ دل کے شامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

نئی زمین ہے غزل کی راقم سنبھل سنبھل کر زبان ہلانا

ردیف ٹھہرے قوافی مشکل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

مجھسے دل دل سے تو ان رخصت فانی مانگے
ہوس شوق فزا ساز جوانی مانگے

ہر قدم سات ہین فتنے دم رفتار اونکی
کف پاسے نہ کہین جادہ نشانی مانگے

ضبط کب ہو سکے جب درد زبان پر آجاے
راز کب چھپ سکے جب گریہ روانی مانگے

مین یہ چاہون لب اسرار حقیقت نہ کہلی
دل نہ مانے وہی آشفتہ بیانی مانگے

اونکو منظور لب شکوہ سرا ہی نہ ہلی
نالہ خاموش ہو شور فغانی مانگے

پرستش دل نہین یہ حسن طلب ہے یعنے
اسی پیرایہ سے دل دشمن جانی مانگے

کون نظارہ گی جلوہ دیدار رہے
کون موسی بنے اور لذت ثانی مانگے

دل مشتاق ہم آغوشی جانان ڈہونڈہے
درد فرصت ہی نہ دے ریشہ دوانی مانگے

اونکو اغماض کہ پیکان کو نہ ضایع کیجے
یان جگر تشنہ بیداد نشانی مانگے

واہ رے فتنہ گری اونکو اٹہنے ہی نہ دے
خط کے پڑہے کہ بے پیغام زبانی مانگے

کون دیکھے اوسے جو جان نظر سے کھینچے
تار سے بات کرے دل کو زبانی مانگے

بوسۂ لب کی تمنا کوئی تم سے رکھے
تشنۂ آب بقا خضر سے پانی مانگے

بیخودی سے مرے چپکے ہین وگرنہ راقمؔ
ہر چراغ شب غم شعلہ فشانی مانگے

گر اشارے نگہ ناز اثر کے ہوتے
حوصلے مجکو بھی کچھ ذوق نظر کے ہوتے

جب وہ قائل مرے نالہ مین اثر کے ہوتے
در و دیوار بھی ٹوٹے ہوئے گہر کے ہوتے

کاش پیکان مژہ ٹوٹ کے دلمین رہتے
کچھ تو سامان خلش ریش جگر کے ہوتے

تم تو ناصح کسی دلبر کے معلم بنتے
ادب آموز کسی مرغ سحر کے ہوتے

دیر ہو کعبہ ہو عشرت کدہ ہو کوئی ہو
ہم تو مشتاق نہونگے ترے گہر کے ہوتے

ہم ہی سنتے ہی رہے آپ ہی کہتے ہی رہے
روز وعدے ہی رہے شام و سحر کے ہوتے

رکھ لیا اونکی شکایت کا بھرم گیسو نے
کھلے رہتے تو گلا یار کمر کے ہوتے

کہنے سننے کے مگر حضرت ناصح بھی تھے
آپ ہی ناصیہ فرسا کسی در کے ہوتے

خیر گزری کہ نہ تھے جذبۂ دل سحر و کا
ورنہ وہ تو ابھی آغوش سے سر کے ہوتے

تشنہ کامی مین نہوگا کوئی ہمسا ناکام
بوند پانی کی نہین دیدۂ تر کے ہوتے

سرمۂ مفت نظر ہی کبھی ہوتے افسوس
کاش ہم خاک کسی راہگزر کے ہوتے

خوب اوس عشوہ گر ناز سے نبہتے ہی
یاد انداز اگر فتنہ و شر کے ہوتے

ہائے راقمؔ نہ رہے حضرت غالب سر پر
قدر فرزند کی ہوتی ہے پدر کے ہوتے

عشق کی غایت محبت کی نہایت دیکھ لی
اوس نے اپنی خو نہ چھوڑی ہمنے خصلت دیکھ لی

دل مین خوش تھے آج ہمنے شام عشرت دیکھہ لی
یہ نہ سمجھی شام کیسی صبح فرقت دیکھہ لی

اے اسیران محبت تمکو کیا آیا مزا
عمر کہولی خاک چہانی راہ الفت دیکھہ لی

عیش میرا صفحہ قسمت پہ لکھا غیر کے
کاتب تقدیر بس تیری عنایت دیکھہ لی

مرچکا تہا مین تو اوسکو دیکھکر دم آگیا
مرتے مرتے زندگی کی گویا صورت دیکھہ لی

مین بنا غم کے لئے میرے لئے اندوہ و غم
اب کہلی اپنی حقیقت جب حقیقت دیکھہ لی

حوصلہ دل کا ہمین بہی کچھہ بڑہا دینا پڑا
شوخیون کی اوسکی جب ہمنے نہایت دیکھہ لی

شوق کی بیتابیان اور حسرتون کا جی پہ بار
کوئی اوسکے دل سے پوچھے جسنے فرقت دیکھہ لی

کس توقع پر کہین وہ ہمسے ملنے آئینگے
شام غم گزری تو سمجہین صبح عشرت دیکھہ لی

رنگ لائیگی کبہی صورت پرستی ہی چھوڑ و بس
جب کہین چشم سیہ گرم اشارت دیکھہ لی

عمر بہر نالا کئے راقم خدا سے کیا ملا
صبر سے اب بیٹھہ جاؤ قدر قسمت دیکھہ لی

برابر ہو گئے ہم تم شکایت مین برائی کی
ہمین شکوہ کی عادت ہے تمہین خو بیوفائی کی

یہانتک اب ہوئی شہرت تمہاری کج ادائی کی
زبان پر آگئی آخر شکایت بیوفائی کی

گئے یہانتک گہٹنے ہمنے سراسر بن گئے عاجی
کہلے جبدن سے ہم پر شان اوسکی کبریائی کی

یہ اپنی قسمت ہی ازل مین مل گئی جیسے
ہمیکو خاکساری کی کسیکو خود نمائی کی

اگر ہم دل نہ دیتے کون کہتا دل ستان تمکو
ہمین نے دیکے دل شہرت بڑہائی دلربائی کی

نہ ہم شکوہ کرین تمسے نہ تم رنجش کہو دلمین
بس اب باتین ہی جانے دو برائی اور بہلائی کی

تغافل چھوڑ دو ملجاؤ اب طاقت نہین باقی
گہٹا جاتا ہی دم سینہ مین نوبت ہے دہائی کی

گئے آغوش سے تم کیا کہ گہر کی اڑگئی رونق
چراغ غمکدہ ایک ایک بنا صورت جدائی کی

دل آزاری میں تمکو آسمان کو ایک سا پایا
بنایا گہر کو فرقت نے ہمارے آئینہ خانہ

اوسی ڈہب فتنہ زائی کا تمہین جو ہی ادائی کی
کہ ہر نقش در و دیوار ہے صورت جدائی کی

نہ بندے کو کوئی پوچہے نہ کوئی بندگی راقم
جبین پر دیکہہ لیتے ہین علامت پارسائی کی

ڈرین کیون نہ چشم فسون کار سے
کہ بچتا ہے بیمار بیمار سے

نہو تجہ آئینہ تم رات دن
کہ صیقل کو ہے ربط زنگار سے

شب غم ہے ہین بعین زبان شکوہ زا
کبہی آسمان سے کبہی یار سے

ہوئے خاک بہی ہم تو کس کام کے
ہوئے اور پامال رفتار سے

نہین ہے اگر غیر سے واسطہ
اشارے ہین کیسے یہ بیکار سے

کیا ضعف نے ایسا حال زبون
کہ بستر پہ ہین نقش دیوار سے

سنائین ابہی غم کی ہم داستان
نہ الجہی اگر نطق گفتار سے

نہین ملتے تم سے وہ راقم اگر
تو حاصل ہے کیا سعی بیکار سے

اڑتی سی پہر سنی ہے خبر وصل یار کی
تقدیر کا گلا نہ شکایت ہے یار کی

مطلب کی اون سے کوئی کہے منہ کو پہیر لین
ہے آنکہہ ہی پہری ہوئی پروردگار کی

برسون گزر گئے یہی سنتے کہ آؤ گے
باتین سنا کرین ستم روزگار کی

ہوتا نہ عکس یار کبہی آئینہ سے وصل
کیونکر کٹے گی دیکہیے شب انتظار کی

اچہا ہوا کہ سرمہ بنے چشم ناز کے
جو خاک بچ رہی تہی ہمارے غبار کی

وعدونکی انتہا ہے نہ حد انتظار کی
حسرت ہی تہی بہشت گم کسی بیقرار کی

اتنا لپٹ نہ حلقہ زنجیر پانو سے
عادت بگڑ لی ہے خم گیسوے یار کی

کسکو ہوا ہے وصل میسر مجھے ہے رشک
کیا عمر خوش گزرتی ہے بلبل و بہار کی

ہین اور اونکی بزم خدا ساز کام ہے
وہ مجھسے گفتگو کرین بوس و کنار کی

برسون ہی ہم کہا کئے اور وہ سنا کئے
پوری ہوئی امید نہ امیدوار کی

عمر دراز خضر سے کر لو مقابلہ
بڑھتی ہے ہر گھڑی مری شبہائے تار کی

دامن جھٹک کے چلتے ہین وہ احتیاط سے
آنچل کو گرد بھی نہ لگے رہگذار کی

جتنی گرہ مین رکھتے تھے اپنی خوشامدین
کچھ صرف پاسبان ہوئین کچھ نذر یار کی

مہندی لگاؤ سیر کرو غیر کو دکھاؤ
یان حسرتون کا خون کرو بیقرار کی

راقمؔ سمند کلک کو جولانیون سے کام
بزم سخن ہو خواہ زمین مرغزار کی

وہ تو آئے نہین اے دل تجھے ظن کسکا ہے
بے سبب شوق ہم آغوشی تن کسکا ہے

یاد کسکی ہے تجھے کون یہان آتا ہے
نغمہ شوق فرا مرغ چمن کس کا ہے

ایک دن کے لئے دیدین ہمین باغ جنت
اہل فردوس سے پوچھو یہ چمن کسکا ہے

ایک دو دن کا تماشا ہے گلستان جہان
کون رہتا ہے یہان اور وطن کسکا ہے

ڈوب مرنے سے ہمین کام ہے مرنے سے غرض
اس سے کچھ بحث نہین چاہ ذقن کسکا ہے

درد کا ضبط نکرنا تو ہے میری تقصیر
خامشی شیوہ یہ ہنگام سخن کسکا ہے

تم ہی سمجھو کہ وفا خو ہے طبیعت کسکی
تم ہی جانو کہ دل عہد شکن کسکا ہے

بعد مرنے کے دکھا دینگے محبت کا نشان
کسکے جامہ سے ملا رنگ کفن کسکا ہے

بات کیجے تو غضب ہات لگانا کیسا
بوسہ ایسے کا کوئی لے وہ دہن کسکا ہے

حشر مین بہی یہی اغماض و تغافل کہنا | پوچہنا ہم سے کہ یہ داغ کہن کسکا ہے

جب تمہارا نہین وہ غیر کا کیون ہو راقم
بدگمان تم نہو وہ عربدہ فن کسکا ہے

دل مین اپنے اُمنگ کیا نرہی | لب پہ آہنگ مدعا نرہی
خواہشون کی جب انتہا نرہی | رونق روئے التجا نرہی
اپنی ناکامیون کی یہ صورت | منہ سے نکلی دعا دعا نرہی
خودنمائی نے کہوئی حسن کی قدر | شوخیون کی وہ اب ہوا نرہی
مانگتے مانگتے دعا آخر | غازۂ روئے مدعا نرہی
اپنی شاہد پرستیان نگئین | گو طبیعت ہوس فزا نرہی
دل تہا نا آشنا رہا نرہا | جان کیون تن سے آشنا نرہی
ہجر مین غم غلط تو کرتے تہے | وہ دل افزائی صبا نرہی
دل سے کوسون گئی امید وصل | جان جب صبر آزما نرہی
تیری یارب نوازشین بے حد | مجکو ہے تاب التجا نرہی
غم نے ابتو گہلا دیا اتنا | طاقت عرض مدعا نرہی
ذائقہ منتون کا آجاتا | رات کم بخت بیوفا نرہی

کوئی جانان مین جل رہو راقم
اب یہ دنیا حرم سرا نرہی

چونک اوٹہتا ہون کہ یکتائی یکتا کیا ہے | حسن بے جلوہ نہین پہر یہ تماشا کیا ہے
سنتے ہین ہم بہی کہ اغیار سے پہر ربط ہوا | دیکہتے ہین ابہی کچہہ رنگ کہ ہوتا کیا ہے

نامہ بر کا یہ بیان ہے کہ وہ آئیگا ضرور | مین یہ کہتا ہون نہین اوسکا بہروسا کیا ہے

سُن چکا ہے شب اقرار ہے وہ آئے گا | بیقراری یہ دل حوصلہ فرسا کیا ہے

روز جلائین گے دروازہ پہ جاکر ہم ہی | آپ پوچہین گے نکل کر کہ یہ غوغا کیا ہے

منع کرنے سے نگہبان کی آتا ہی نہتا | پوچہتا تہا کہ اشارون مین وہ کہتا کیا ہے

جانتا ہون کہ اوسے دیکہہ کے دم جاتا ہے | پہر اوسے دیکہنے جاتا ہون یہ سودا کیا ہے

مہربان پاکے اوسے یاد دلاتا ہون کبہی | ہنس کے کہتا ہے کہ سن لینگے تقاضا کیا ہے

جسکو الفت ہی نہو جی ہی نچاہے جس کا | اوس سے کیا شکوہ کرین شکوہ سے ہوتا کیا ہے

تیر سینہ مین نہین پہانس کلیجے مین نہین | پہر خلش کیسی ہے ہربار کہٹکتا کیا ہے

دم نکلتا ہی نہین جان کشاکش سے چہٹے | مین نہین جانتا اس سانس مین الجہا کیا ہے

جب نہین واسطہ ہمسے تو جلاتے کیون ہو | چہیڑ کر پہر یہ تجاہل سے ستانا کیا ہے

تم رہو غیر رہے تمکو مبارک عشرت | ہم چلے جائین گے محفل سے ہمارا کیا ہے

آج ہنگامہ خریداردن کا وان ہے راقم
دیکہنے چلتے ہو کیا جنس ہے بکتا کیا ہے

غرض کیا اوس کو ایسے دردسر سے | کہ مجہسے ملنے کو وہ آئے گہر سے

چہری باندہو نہ تم خنجر کمر سے | یون ہی حاضر ہے دل لے لو نظر سے

قیامت آئے گی مرنے سے پہلے | نظر جسدن ملے اوسکی نظر سے

کوئی مجہسے سنے تمکو کہ کیا ہو | کوئی دیکہے نہین میری نظر سے

امید کامیابی ہم کو معلوم | نظر آتے ہین نالے بے اثر سے

مرے دل کی تمنا دل سے پوچہو | مری حسرت کو دیکہو چشم تر سے

اوسے جو دیں بنایا آئینہ نے
خدا ہی سمجھے اس آئینہ گر سے

دعا کو آتے جاتے ہو گئی دیر
وہان وہ سو گئے پہلے اثر سے

ہم آغوشی مین یہی کھٹکا لگا تھا
لگی آنکھین رہین زنجیر در سے

بہت مشکل ہے راقم منزل عشق
بندہی مین حسرتین لاکھو کمر سے

تعلق کیا دعا کا اب اثر سے
کہ دل ہے چارہ جو بیداد گر سے

نہ گزری چین سے اپنی شب وصل
رہا آشفتہ دل بیم سحر سے

نہ دیکھو غیر کو میری امید مین
گرے جاتے مین دامان نظر سے

ہمیشہ وصل مین میری شب عیش
لپٹ جاتی ہے آغوش سحر سے

بہت رو یا کئے مطلب نہ نکلا
بہت پہوڑا کئے قسمت کو سر سے

ہمین یہ مار رکہے گا کسی دن
تمہارا دیکہنا نیچی نظر سے

رلانا چہیڑ کر شب ائے غم مین
لگاوٹ ہے یہ دل کی چشم تر سے

ہنین مین یار کا پامال رفتار
بہت زیر زمین مین ہیں بشر سے

پتہ سید نا ہے قاصد اوسکے گہر کا
جہان اوٹھتے ہین فتنے رہگذر سے

ہوئے سامان مدارات جنون کے
لہو بہنے لگا زخم جگر سے

گرے ہم آنکہہ سے دشمن نہ خوش ہو
ہم اوسکے دل مین ہین گر گر نظر سے

خدا سمجھے دل نادان سے راقم
بہڑایا اوسنے اچہے فتنہ گر سے

آنکہہ پہر پہر کی میری تقدیر کچہہ کہتی تو ہے
اس مبارک فال کی تعبیر کچہہ کہتی تو ہے

تجھسے قاتل حسرت نخجیر کچھہ کہتی تو ہے
اپنے ارمان یا تری تقصیر کچھہ کہتی تو ہے

یار ہے یا موت ہے اے بیخودی کوئی تو ہے
یہ صدائے حلقۂ زنجیر کچھہ کہتی تو ہے

وہ اگر پوچھین زبانی تو یہ کہیو نامہ بر
خط کو کہو لو دیکھہ لو تحریر کچھہ کہتی تو ہے

وصل ہو یا اور سامان کچھہ نہ کچھہ ہوگا ضرور
آرزوئے عاشق دلگیر کچھہ کہتی تو ہے

دل تو اوس سے سہمگین ہے مدعا کہتا نہین
ہان زبان لیکن دم تقریر کچھہ کہتی تو ہے

کاغذی پیکر پہ غش ہون واہ دیوانہ سری
محو ہون اس خط مین تصویر کچھہ کہتی تو ہے

چٹکیان لیتے رہو تم امتحان ہوتا ہے
دل مین سمجھے جائین ہم تعذیر کچھہ کہتی تو ہے

پوچھتے ہین داستان عشق کچھہ مشہور ہے
اور بھی مین کیونکر کہون تشہیر کچھہ کہتی تو ہے

جان بسمل کی شکایت پوچھئے تلوار سے
گو زبان رکھتے نہین شمشیر کچھہ کہتی تو ہے

پوچھتا ہون تم خفا ہو کہتے ہین سنتے تو ہین
کوئی صورت دیکھہ لی تغئیر کچھہ کہتی تو ہے

عمر بھر سنتے رہے تقدیر کچھہ بولی نہین
یہ ہماری سعی بے تدبیر کچھہ کہتی تو ہے

مین نہین کہتا کہ الفت گفتگو سے کہلتی ہے
بات دل کی شوخئ تقریر کچھہ کہتی تو ہے

اوسکے آنے کی کہین اُسنے بھی پائی ہے خبر
آرزو سے آہ بے تاثیر کچھہ کہتی تو ہے

مین نہین کہتا ارے کیون کسنے روکا راہ مین
ہان تمہاری بے سبب تاخیر کچھہ کہتی تو ہے

لذت نوک سنان کو دل سے پوچھو کیا کہون
مین بھی سنتا ہون زبان تیر کچھہ کہتی تو ہے

کیا بنا یا کام راقمؔ گردش ایام مین
تم بھی کہتے تھے بہت تقدیر کچھہ کہتی تو ہے

دکھا بیداد اپنی بانئ بیداد کیسی ہے
زبان میری جفا کی تجھکو دیتے داد کیسی ہے

شکایت ہے اگر کہنے کسی کی یاد کیسی ہے
کہ غم مین یاد دیتی لذت بیداد کیسی ہے

پریشان آج بیٹھے ہو طبیعت شاد کیسی ہے
یہ رونق دشمنون کے چہرہ پر غم زاد کیسی ہے

محبت جو جتائے تھے لہو کے اب وہ پیاسے ہین
بنا ڈالی تھی ہمنے کیا پڑی افتاد کیسی ہے

تمہاری یاد مجکو غیر کی تمکو نہین سمجھو
کسی کی بہول کیسی ہے کسی کی یاد کیسی ہے

یہ رسم و راہ الفت کی بری ہے خواہ اچھی ہے
ہمین ناصح نہ سمجہا ہر چہ بادا باد کیسی ہے

بنا کر بہیس مجنون کا چلین کافر کو بہسلائن
ہمین تدبیر سوجھی کیون دل ناشاد کیسی ہے

تجہے جلنا تہا عشق شعلہ رو یان مین دل مضطر
لگائی آگ سینہ مین مرے ہمزاد کیسی ہے

وفاداروں مین تم ملتے ہو منہ ڈالو گریبان مین
کہ ہوتی بیوفائی سے وفا برباد کیسی ہے

مرا نالہ کہانی ہے کہ شاہد سن کے سوتے ہین
مگر تم کہتے ہو ضد سے جلی فریاد کیسی ہے

ستم کش مر تے جاتے ہین وہ خوش ہو کے کہتے ہین
شہیدان محبت سے گلی آباد کیسی ہے

چہری کیون لیکے آے ہو ہماری جان لینے کو
نگاہ ناز کیسی ہے ادا جلاد کیسی ہے

تمہین ہم دے چکے دل ہی تمہارے ہو چکے ہم ہی
تمہاری ضد ہی پوری یہ پہر بیداد کیسی ہے

ہزارون حسرتین مٹ کر شب امید ہوتی ہے
الٰہی الٰہی شب کی یہ سحر ناشاد کیسی ہے

غزل ہمنے یہ لکہی ہے سناتے ہین تمہین راقم
یہ طرز داغ برقی ہے کہو استاد کیسی ہے

کہتے ہو تم کہ تیری نظر حسن پر لگی
میرے دل خراب کو کس کی نظر لگی

دل کو ہوائے کوچہ جانان اگر لگی
پیچھے بلائے گریہ تری چشم تر لگی

تم آے اور نہ موت یہان انتظار مین
آنکھین تمام رات رہین سوئے در لگی

معلوم ہو گا حضرت ناصح تمہین کبھی
میری سی چوٹ دل پہ تمہارے اگر لگی

آسان ہوتے ہین عشق کی دشواریان تمام
ایک آگ رہ گئی ہے درون جگر لگی

وعدہ تمہین جتایا تہا تم کیون بگڑ گئے
گالی تہی جو تمکو بری اس قدر لگی

پہلا سا تم مین ناز نہ وہ عشوہ زائیان
تعریف کرنے والون کی شاید نظر لگی

یہ کیا ہوا تمہین بہی ہوئین بیقراریان
کیسی بنی یہ کس کی دعا پر اثر لگی

تمکو نشاط دل تہی مجہے وہ نشاط مرگ
جدن گلے تمہارے نسیم سحر لگی

مرتے تہے خواہ جیتے تہے ہم فکر وصل مین
الفت کی امتحان کی ایک ٹہوکر لگی

کہتے ہتے وصل وصل سو وہ یون گزر گیا
باتون مین رات کٹ گئی ہونے سحر لگی

راقم تمہاری آہ نے بارے اثر کیا
دل پر کسی کے چوٹ لگی بے خبر لگی

یہ وعدہ جو تمنے کیا چلتے چلتے
وفا بہی یون ہی ہوگا کیا چلتے چلتے

کہا اون سے یون مدعا چلتے چلتے
کہ اقرار کروا لیا چلتے چلتے

نہین تیز خنجر تمہین وہم کیا ہے
گلے پر یہ ہو جائے گا چلتے چلتے

وفادار منصور تہا مرتے مرتے
انا الحق ہی کہتا رہا چلتے چلتے

جہان مین رہے کچہہ نہ دیکہا نہ دیکہا
جو پیش نظر آگیا چلتے چلتے

بلا کی ہے جب بیٹہتے اٹہتے شوخی
قیامت کی ہوگی ادا چلتے چلتے

رہون مین گرانبار عاشق نوازی
جنازے کو کندہا دیا چلتے چلتے

دم واپسین آپ پرسش کو آئے
بڑا مجہپہ احسان کیا چلتے چلتے

قسم ہے تمہین ناز و شوخی سے کرنا
ستم ہنستے ہنستے جفا چلتے چلتے

یہ وعدہ تمہارا وفا ہوتے ہوتے
مرا دم ہی ہوگا ہوا چلتے چلتے

نکل جائے دم مصطفٰے کہتے کہتے
یہ رہ جائے نام وفا چلتے چلتے

وہ پایا کسی کو نہ پائے گا راقمؔ
یوں ہی ہو گئے لاکھوں فنا چلتے چلتے

میں سمجھتا ہوں کہ وہ دل میں نہاں رہتا ہے
رشک کہتا ہے نہیں غیر کے ہاں رہتا ہے

سنتے ہیں ملک عدم میں کہ سر آئینہ مکان
آدمی جا کے خدا جانے کہاں رہتا ہے

پوچھتے ہو مرے مرقد کو نہیں خبر ہے کچھ
بے نشانوں کا کہیں نام و نشاں رہتا ہے

اشک آنکھوں میں نہ خون دل میں قسم کھانیکو
ہمکو فرقت میں ہی گویا رمضاں رہتا ہے

بھول جاتے ہیں مرے گھر کو وہ اقرار کے دن
یاد رہتا ہے تو دشمن کا مکاں رہتا ہے

خوش ہوں آ جائیگا الفت کا مزا غیروں کو
یار کے دل میں مرا کینہ نہاں رہتا ہے

میری یہ بندی ہے کوچے میں نہ آنے پائے
ایک درباں ہمیشہ نگراں رہتا ہے

خون کہتے ہیں جسے وہ تو کہاں عاشق میں
یہ غم دل ہے جو آنکھوں سے رواں رہتا ہے

یادگار اثر عشق و وفا ہے راقمؔ
خاک ہو کے بھی عاشق کا نشاں رہتا ہے

قیامت ہے خرام یار کی تکرار دامن سے
تماشا ہوتا آتا ہے دم رفتار دامن سے

کہا اشک نے بجز الفت رہیں بسیار دامن سے
لپٹ جاتے ہیں اڑ اڑ کر ہزاروں خار دامن سے

یہی ہوگی اگر قیار کی تکرار دامن سے
بہت وابستہ دل ہونگے سر بازار دامن سے

برا ہو تیرا ناکامی رکھا اتنا نہیں دامن
کبھی کچھ کام لیتے دیدۂ خونبار دامن سے

ادا کی یہ ہی شوخی ہے مرا دل جیب لیتا ہے
اوسی شے کو چھپا لینا اہی ہر بار دامن سے

کیا وحشت نے قصد پاک داماں کی درازی کا
نہ دامن خار میں الجھے نہ الجھے خار دامن سے

نہیں ہوگا علاج اسکا کسی سے ہمنشیں جبتک
وہی اگر نہ پونچھے زخم دامن دار دامن سے

سمجھتا ہون یہ سینہ پر نخلیون کے پلانے کو
چھپا رکھے ہین دو جام مے گلنار دامن سے

غضب کرتے ہو کیا کرتے ہو دامن کو جھٹکتے ہو
ہماری حسرتین گر جاینگے دو چار دامن سے

پریشان کرتے کرتے زلف کو لتے ہوئی جرأت
صبا اب شوخیان کرنے لگی مردار دامن سے

ہمارا وہ ہی دامن جو رہی دست زلیخا مین
نہین مجنون کا یہ دامن جو الجھے خار دامن سے

صبا یہ شوخیان تیری مجھے دیوانہ کرتے ہین
نکر اٹکھیلیان تو اوڑینگے سو سو بار دامن سے

ادا وہ نہین ادا وہ ہی جو صرف ہمکناری ہو
یہ کس شوخی مین شوخی ہے جو ہو بیکار دامن سے

صبا اس تاک مین ہر دم اٹھا دے پردہ داری کو
نگاہین پردہ داری مین حیا ہشیار دامن سے

مزا آجائے دست یار ہو میرا گریبان ہو
گریبان کی تلافی مین کرون ناچار دامن سے

مسیحا سے طبیبون سے دوا کیون پوچھتے پھرتے
لگاتے ہم نہ عشق شاہد بازار دامن سے

ابھی آغاز مین تقلید راقم بخشہ موزون کے
بہت دشوار ہے جانا سر کہسار دامن سے

حسن کا سودا ہے کافر زلف دلالون مین ہے
ہو چکا سودا وہ خود آفت کے پرکالون مین ہے

کیا غضب کا نور ادا سرمہ کی دنبالون مین ہے
نوک سوزن بخیہ کرتے دل کے تبخالون مین ہے

محتسب آتا ہے آئے شوق سے ڈرتے نہین
جانتے ہین شرع دین کے ایک نقالون مین ہے

بے سبب آشفتگی بیجا پریشانی نہین
دل پھنسا شاید کسی الجھے ہوئے بالون مین ہے

یان تمنا وصل کی اونکو نہین یہ بھی خیال
کوئی مدت کا ہماری چاہنے والون مین ہے

گفتگو مین دل کو ڈالا یہ نہین سمجھے کہ دل
ایک مخاص تمنا اپنے گھر والون مین ہے

آج وہ نالہ نہ بیتابی سبب کھلتا نہین
یہ تغیر آج کیسا دل کے احوالون مین ہے

ناصحا مین ہی نہین کچھ کشتہ انداز یار
اک جہان زیر زمین بھی اوسکے پامالون مین ہے

خوب ہین اسباب تسکین عاشق بیتاب کے	سوز دل فریاد مین سوز جگر نالون مین ہے
خار صحرا یاد کرتے ہین جو دو دن یہان	کچھہ خلش رہ رہ کی ہوتی پانو کی چھالون مین ہے
نامہ بر سے پہلے ہی دل نے نوید وصل دی	آج دل کی قدر جانی یہ بہی ماَلون مین ہے
کسکی الفت عشق کیسا خیر ہے ناصح تجھے	شیوہ صورت پرستی اپنے اعمالون مین ہے
دل ہوائی وصل مین ہی ہین مگر فا و فا	آرزو مشکل مین ہے امید جنجالون مین ہے
ذوق اظہار تمنا سب سہی میرا فریب	شوخئے عاشق فریبی کسکی افعالون مین ہے
مجھہ پہ کیون ہوتے ہو غصے مین تماشائی نہین	چشم صورت بین مری ہان دیکھنے والون مین ہے

شام غم تو راقم جانتے تھے اور کچھہ
آج سمجھی یہ اجل کی کوچک ابدالون مین ہے

فرقت کے صدمے جان پہ وہ آجکل پڑے	بیتاب ہو کے سینہ سے ارمان نکل پڑے
طرز خرام یار نے آفت وہ کی بپا	فتنے ہی دیکھنے کو زمین سے نکل پڑے
سلجھائے ہمنے عقدہ دشوار حسن قدر	اولجھا و اتنے اور پڑے بل پہ بل پڑے
اچھے نہین ہین نالہ شبگیر شور شین	ایسا نہو کہ سات ترے دل نکل پڑے
تیری زبان پہ حصر ہے قاصد بیان شوق	کہیو کچھہ اسطرح کہ وہ سنکر اوچھل پڑے

مضبوط ہو کے آئے تھے تم دیکھنے جمال
صورت ہی اوسکی دیکھکے راقم پھسل پڑے

ایک دن سر پہ ہمارے سائبان بنجائیگے	یہ زمین آخر زمین سے آسمان بنجائیگی
قیس و لیلے کا فسانہ خاک مین مل جائیگا	جب تمہاری میری الفت داستان بنجائیگی
خوب گزریگی جو دو شوریدہ سر مل جائینگے	عشق مین بلبل مری گر ہمزبان بنجائیگی

وصل مین شرم وحیا کی اوسکو اتنی احتیاط
شمع کہتے ہین اوٹھا دو رازدان ہنجائگی

بس نسیم صبح گاہے روح افزائی نہ کر
تو ہی گل فرقت مین سوز استخوان ہنجائگی

ہم اسے منہ کب لگاتے جانتے یہ تیرہ شب
مہمان ہو کر رفیق جاودان ہنجائگی

حسرت فصل بہاری عندلیبون کی بجا
چار دن مین پھر بہار گل خزان ہنجائگی

آج تم آئے تمہارے سات سات آئی نسیم
مہربان سے کل یہی نامہربان ہنجائگی

کہاتے ہے پیچتاب آخر تمہاری خوی تند
خانہ زاد کاکل عنبر فشان ہنجائگی

جلوہ اوسکا دیکہنا مشکل نہین ہم دیکہلینگے
جان پر لیکن ہماری ناگہان ہنجائگی

چشم غماض تمنا اوسکی ہے دیکہو نہین
آرزوئے دل سی راقم رازدان ہنجائگی

کل ملوگے یہ انتظار کسے
صبر اتنا کہان قرار کسے

جانتا ہون کہ دشمن جان ہے
چہیڑ دیتا ہون بار بار کسے

نامہ بر کا بیان سہی سچا
سست پیمان کا اعتبار کسے

ہمکو اپنی خبر نہین غم مین
فرصت انتظار یار کسے

اسے تجلائے یار مجکو چہوڑ
جا لیا سوئے کہسار کسے

لطف روز فراق کے آگے
یاد شبہائے انتظار کسے

دل ہمارا نظر تمہاری ہے
دیکہین کس پہ ہے اختیار کسے

مین بلاتا تہا ابن مریم کو
ہائے لے آئے رازدار کسے

یہ سنا کبھی ملوگے تم
چھینے دیکہا یہ روزگار کسے

رات سے مضطرب ہے دل راقم
دیکہہ آیا یہ بیقرار کسے

او سکے وعدونکا اعتبار کسے
روز کا شوق انتظار کسے

غیر اور سیر باغ تم ہی کہو
اب کہین لوگ ہرزہ کار کسے

ہمنشین شمع سوگوار ہے خود
رکہنے آیا سر مزار کسے

کیا تماشا ہے ہم دعا مانگین
اور تاثیر سازگار کسے

عشق ہے اور عشق پروانہ
غم مین چہوڑا ہے سوگوار کسے

لاگ ہے عشق وعقل مین دیکہین
ہو مبارک یہ کارزار کسے

آپ سچے اور آپ کا اقرار
نیت دل کا اعتبار کسے

جلوہ صبح وشام کیا کم ہے
حسرت حسن وزلف یار کسے

عشق کو وہ فریب کہتے ہین
ہم دکہائین جگر فگار کسے

عشق کی ابتدا مین آکے تلخ صبح
سوجہتا ہے مآل کار کسے

دیکہئے خاک مین ملاتا ہے
غمزہ چشم شرمسار کسے

اور راقم کسی پہ مر جائین
موت آئیگی بار بار کسے

سو ستم سو جفا کرے کوئی
میرا کہنا کیا کرے کوئی

وعدے کی بہول کا خدا حافظ
حافظہ کی دوا کرے کوئی

جب کہو اوسنے دلگی بیتابی
ہنس کے کہتے ہین کیا کرے کوئی

وصل کے نام سے جو چڑتا ہو
اوس سے کیا التجا کرے کوئی

پاس میرے نہ آئے وقت مرگ
بہول کر بہی خدا کرے کوئی

آج کرتے ہین ہم بہی نالہ رسا
اب نہ دل کا گلا کرے کوئی

درد اچھا نکر سکے پھر کیا
جسکا دل ہاتھ مین ہے غیرون کے
دل کے دینے مین عذر ہے کسکو
ڈھونڈھتے پھرتے ہین مسیحا کو
جو وفا کو فریب کہتا ہے
خط مین ایک لفظ از رہ لکھا
رہنما چاہئے کسی کو اگر

گھر مین عیسے بنا کرے کوئی
اوسکی کیا دلمین جا کرے کوئی
قرض دل کا ادا کرے کوئی
درد کس کا دوا کرے کوئی
اوس سے پھر کیا وفا کرے کوئی
دیکھیے وہ خدا کرے کوئی
خضر کو رہنما کرے کوئی

راقم ایسے طبیب کی ہے تلاش
جو علاج قضا کرے کوئی

آراستگی حسن وہ کیا کیا نہین کرتے
کہتا ہون کہ اچھا کرو اچھا نہین کرتے
دل دیتے ہین لینے کا تقاضا نہین کرتے
ہے پاس کسی بات کا خاموش ہین ورنہ
دل لینے کو لیتے ہین حسینان جہان بھی
کہتے تو ہین آنے کو مگر آ نہین سکتے
تکلیف مسادات نہو تفتہ دلون کو
کہنے کو کہین وصل کو کیا کہہ نہین سکتے
وہ حسن پہ مغرور یہان وضع کی پابند
اغماض مرے ملنے سے وہ کرتے ہین ورنہ

مجکو بھی مگر ضد سے دکھایا نہین کرتے
مر جاؤن تو مرنا بھی گوارا نہین کرتے
ہم پیروی عشق زلیخا نہین کرتے
سو بار بھی دروازہ پہ غوغا نہین کرتے
پیر تری طرح دل پہ اجارا نہین کرتے
شاید مری الفت کا بھروسا نہین کرتے
اتنا بھی مری جان ستایا نہین کرتے
اندیشہ فرقت ہے تقاضا نہین کرتے
رستہ کی ملاقات گوارا نہین کرتے
تسکین دل غمزدہ کیا کیا نہین کرتے

اچھا ہے کہ آتا ہے مزا درد کا دل کو
ہر وقت لمقو مین ہین ہیم وف تمہارے
ہم آپ علاج دل شیدا نہین کرتے
سو درد مین بہی آپ کو بہولا نہین کرتے

ہم اون سے ملا لاتے ہین تمکو ابہی راقم
وہ سات چلے آئین یہ دعوا نہین کرتے

ملنی ہتی جسکو مل گئی تقدیر ہو چکی
ہم پیچھے پہونچے پہلے ہی تحریر ہو چکی
جبتک فلک ہے ہمکو دعا سے نہین امید
کیون مانگ کر سکے نہین تاثیر ہو چکی
دل مین رہی ہتی ایک تمنائے وصل یار
اب وہ ہی صرف نالہ شبگیر ہو چکی
ارمان بڑہ رہا ہے مرے دل کا حوصلہ
محرومیان یہ کہتے ہین تدبیر ہو چکی
جب درد دل کی کوئی میسر دوا نہین
فریاد و آہ و نالہ کی تاثیر ہو چکی
اب کس نظر سے یار کو دیکہین کہ جب نگاہ
پہلے ہی صرف جلوہ تصویر ہو چکی
شکوہ کیا قصور ہوا اب کرو معاف
الام ہجر سہہ لیئے تقدیر ہو چکی
دلالہ دل فریب ہے دل مین ترے امنگ
اللہ کی دہائی ہے تقریر ہو چکی
بڑہنے لگا ہے شوق تماشائی رکہ یار
شاید کہ زخم مین خلش تیر ہو چکی
وہ بات ہی گئی تمہین ہتی جسکی احتیاط
مدت ہوئی کہ عشق کی تشہیر ہو چکی
قاتل کی کب نظر سے ہوا ہے مقابلہ
جب دل مین سرد حسرت تخچیر ہو چکی
ہمسے ہی بیشد ستی بیجا ہوئی ہوئی
سو بار ایسی تمسے ہی تقصیر ہو چکی

کیون کہدیا کہ تمسے طبیعت کو ہے لگاو
راقم سلام آپ کی توقیر ہو چکی

ہم آکے اگر دہر مین آباد نہ ہوتے
تم جلوہ گر عالم ایجاد نہ ہوتے

ایک بات پہ مجبور کیا تھے جہان کو
جان دی کے نہ لیتے تو کبھی یاد نہوتے

ہوتا نہ ہمین شکوہ سراے مین تو غل
پھر آپ ہی ایسے ستم ایجاد نہوتے

انداز تڑپنے کی اگر ہم کو نہ آتے
یون مشق ستم ہم ترے جلاد نہوتے

دیتا جو ہمین ذہین رسا کاتب تقدیر
ہم دہر مین منت کش استاد نہوتے

کھلتا جو ہوسنا کی اولاد کا احوال
آدم ہی تمنائے اولاد نہوتے

ہم کچھہ بھی نشان کون و مکان مین تو پاتی
در در کی جبین سائی سے برباد نہوتے

یہ جان نہ بچتے غم فرقت سے جو ارمان
کچھہ سانس مین اٹکے دم فریاد نہوتے

تیر نگہہ یار جو شوخی سے نہ چھٹتا
مشتاق تمنائے بیداد نہوتے

شیرین سے اگر وصل کی رکھتا نہ تمنا
مرنیکی یہ سامان تری فرہاد نہوتے

یہ عیش بھی فرقت مین نہوتا تھین راقم
اقرار اگر یار کی کچھہ یاد نہوتے

نشاط عمر ہے خضر اور آسمان کیسے لئے
حیات اونکے لئے وہ مین جاودان کیے لئے

رہا نہ ایک بھی آنکھو مین قطرہ خونناب
گرہ مین کیا ہے رکھین نذر پاسبان کیے لئے

لگا رکھی ہے یہ ایک جان ناتوان ہمنے
کسی کی تیر جگر دوز کی سنان کے لئے

وہ ہمسے خواب مین کس لطف سے ملے آکر
نپوچھو ہمنے مزے پھر کہان کہان کے لئے

نہین یہ نالہ دل پھر کارسازی وصل
یہ ایک خلش ہے مری جان ناتوان کے لئے

نشاط وصل گران مایہ مدعی کو ملے
غم فراق ملا ہمکو جاودان کے لئے

نوازشین بھی رکھین منحصر لیاقت پر
ستم ہمارے لئے ہے کرم جہان کے لئے

جفائے عشق سہین رسم عاشقی برتین
ملے ہے جان حزین ہمکو امتحان کیے لئے

سنی نہین کہین نالہ مین جذب کی تاثیر
اگر اثر ہے تو کچھہ سوزش زبان کے لئے

جہان مین رہنے کو آرام و عیش و راحت ہو
یہ اتنے ساز ہون دو دن کے مہمان کے لئے

نہین ہے سہل کسی دل کا کھینچنا راقم
زبان مین چاہئے کچھہ شوخیان بیان کے لئے

ایک تم ہو نہ کبھی دیدہ پرنم مین رہے
ایک ہم ہین کہ سدا خاطر برہم مین رہے

اس سے کیا بحث کہ ہم کشمکش غم مین رہے
تجکو بھولے نہین دل سے کسی عالم مین رہے

اشک حسرت کوی بیکار نہو ذوق نظر
جو مژہ پر نہ رہے دیدہ پرنم مین رہے

کوئی زندان مین عزادار نہ نکلا اپنا
حلقۂ زنجیر کے لیکن مرے ماتم مین رہے

منصب عشق کے قابل اوسے سمجھین ہم بھی
تمسے ملتا رہے اور جامہ آدم مین رہے

وہ پریشان رہے وہم عدو مین شب وصل
ہم خیال الفس کو بس سحر دم مین رہے

لوگ تدبیر مین ہین وصل کی جان پہ منظور
درد کچھہ اور ابھی سینہ پرغم مین رہے

ہائے قسمت کہ شب وصل بھی روتے گزرے
عید کے دن بھی تماشائے محرم مین رہے

چاہتا ہے دل حسرت زدہ وہ لذت وصل
ہم کسی دل مین رہین اور کوئی ہم مین رہے

تم تو عشرت مین رہو تمکو کسی سے کیا کام
کوئی فرقت مین جلے نار جہنم مین رہے

بزم مین اوسکے گئے وان سے پریشان اوٹھے
گھر مین آئے تو اوسے کشمکش غم مین رہے

یہ مسلم نہین تاثیر نہو کھیل تو ہے
کچھہ دکھانیکو لہو دیدہ پرنم مین رہے

کیا خبر تھی کہ فسون ساز ہے یہ محرم راز
مفت سب کام بدآموز کے محرم مین رہے

پھر ہرے ہو چلے سینہ کے جراحت اللہ
کوئی اتنا نہین جو بخیہ و مرہم مین رہے

شانہ اوس زلف معنبر مین ہو جسکو اغماض
دست بلقیس مین اور پنجہ مریم مین رہے

رات بھر ہجر مین ٹپکا کئے آنسو پیہم
رات بھر اوس مین بھیگا کئے شبنم مین رہے

شعر کہنا بھی تھین خاک نہ آیا راقم
عمر کھویا کئے دیوان کے فراہم مین رہے

موت کے طور ہین سارے شب ہجران تیرے
زندگی قطع کئے دیتے ہین سامان تیرے

جب نہ اقرار بھر وسکے نہ پیمان تیرے
ہم بھی دریا مین ڈبو دیتے ہین ارمان تیرے

ہم گئے جان سے پورے ہوئے ارمان تیرے
آج پھوٹے ہین پھپولے شب ہجران تیرے

تیرے اوسان ہمین دیکھتے ہین مایۂ ناز
اپنے ہاتھون مین اگر آگئے دامان تیرے

بزم دشمن سے مجھے یاد ہے آنا تیرا
آنکھہ مین پھرتے ہین وہ نازپشیمان تیرے

آخر انجام تغافل یہ ہوا اے بے مہر
اب نہ میرے رہے ارمان نہ ارمان تیرے

پاس کیا ہے مرے جو نذر کرون عزوجلال
سر یہ قربان کرونگا شب ہجران تیرے

حق و باطل مین کبھی بحث نکرتے باہم
دیکھتے تجکو کبھی گبر و مسلمان تیرے

کوئی آنے ندے تجکو تو مرے خواب مین آ
صبح دیکھا ہے کرین منہ کو نگہبان تیرے

سمجھا ہو تیری پرستش کو کوئی بندۂ خاص
مین نہین ناصیہ فرسائی کے شایان تیرے

غیر پھر غیر ہین غیرون کا بھروسا کیا ہے
یاد رکھہ یاد نہ مانیگے یہ احسان تیرے

خوش ہوا ہے دل لفس چند کی ہی اور بہار
پیچھے روئینگے تری جان کے خواہان تیرے

کچھہ جہان مین ہی نہین ہرزن ایمان ایدل
بیٹھے ہین خلد مین بھی دشمن ایمان تیرے

ہم بھی دیکھینگے مدارات تری داور حشر
جمع جب گھر مین تری ہونگے یہ مہمان تیرے

گردش بخت تو تھی سات ازل سے راقم
یہ بڑی سات لگی گردش دوران تیرے

مین سامنے ہوتا تو یہ تقدیر نہوتی
برگشتگی بخت کی تحریر نہوتی

فرقت مین کبھی کام تو آتا جو یہ تجھہ مین
اک بے اثری نالہ شبگیر نہوتی

قاتل جو تغافل دم تکبیر نکرتا
آرزدگئے حسرت نخچیر نہوتی

آتی نہ نظر شاہد و مشہود جہان مین
ہر دل مین اگر عشق کی تاثیر نہوتی

رک رک کے نہ چلتے تو کوئی جان ندیتا
گردن سے اگر شوخی شمشیر نہوتی

پہنستا نہ کوئی دام مین اس حسن ادا کے
جو زلف دوتا صورت زنجیر نہوتی

گریہ مین کہان تھی یہ اثر بخش رسائی
گر سعی زبان رہبر تقریر نہوتی

انداز سراپا ترا تجکو نہ اڑاتا
ایسی تو تماشا تری تصویر نہوتی

زندان کے مصائب کو نہین ہائے کہتے
جو ہمپہ گرانباری زنجیر نہوتی

انداز فنون کار جو ابرو نہ دکہاتے
جان اپنے فدا ے دم شمشیر نہوتی

سمجہاتے مجہے عیار وہ گفتار سے میری
اے کاش گل افشانی تقریر نہوتی

یہ تفرقہ ملت و مذہب ہی نہ رہتا
گر کعبہ و بتخانے کی تعمیر نہوتی

گر عشق نہوتا یہ غم عشق نہوتا
راقم سخن نغز کی توقیر نہوتی

خاموش رہیو نالہ شورش فزا ہی
کچھہ گفتگو مین ہی دل صبر آزما ہی

فہم و ذکا ہی اسکو نہ ذوق جفا ہی
بس تیر ہے ہین وہ فریب تمنا ہی

صیاد کا گلا ہمین کرنا بجا ہی
سترما کے وہ بہی ڈر گیا کرتا جفا ہی

تیور ہی کہہ رہے ہین کہ جنگل دکہائینگے
سیکہے تو شوخیان نگہہ فتنہ زا ہی

پہلا سبق ہے عشق کا نوز وصال یار
دیکہا ہے تمنے کیا ابہی اور کیا سنا ہی

گھبرا گیا ہون جادہ نوردی سے عشق کے
رستہ کو پوچھتا ہون کہ کتنا رہا ہی

تم چھوڑ دو جو پرسش روز حساب کو
ہم ترک کرتے ہین روش ناروا ہی

رونے سے میرے ڈر گئے پہلے ہی چارہ گر
دیکھا نہین وہان جراحت کھلا ہی

عالم کا خون کر دیا اور اونکی ہمنشین
کہتے ہین جانتے نہین دل کش ادا ہی

خوش کر رہا ہون دل کو نوید وصال سے
قاصد نے وان کہا ہے نہین مدعا ہی

جو کام انتہا مین گرفتارون کی تھے
وہ کام کر رہی ہے یہ زلف دوتا ہی

دشمن کی ایک بات پہ تم تو بگڑ گئے
مجھسے سنے نہین گلہ ناروا ہی

جانیکا لطف وان نہین چاہئین بوالہوس
بگڑی ہوئی ہے کوچے کی اوسکے ہوا ہی

نالہ کی نارسائی سے اے دل نہ کچھ یاس
ہمنے لگا رکھی ہے زبان دعا ہی

تم سن کے میری بات ہوئی ایسے سرنگون
گویا جواب دوگے میری بات کا ہی

پہلے ہی ایک بات پہ تم تو الجھ گئے
دل مین بھرا ہوا ہے مرے مدعا ہی

آلام سب گزر گئے بے صبر دل شکیب
ایک اور رہ گئی ہے قضا کی بلا ہی

تمکو سوال وصل کا اتنا برا لگا
چہرہ کا رنگ کیا تہا ہوا کیا سے کیا ہی

فرقت کی شب سے مرنیکو بہتر نہین ہے وقت
جو کل کی آنیوالی ہو آئے قضا ہی

کچھ دل ہی دل مین تہے ابہی وسوسے طرف خیال
وہ آشنائے عشق نہ ہم مبتلا ہی

تیرا کرم فزون رہے عزم کرم فزون
جب تک جئینگے ہمسے تو ہوگی خطا ہی

راقم لیا ہی منہ سے اگر عاشقی کا نام
یہ جان لو بنی ہوئی بگڑی ہوا ہی

انتظار یار مین عاشق کو کیا کیا چاہیئے
آنکھہ وقف در رہے دل محو تمنا چاہیئے

دل ملا کر اپنے دل سے کچھہ پر کہنا چاہیے
پھر لگا ہون مین مجھے بھی آزمانا چاہیے

دلبہ بنجائے کیسلیے اونکو غم زدون سے غرض
کوئی مر جائے بلا سے وان تماشا چاہیے

کس کا شکوہ کیا گلا کیسی شکایت یار سے
جو تغافل جو ستم ہو سب گوارا چاہیے

کونسی شب ہے وہ جسپر منحصر رکھا ہے وصل
کون سا ہوگا وہ دن اللہ دیکھا چاہیے

سب غرور ناز مٹ جائے نہ بن آوے اوسے
چاہنے وہ بھی لگے بس اوسکو اتنا چاہیے

تم کہو دشمن کہین ناصح کہے اور ہم سنین
جو خدا سنوائے ہمکو بس وہ سننا چاہیے

ہم تو عاشق ہین تمہارے اور تم عاشق نواز
اب مآل عاشقی فرمائیے کیا چاہیے

وان یہ ہے منظور اظہار تمنا ہی نہو
خواہشین کہتے ہین اظہار تمنا چاہیے

یان ہزارون خواہشین وان ایک ہے سب کا جواب
کہتے ہین کچھہ دن مقدر آزمانا چاہیے

کس کا چارہ کیسا درمان وہ کہہ کسے بس یہ کہو
کچھہ اٹھانا ہمکو احسان مسیحا چاہیے

ہمسے ہمکو لاکھہ ہونگے تمسا ہمکو ہے کہان
تم اگر مل جاؤ ہمکو پھر ہمین کیا چاہیے

دلبرون کی دلبری کو چاہیے بیدل کوئی
جان کو اپنی نہ سمجھے جان ایسا چاہیے

دیکھنے جاتے ہو راقم تم جمال روے دوست
طرف نظارہ بھی کچھہ پھر تماشا چاہیے

درد کا قصد ہے فریاد کا سامان کیجے
اور وفا کہتی ہے ضبط غم پنہان کیجے

دن کو آنا نہین ہوتا تو یہ پیمان کیجے
خواب مین آئیے رخصت شب ہجران کیجے

جوش پر نالہ ہے اور آہ رسا شورش پر
لو چراغ شب دشمن تہ دامان کیجے

طرف فریاد نہین اپنا جو کیجے خواہش
کیجئے دلالہ سے اور منت دربان کیجے

آئے خانہ غمگین مین مسیحا بنکر
درد کو دیکھئے اور درد کا درمان کیجے

قیس و فرہاد نے وہ دشت کا کہویا پہر قار
جی نہین چاہتا سنہ سوئے بیابان کیجے

دیکہئے فتنے نہ اوٹہین دم رفتار کہین
اتنا نیچا نہ سر گوشہ داماں کیجے

جی مین ہے در پہ پڑے رہئے تمنا لیکر
منتین جتنی ہون سب صرف نگہبان کیجے

دیکہنے آتے ہین زندان مین اسیری میری
مدعا یہ ہے اسیرون کو بہی ویران کیجے

بوسہ دو زہر دو دشنام دو یا جام شراب
کام جو کیجے بقدر لب و دندان کیجے

وصل یک روزہ کی عشرت کا یہ دیکہا انجام
عمر بہر شکر گرانبارے احسان کیجے

اونکی عادت ہے خوشامد کی یہ کیسے ہوگا
سامنے بیٹہئے ہر بات پہ ہان ہان کیجے

کون کہتا ہے کہ تم تہے شب دوشینہ کہین
منہ کو دہو ڈالئے پہر مجکو پشیمان کیجے

ایک غزل اور بہی دلچسپ سے لکہکر راقم
خاطر اہل سخن بزم مین شادان کیجے

ہمکو یہ خواہش ہین یان آئے جہان کیجے
اونکو وہ کاوشین پامالئے ارمان کیجے

جی مین ہے وصل کی اظہار کا سامان کیجے
لخت دل خون جگر رونق مژگان کیجے

ہمکو یہ شوق ملاقات کی صورت نکلے
اونکو یہ ذوق یون ہی باتون مین شادان کیجے

وہ یہ چاہین کہ مسلمان کو بنالین کافر
یان یہ مقصود کہ کافر کو مسلمان کیجے

ہمکو ارمان تمنا کا سنائین قصہ
اونکو یہ ضد ہے کہ ذکر شب ہجران کیجے

وان وہ نیرنگ کبہی رنگ محبت نہ کہلے
یان وہ یکرنگ وفا جان بہی قربان کیجے

ہم یہ چاہین وہ بلائین ہمین بے منت غیر
اونکو منظور ابہی منت دربان کیجے

یان تمنا ہے ہمین شام بہی لینی مشکل
وان یہ مقصد کوئی دن اور بہی ارمان کیجے

وان وہ محتاط بدن سے نہ لگے غیر ہوا
یان یہ ارمان ہم آغوشئ جانان کیجے

جذبہ عشق سے راقمؔ وہ ہوگا اپنا
دل مین ڈال کے کافر کو مسلمان کیجے

فروغ لاکہہ تجلی کا آتشین ہوجائے
کلیم ہم نہین جو آنکہہ شرمگین ہوجائے

یہ خون بہا ہے شہیدون کا جابجا لالہ
چمن چمن کہلے اور رونق زمین ہوجائے

مجہے بلائین وہ آپ آئین کوئی صورت ہو
کسی طرح سے ملاقات ہو کہین ہوجائے

کفیل ظرف ہین اپنا کہ ہاتہہ سے تیرے
عطا جو آج خم آب آتشین ہوجائے

کبہی وفا کا جفا سے مقابلہ کر لو
کہ تمکو میری محبت کا کچہہ یقین ہوجائے

نہ چہوڑیو کبہی بے مہر کے گریبان کو
کہ عہد وصل نہ جب تک دل حزین ہوجائے

یہ قتل گاہ تماشا ہے ہم ہین اور تم ہو
بس آج فیصلہ ہونا ہے جو ہین ہوجائے

ہم اپنے جان بہی دیدینگے ایک دل کیا ہے
تمہاری الفت دل کا ہمین یقین ہوجائے

وہ دن بہی ہوگا کوئی اور رات بہی کوئی
کہ انتظار نشاط دل حزین ہوجائے

مذاق دوست ہے پیغام بر امید تو ہے
بیان نامہ رسان سحر آفرین ہوجائے

شکایت ستم ایسے سے کیا کرین راقمؔ
زبان ہلانے سے پہلے جو خشمگین ہوجائے

مقدر تہا دم فرہاد نکلے اور یون نکلے
کہ شیرین کی غرض بن بن گئے زیر بیستون نکلے

وہ ارمان کیا ہے خنجر جو باحال زبون نکلے
گلے مل کر اگر نکلین تو پہر مین ہی کہین نکلے

خدا کے سامنے جائین تو ایسے شرم عصیان ہو
کہ اشک آنکہون سے جو نکلے ہمارے سرنگون نکلے

کبہی گہر سے نکلتا ہون تماشا سا وہ ہوتا ہے
عجب کچہہ کارساز عشق انداز جنون نکلے

وہان پوچہینگے زاہد کو ہمین ڈان کون پوچہے گا
جو ہم مست مے سودا و سرشار جنون نکلے

تلاش دوست مین کچھہ دیدۂ دل کام دیتے ہین
یہی دو آشنا پائے یہی دو رہنمون نکلے

نہ ملنا یار سے ہوگا نہ تاب دل یہ جائے گی
تمنائے دلی نکلے تو یہ سوز درون نکلے

کبھی وہ مہربان ہوگا تو بیتابی ڈبوئے گی
اگر تدبیر بنجائے تو پھر قسمت زبون نکلے

کہین فریاد و غوغا سے تمنا بھی برائی ہے
قیامت تک اگر آنکھون سے اپنے جوئی خون نکلے

یہ قیس و کوہکن کیا خانہ زاد زلف تھے دونون
کہ تصویرون مین بھی پابند زنجیر جنون نکلے

بچین کس بات سے اور کس ادا سے ایک قیامت ہے
کہ لب سے ہر سخن جسکے یہ انداز فسون نکلے

برائی یہ بھی ہے قسمت کی وہ گھبرا گئے مجھسے
کہ اونکی خواہشون سے میری ارمان کچھہ فزون نکلے

مزا ارمان کا جب آئے تمھین بھی میری خواہش ہو
کہ تم مجھسے سنو برائی مین تمسے سنون نکلے

تمنائین بہت اور وصل کی شب خوشنشین بے حد
مگر ارمان دل راقم کچھہ اوس سے بھی فزون نکلے

لوگ کہتے ہین جسے کوئی قیامت ہوگی
وہ تو مرنے مری دہر مین شہرت ہوگی

عرصہ حشر مین کیا کیا مری حالت ہوگی
ہر نظر کی جو تماشا تری صورت ہوگی

وہ اگر آئے بھی کیا ہمکو مسرت ہوگی
شام خوش گزرے گی پھر صبح قیامت ہوگی

دل سے دل شاد طبیعت سے طبیعت ہوگی
یاد اوسکو اگر آئین محبت ہوگی

ایک عالم کی برآتی ہین مرادین یارب
نامرادونکی بھی پوری کوئی حسرت ہوگی

جان دیکر لئے لیتے ہو یہ بخشش کیسی
یون تو بدنام خدائی مین سخاوت ہوگی

دل تو خوش کردیا آغوش مین آکر تمنے
کچھہ سوا اس سے بھی فرمائے ہمت ہوگی

پاسبان منع کرے اوسکا یہ مقدور نہین
ہان کسی اور کی اوسکو بھی اشارت ہوگی

جان لیکر بھی نچھوڑیگی مجھے تیرہ شبی
قبر مین بھی یہی ظالم شب فرقت ہوگی

نامہ بر کام بنا لائے خدا ساز ہے بات
میری قسمت تو کہان اوسکی لیاقت ہوگی

کیا خبر تھی کہ وہ پرفن ہے نہ دیتا مین دل
مین تو سمجھا تھا کہ میری سی طبیعت ہوگی

مین نے پوچھا کہو کب آؤگے وہ ہنس ہنس کر
کہتے ہین ہمکو بلا نیکی یہ صورت ہوگی

آج اون سے نہ کھلے بند قبا سنتا ہون
دل مین خوش ہون مرے اچھی ہوہی حسرت ہوگی

دیکھتے دیکھتے آئینہ وہ حیران ہوئے
پھر گئی آنکھہ مین شاید مری صورت ہوگی

سوچتا ہون کبھی وہ آگئے پھر کیا ہوگا
بس مین دل ہوگا نہ قابو مین طبیعت ہوگی

جی مین ہے سیر کرین چل کے صنم خانہ کی
صورت یار سے ملتی کوئی صورت ہوگی

بزم دشمن مین رہو سیر کرو تمکو کیا
خون ہوگی تو کسی کی کہین حسرت ہوگی

عرض بیتابی دل کرتے ہو سمجھو راقم
اس خوشامد سے سوا اوسکو رعونت ہوگی

زبان جوہر دکھا تجھہ مین اگر ہے
دکن مین پرسش اہل ہنر ہے

قد وگیسو ہے اور ذوق نظر ہے
رسن ہے دار ہے شوریدہ سر ہے

انھین ہی ضد اوسی ایکبات پر ہے
مدار زندگی جس پر ادھر ہے

ہماری زیست شاید رات بھر ہے
کہ شام وصل سامان سحر ہے

اوسی بیداد گر سے پھر ہے تکرار
ہمارا فیصلہ تلوار پر ہے

قیامت ہے کہ ہم مرتے ہین جس پر
اوسی پر ایک عالم کی نظر ہے

چلے آؤ جو آنا ہے کہ رو کے
چراغ عمر داماں سحر ہے

حجاب نیلگون سے ہے جھلکتا
پس پردہ کوئی صورت مگر ہے

شکیب اب اہل دین کا دیکھنا ہے
کہ آتا بزم مین جادو نظر ہے

کبھی سرمایۂ امید دل تھا
وہ دود نالہ اب ریش جگر ہے

جواب شکوہ تمکو اسقدر سہل
جواب وصل دینا دردسر ہے

نہ جاؤ مضطرب ہو کر شب وصل
ابھی دامان شب کھینچے سحر ہے

اندھیری رات اور لاکھوں بلائیں
ہجوم غم ہے میں ہوں اور گھر ہے

سخنورسن لیں انداز سخن سے
نوائے راقمؔ شوریدہ سر ہے

اوسکی ہیری دم تقریر بگڑ جاتی ہے
ساری سوچی ہوئی تدبیر بگڑ جاتی ہے

کیا نئی بات ہے تدبیر بگڑ جاتی ہے
یہ تو تدبیر ہے تقدیر بگڑ جاتی ہے

یہ زمانہ کے ہیں اسباب بگڑنا بننا
کبھی قسمت کبھی تدبیر بگڑ جاتی ہے

اچھے اچھونکو بگڑتے ہوئے دیکھا ہمنے
بادشاہوں کی بھی تقدیر بگڑ جاتی ہے

کبھی رک جاتے ہیں اقرار وہ کرتے کرتے
بنتے بنتے مری تقدیر بگڑ جاتی ہے

اپنے تصویر دکھاتی نہیں وہ کہتے ہیں
بد نظر لگنے سے تصویر بگڑ جاتی ہے

میں تو حاضر ہوں کرو قتل مگر یاد رہے
خون چاٹے ہوئے شمشیر بگڑ جاتی ہے

راستی دل میں نہیں تیر لگانا سیکھو
کج نگہہ سے روش تیر بگڑ جاتی ہے

جب دعا کرتے ہیں ہم نالہ پرسوز کے ساتھ
الٹی ہو جاتی ہے تاثیر بگڑ جاتی ہے

حرف قسمت مری لکھ کے قلم قدرت بھی
لکھتے لکھتے دم تحریر بگڑ جاتی ہے

حال اوس سے کہیں جسکے غضبناک ہو
وان تو نیت ہے تعذیر بگڑ جاتی ہے

کھل ہی جاتا ہے چھپاؤ غم دلکو جتنا
منہ کی رونق دم تقریر بگڑ جاتی ہے

غنچہ کھلتا ہے نقاب آپکے اچھا لیکن
حسن کے پردہ سے توقیر بگڑ جاتی ہے

کسکو امید اثر ہو جو ہوا مین مل کر
صورت نالہ شبگیر بگڑ جاتی ہے

بات نکلی نہین منہ سے تو ہی رہتی ہے
جب ہوئی بات کی تشہیر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا کرین جس درد کی ہر دم **راقم**
نبض مین حالت تبخیر بگڑ جاتی ہے

نالہ کیجے تو یہ اندیشہ کہ گھر جلتا ہے
ضبط کرنے مین یہ مشکل ہے جگر جلتا ہے

تنگ ہے جلوۂ رخسار کو تیرا سایہ
رنگ سے حسن تری زلف و سر جلتا ہے

کوئی پوچھے تو کہین ہجر مین کیا بنتی ہے
کس طرح درد جدائی سے جگر جلتا ہے

میری ہستی کی یہ صورت ہے کہ ہون ادہر مین
ایک چراغ سحری وقت سحر جلتا ہے

خاک ہو جائے محبت مین محبت وہ ہے
یون تو ہر ایک محبت مین بشر جلتا ہے

ایک موسی ہی نہین طور پہ جلنے والے
ایک عالم ترا محروم نظر جلتا ہے

لطف جب عشق کا آتا ہے کہ سوز غم سے
آگ سینہ مین سلگتی ہے جگر جلتا ہے

تو کہے یا نہ کہے شمع تجھے سچ تو ہے
دل کسی کے لئے تیرا ہی مگر جلتا ہے

منہ سے کہتے نہین پر دل کا خدا حافظ ہے
سنتے ہین غیر سے جب میری خبر جلتا ہے

ہم تو قائل ہین وفاداریٔ پروانہ کی
کس دلیری سے سر شمع سحر جلتا ہے

منہ سے اتنا تو کہو تم کو خدا کی سوگند
آپ کا میرے لئے دل ہی مگر جلتا ہے

بھاڑ مین جائے یہ دل آگ لگے اس دل کو
خاک ہوتا نہین اور شام و سحر جلتا ہے

دیکھنا ہی گیا ان شعلہ رخون کا **راقم**
تاب نظارہ نہین تار نظر جلتا ہے

دل مین ہمارے گھر بت خود سر بنائینگے
کعبہ کو بت کدہ ہی کافر بنائینگے

دوزخ مین ڈال دیگا بتون کو اگر خدا
کسکو حریف ہم دم محشر بنائینگے

کیون جستجوی یار مین رہبر کرین تلاش
ہم شوق رہ شناس کو رہبر بنائینگے

کچھہ دن اگر رہین یہی شاہد پرستیان
کافر ہمین ضرور ہے کافر بنائینگے

جاتا نہ کوی یار مین کیا جانتا تہا مین
اغیار نقش پا میرے رہبر بنائینگے

میکش ہی اوسکے بندے ہین محروم کیون ہین
وان ہی کسی کو ساقی کوثر بنائینگے

تیور سے نامہ بر کی مجہے آگیا ہے شک
اب قاصدی کو کوئی کبوتر بنائینگے

مست شراب عشق کو جنت سے کیا غرض
اپنا مکان ہم لب کوثر بنائینگے

دیوار گر پڑی تو بنا دینگے چارہ گر
لیکن دل شکستہ کو کیونکر بنائینگے

نالے چراغ خانہ مفلس نہین مرے
یہ شام غم کو روکش خاور بنائینگے

تصویر یار مانی و بہزاد کہینچ لین
قامت کی نقش ناز کو کیون کر بنائینگے

آئے ہین چارہ سازی کو ناصح خدا کی شان
گویا ہمارا آکے مقدر بنائینگے

سنتے ہین ربط غیر کا چکے ہین ہم ابہی
آخر زبان شکوہ کو خنجر بنائینگے

قاضی کو ضد ہے روز ہی ساغر کو توڑئیے
ہمکو بہی ضد ہے روز ہی ساغر بنائینگے

دانستہ وقت قتل تغافل کیا تو ہم
تمکو بہی تلخ باتون سے مضطر بنائینگے

دل مین اگر رہے بت بدکیش رات دن
ہمکو پجاری دل کو یہ مندر بنائینگے

آرام سے رہینگے اجل تک نہ آئیگی
رہنے کو ایک خانہ بے در بنائینگے

کرتے ہین شاہد دن کے بلانیکی آرزو
جسدن وہ آئے اور بہی دل پر بنائینگے

ہم میکشون کا دیکہیو تو ظرف محتسب
کوثر کو منہ لگائینگے ساغر بنائینگے

کیجو نہ شکوہ غیر کا راقم یہ یاد رکہہ
دشمن کو دوست اور وہ ضد پر بنائینگے

دم بھر کو آپ آئے ملے بھی تو کیا ملے
راحت سے اور رنج ہمین کچھہ سوا ملے

ڈھونڈا کئے جہان مین کوئی باوفا ملے
جتنے ملے ہمین وہ غرض آشنا ملے

ان زاہدان تنگ دلون سے خدا ملے
گھر مین نہ جنکے بیٹھنے کو بوریا ملے

خنجر سے حلق حلق سے خنجر ملا رہے
قاتل کو خرمی ہو ہمین خونبہا ملے

بندہ بناؤ اور نہ دو ساز سروری
یہ بندگی اور اوسکی ہمین یہ سزا ملے

محرومیون سے جان چلے ہم مآل کار
معشوق یان ملے نہ ہمین وان خدا ملے

کہنے کی بات اور ہے کرنے کا کام اور
کچھہ درد آشنا ہو تو وہ ہمسے آ ملے

تقدیر کی برائی کا رونا نہین فقط
نالے ملے تو وہ بھی ہمین نارسا ملے

دنیا ملی نہ دین ملا اس جہان مین
اب دیکھنا ہے روز جزا ہمکو کیا ملے

ناصح سے کہتے ہین ہمین ملوا دو یار سے
نقد ثواب دیگے جو روز جزا ملے

آجاؤ ایک روز ہم آغوشیان ہین
خواہش سے خواہش اور حیا سے حیا ملے

ملنے کی جب ہمین کرین خواہش تو پر غرور
کیون آکے ہمسے ملنے کو اوسکی بلا ملے

ان شوخیون سے کیون نہو ہر دل عزیز وہ
آنے کو میرے گھر کہے غیرون سے جا ملے

راقمؔ زبان کلک سے کچھہ اور بھی کہو
بزم سخن مین داد ملے مرحبا ملے

مقتل مین آج آو چھری سے گلا ملے
الفت کا امتحان ہو جفا سے وفا ملے

جب ابر قطرہ بار ہو ٹھنڈی ہوا ملے
توبہ کہان رہی جو در توبہ وا ملے

ایک ہم ہین بے نصیب کہ دشنام بھی نہین
ایک وہ ہین جنکو بوسہ بغیر التجا ملے

وہ دن بھی ہمکو یاد ہین مستی کی جوش مین
میرے گلے کا ہار ہوئے بار ہا ملے

آدم کے جھگڑے دم سے ہین پہر کہان یہ جبر — مٹی مین مٹی اور ہوا مین ہوا ملے

بلبل کو خوش نوائیان اور گل کو رنگ و بو — شایان غم تہے ہم کہ ہمین غم سوا ملے

دشوار ہمکو وہ ہے جو آسان ہے غیر کو — جانے کا حوصلہ ہو دروازہ وا ملے

بیجا شکایتین ہین جفاون کی یار سے — الفت فزون ہتی ہمکو الم بہی سوا ملے

تیرون سے کیون ڈراتے ہو تلوار سے لڑو — بسمل کی کچہہ تڑپنے کا تم کو مزا ملے

مستی مین ہاتہہ جا پڑا میری خطا نہین — دانستہ مینے چہیڑا ہو مجکو سزا ملے

شوخی مین یہ بہی شوخی ہتی آئے کہڑے کہڑے — وعدہ کی گویا سچے ہتے وعدہ کیا ملے

گہبرا چلا تہا نالون سے دل پہر بہل گیا — کچہہ نا ہائے غم غم دل کی دوا ملے

دیکہا ستم فلک کا نہ کچہہ دزدگار کا — اچہے رہے جو خاک مین پہلے ہی جا ملے

راقم مغل سرائی مین جب اپنا جی لگے
کچہہ ہاتہہ سے بہی ہاتہہ پر از مدعا ملے

زندگی مین نہ گئی خیر یہ آفت نگئی — بعد مرنیکے بہی ظالم شب فرقت نگئی

وہ رضامند ہوئے پہر بہی کدورت نگئی — کہل کے قسمت بہی پریشانی قسمت نگئی

واہ رے شان کریمی کہ خطا دیکہکے بہی — چشم رحمت نہ پہری رحم کی عادت نگئی

اونکو منظور حزین دیکہکے خوش ہون مجکو — مجہسے غمگین بنانی کبہی صورت نگئی

کون سی آنکہہ ہے جسنے نہین دیکہا تجکو — کون سا کان ہے جس مین تری شہرت نگئی

مہربانی مین بہی اوسکے کوئی مطلب ہے ضرور — کہ خوشامد مین نگاہون کی اشارت نگئی

ہمنشین وصل گل اندام کا کچہہ لطف نپوچہ — پیرہن سے مرے ابتک بہی وہ نکہت نگئی

کام بنتا ہے خوشامد سے مگر کیا کیجے — کہ خوشامد کی طرف اپنی طبیعت نگئی

حسن بے پردہ مین کیا جانے وہ کیسا ہوگا
جسکی تصویر مین ہی شوخی صورت نگئی

سیر چشمی نے تمہاری ہمین کھویا راقم
خاک مین مل گئے پر ہوئے شرافت نگئی

امید بر آئی کوئی دل کی نہ جگر کی
ہے جان کشاکش مین ادھر کی ادھر کی

پہلو مین نہین بوند بھی اب خون جگر کی
جیتے ہین ستم کھاکے مگر ہم کسی سر کی

یارب کبھی وہ پاس سے گھر کے مرے گزرے
دامن سے لپٹ جائے ہوا راہ گزر کی

تم دہر مین ہو غم نہین امید بنی ہے
تقدیر بھی کھل جائیگی پھر مرے گھر کی

وہ حسن خداداد یہ آنکھین ہین ہماری
سو بار تمہین دیکھین گے حسرت سے نظر کی

وان روز نئے وعدے ہین اقرار نئے ہین
یان شب کی توقع ہے نہ امید سحر کی

ہونیکو ہے شاید کوئی سامان خداساز
جو شام سے ہے اور ہی رونق مرے گھر کی

وان سیکھ لیا زلف مسلسل کو بنانا
پیچیدگیان دیکھکے کچھ دود جگر کی

کٹ جائیگی آنکھون مین شب ہجر بھی راقم
دل یاد مین ہو اسکے لگی لو ہو ادھر کی

ترکیب تو کہتی ہے مرے دیدہ تر کی
ہر قطرہ خون آنکھ مین ہو بوند اثر کی

نالہ سے یہ امید نہین ہمکو اثر کی
لے جاکے کسی دل کی خبر اور جگر کی

مغرور کیا اوسکو مرے ذوق نظر نے
پہچان گیا عشق وہ شوخی سے نظر کی

غفار ترا نام ہے رحمن تری شان
ہم کیون ہون خطاوار خطا کوئی اگر کی

تسکین کو نہ روئین جو تصور مین رہو تم
حسرت کو نہ پیٹین کبھی ہم دیدہ تر کی

کس لطف سے گزری ہے تمنا مین ہماری
رو رو کے اگر شام لی مر مر کے سحر کی

ہم دیکھتے تم چھپ کے کہاں بیٹھتے ہم سے
ہوتا نہ فلک روک اگر حد نظر کی

گھر ہی ہوا پاس کہ دیوار پہ چڑھ کر
صورت ہی کبھی دیکھتے اوس رشک قمر کی

اغماض نظر سے نکرو ڈال دو لیکر
ایک خاک کی چٹکی مری آنکھون مین نظر کی

ضد سے مری اٹھوا دیا پتھر تھا پڑا تھا
میری نہ عقیدت گئی رونق گئی در کی

ملنا نہین ہوتا تو اشارے ہی کئے جاؤ
تقدیر سے ملتی رہی تقدیر نظر کی

الفت سے مراد دیکھنا کیا چاہیے تمہاری
کرتے ہو جو بندی مری ہر بار نظر کی

اپنا تو سلام ایسی نزاکت کو ہے راقم
آغوش مین لین جسکو رہے فکر کمر کی

واعظ ڈرا نہ تو ہمین روز حساب سے
کر لین گے توبہ مرنے سے پہلے شراب سے

آزادہ رو ہین ہم نہین ڈرتے عذاب سے
واقف ہین خوب ہم کرم بے حساب سے

اللہ رے موج مے تری مستی حباب سے
بوسہ کی خواہشین لب جام شراب سے

جتنا چھپایا آپ نے کھلتا گیا وہ اور
جوش شباب مستی سے مستی شباب سے

دل بدگمان ہے خاطر اعدا ہوی ضرور
آتی ہے بوئے غیر سے جام شراب سے

نیچے نہین حیا سے پس پردہ نقاب
بیزار ہے نگاہ کی شوخی حجاب سے

روے فلک کو دیکھ کے آتا ہے کوی یاد
جلتا ہون جلوہ ہائے شب ماہتاب سے

آتا ہے وہ تو خواب مین مین اور رشک سے
ہوتا ہون خواب عیش مین آشفتہ خواب سے

آنیکا وعدہ کرتے ہین اور مجھسے پوچھ کر
گویا کہ بے خبر ہین مرے اضطراب سے

معذور وہ نہین کہ نہ دے بات کا جواب
آزردہ ہوتے ہین لب نازک جواب سے

اللہ رے خوے شوخ الٹ کر نقاب آپ
لینا صبا کا نام بگڑ کر عتاب سے

نظارہ و خیال دل و دیدہ پر ہے رشک ‎ ناکامیون مین رہتے ہین کیا کامیاب سے
خاطر مری ہو تو گوارا ہوون اوسے ‎ وہ رنجشین جو ہوتی ہین اکثر عتاب سے
پورا کیا وہ گریہ بے اختیار نے ‎ جو کام رہ گیا دل خانہ خراب سے
سامان نئے نئے ہوون شب وصل یار مین ‎ مے ابر سے برستی ہو جام آفتاب سے
دونون طرف حجاب رہا شب گزر گئی ‎ مین ہمگین عتاب سے وہ چپ حجاب سے

غارت گردون نے چھین لی راقم متاع صبر
بیداریان خیال سے آرام خواب کے سے

کھلتی ہے روز زلف دوتا کسکے واسطے ‎ بچھتا ہے روز دام بلا کسکے واسطے
جنت پسند کرتے ہین جس چیز کے لئے ‎ یارب رکھی ہے تونے بتا کسکے واسطے
لکھنے یہ ہون فرشتون کے تقصیر وار ہم ‎ تقصیر ہو کسی کی سزا کسکے واسطے
کچھ ہی تلافی غم و اندوہ وان نہین ‎ اے آہ نارسا یہ نوا کسکے واسطے
سنتا ہے تیری کون بجھے پوچھتا ہی کون ‎ اے جان ناشکیب دعا کسکے واسطے
مین اور بوئے زلف یہ قسمت نہین مری ‎ دلا لہ تو بنے ہے صبا کسکے واسطے
ہم مر گئے تو طرز ستم بھول جاؤ گے ‎ ہم ہی نہین تو نازو ادا کسکے واسطے
احسان چارہ سازی عیسے اٹھائے کون ‎ دل ہی نہین ہے پاس دوا کسکے واسطے
دشمن کا ہو قصور چھری مجھپہ تیز ہو ‎ کسکے لئے وفا ہے جفا کسکے واسطے
کافر کو کیا غرض ہے مسلمان سے ملے ‎ بے صرفہ التجائے خدا کسکے واسطے

امید قطع ہو گئی جب مل گیا جواب
راقم بس اب فریب وفا کسکے واسطے

اوٹھہ زندگی کہ عمر کی آخر سحر ہوئی
ہشیار ہو حیات صدائے سفر ہوئی

جس دن نگاہ یار قیامت اثر ہوئی
دنیا کو دیکھنا کہ ادہر تھی ادہر ہوئی

ہوگی کسیکی آہ رسا بہرہ در ہوئی
یان تو ہمیشہ سوز جگر درد سر ہوئی

اچھی تھی بیخودی کہ نہ سمجھے خودی کو ہم
کہوئی گئی جو چشم حقیقت نگر ہوئی

جو گریہ التجا مین ہوا رائیگان گیا
جو آہ مدعا مین ملی بے اثر ہوئی

سمجھے ہوئے تھے سہل غم ہجر یار کو
جب جان پر بنی ہے تو دل کو خبر ہوئی

کیا مبتلائے ہجر کی شام و سحر ندیم
غم مین ہوئی ہے شام الم مین سحر ہوئی

میرا کہان نصیب وہ خط کا جواب دے
تقریر کچھہ پسند تری نامہ بر ہوئی

معشوق عشق پیشہ ہی دیکھا جہان مین
ایک عمر بہر تے تجکو نسیم سحر ہوئی

وہ کیا ہے آرزو جو رہے انتظار مین
وہ کیا ہے زندگی جو الم مین بسر ہوئی

شاید اُڑی ہے گرد کسی پائمال کی
جو بند کو ہی یار مین راہ نظر ہوئی

فرقت کی شب سے کم نہ تھی اپنی شب وصال
ایسی جسکی شام مین پیہم سحر ہوئی

کیا شوخیون پہ ہے نگہہ ناز آج کل
مجھہ پر کبھی ہوئی کبھی اغیار پر ہوئی

مدت کے بعد ریش جگر کا گلا مٹا
مژگان یار سوزن زخم جگر ہوئی

راقم شب فراق ہی اچھی ہے یار سے
رہتے ہمارے پاس جسے عمر بہر ہوئی

سمجھتے ہین اشارات نہان کی
بہت کچھہ خاک چھانی ہے جہان کی

نظر بدلی ہوئی ہے پاسبان کی
خبر دیتی ہے کچھہ راز مکان کی

کہلے کیونکر مقدر کی گرہ ہے
ہمارے دل کی اور اونکی زبان کی

رہے ناکام ایسی ہی دعا بھی
الٰہی شرم رکھیو لیجو فغان کی

نبھے گی کس طرح میری تمہاری
زمین کی مین کہوں تم آسمان کی

تمنا کو مرض جب کوئی سمجھے
حقیقت کیا کہین سوز نہان کی

مین اپنے حق مین کانٹے بو رہا ہون
خوشامد کر رہا ہون پاسبان کی

الٰہی انتظار یار کب تک
بُری نوبت ہے جانِ ناتوان کی

رہو دل مین کرو تاراج دل کو
کہ تاراجی مین ہے رونق مکان کی

یہ داغ دل ہو راقم گر جبین پہ
نشانی یار سمجھی آستان کی

خضر کو دی یارب عمر کیون کی رائگان تو نے
کسی عاشق کو دی ہوتی یہ عمر جاودان تو نے

ہمین کی بے سبب پرخاش مجھ سے آسمان تو نے
ازل مین عشق کی یہی سنی تھی داستان تو نے

بنا کر خوب صورت گر یہ دشمن آسمان تو نے
کیا صنعت کا اپنے مجھ پہ پہلے امتحان تو نے

گوارا دل نہین کرتا ہے بوسے غیر کو ساقی
ملا کر مشک کیون دی ہے شراب ارغوان تو نے

صبا احباب تجھ پہ صدقے ہے قضا کا واسطہ کیا ہے
کہ دی فرقت مین بو کاکل عنبر فشان تو نے

ہمینگے کس جگہ ہے کشش زمین جنت مین تو رہی ہے
لب کوثر بنایا ہی کوئی یارب مکان تو نے

دیا تھا گر تغافل شاہدان ظلم شیوہ کو
ہمین بھی کو نہ دی ہوتی شکایت کی زبان تو نے

نظر ہو رہنمائی کو گزرگاہ خیالی مین
کیا مسجود ہر مسلک کا اپنا آستان تو نے

وفا کا امتحان لینے کی یہ تدبیر اچھی ہے
بٹھا کر غیر کو در پر بنایا پاسبان تو نے

بھلے ڈالا تھا اپنی گفتگو مین کام چلیگا
ڈبویا رازداری مین ہمین کو رازدان تو نے

نہ سمجھے بلبل نادان کہ یہ نغمہ پہ مرتا ہے
کیا دشمن بنا کر باغبان کو دستان تو نے

جمال یار بجلی تھا تجلی تھی کہ شعلہ تھا
نہ دیکھا ایک نظر بھر بھی چشم خونچکان تو نے

رکھا محروم راقم کو مزے تم دو گئے ہین
جفا کا لطف کچھ دل نے مزا لب کا زبان تو نے

کہان حسرتین لیکے جائین تمہاری
دیا وین گلے ہین بلائین تمہاری

ہمین دیکھتی ہین ادائین تمہاری
کسی روز لیکر بلائین تمہاری

بہت جان کہاتا ہے ناصح ہماری
کبہی اوسکو صورت دکھائین تمہاری

ارادہ ہے خواہش کرین جسے کوئی
مروت کبہی آزمائین تمہاری

زبان کو ہماری بہی آتی چلی ہین
شرارت کی کچھ کچھ ادائین تمہاری

قضا ایک بہانہ ہی ہم جانتے ہین
مگر جان لینگے ادائین تمہاری

یہی شوخیان ہین تو کچھ آگے آگے
ادائین یہ ہونگی بلائین تمہاری

اگر دل بردن کو ہو دعوا ادا کا
ہمین چال چل کر دکھائین تمہاری

عدو کی جفائین مبارک ہون تمکو
مبارک عدو کو ادائین تمہاری

غزل شاہدونکو ندید بنا راقم
کہ گا گا کے وہ خاک اڑائین تمہاری

نوا سنجان گلشن گل کا اب موسم نکلتا ہے
نسیم صبح دم سے قطرہ شبنم نکلتا ہے

چمن سے آج گلچین کچھ ہوا برہم نکلتا ہے
بہار گل کا شاید آجکل موسم نکلتا ہے

قیامت ہی کہ ہم جان گرامی جسپہ کہوتے ہین
تماشائی اسی کا ذکر کا ایک عالم نکلتا ہے

گلا ہ کب نہین کرتے زبان سے کیا نہین کہتے
مگر ایک حرف مطلب منہ سے اونکے کم نکلتا ہے

کوئی ہنگامہ وان ہونیکو ہے جو آج سینہ سے
ہر ایک نالہ یہ شور نوحہ ماتم نکلتا ہے

تمہارا کیون نہو مونس تماشائی ہی صورتکا
جہانمین آئینہ جیسا ہی کم ہمدم نکلتا ہے

نہ نالہ کرتے بنتی ہی نہ روکے ہمکو بنتی ہے
کلیجا منہ کو آجاتا ہے گہٹ کر دم نکلتا ہے

پریشان شانہ سے لفین وہ زلفوں سے پریشان ہین
کہ سو خم اور پڑتے ہین اگر ایک خم نکلتا ہے

مسیحا خیر ہے تمکو علاج اپنا کرو حضرت
جہان ہین زخم فرقت کا کہین مرہم نکلتا ہے

تمنا وصل کی تب کیجئے امید زندگی کسکو
لب ہر زخم سے اب نوحۂ ماتم نکلتا ہے

نہ چہیڑو زلف برخم کو یہ سید ہی کسطرح ہوگی
کبھی بل اور اینٹھی کا سنا ہے خم نکلتا ہے

یہی سامان ہین راقمؔ یار کے آزردہ ہونیکے
تمہاری لب سے ہر دم ذکر دردِ غم نکلتا ہے

جہانمین مجہسا سادہ دل یہی کم آدم نکلتا ہے
ادہی سے التجا کرتا ہون جسپر دم نکلتا ہے

پہنسا ایسے مرض مین کب کوئی آدم نکلتا ہے
نہ غم سے دل ہی چہٹتا ہے نہ دل سے غم نکلتا ہے

وہ جب کرتے ہین آرایش تو شانہ ہی تکلف کا
نکلتا ہے تو رشک بچۂ مریم نکلتا ہے

ہو دل مین کہان عاشق کے یہ رنگ غم دل ہے
جو ہمراہ سر شک دیدۂ پرنم نکلتا ہے

ہزارون نامرادون کا لہو پانی ہوا ہوگا
کہ اوس کوچی سے بچ کر ہر ایک عالم نکلتا ہے

تمنا کہنے جاتا ہون پشیمان ہو کے آتا ہون
گلا دل مین بہرا رہتا ہے منہ سے کم نکلتا ہے

حقیقت سوز دلکی کوئی پوچہے شمع سوزان سے
کہ اوسپر کیا گزرتی ہے یہ کیا پیہم نکلتا ہے

بیان میرا زبان میری ہے تو کیون جی چرا تا ہے
وہان جاتے ہوئے قاصد جو تیرا دم نکلتا ہے

غم و ارمان ندیم دوست بنکر دلمین بیٹہے ہین
نہ ارمان دل سے جاتا ہے نہ دل سے غم نکلتا ہے

ہم اپنا آپ کر سکتے ہین چارہ کوئی کیا جانے
ہمارے ناخن وحشت سے خود مرہم نکلتا ہے

ہوا کیا ابر گریان آنکہ سے دریا بہاتا ہے
ہماری آنکہ سے سرچشمۂ زمزم نکلتا ہے

کبھی وہ پوچھتے ہین سنکے ہمپر کون مرتا ہے
ہماری شامت آئی ہے زبان سے ہم نکلتا ہے

وہان جانیکو جاتا ہے مرے تقلید پر دشمن
نگر سر پیٹا کرتا ہوا ماتم نکلتا ہے

کسیدن وصل ہوتا ہے تو دونی آگ لگتی ہے
تمنا دل کی رہجاتی ہے ارمان کم نکلتا ہے

ہجوم دردسے اتنا بڑہا یا ناتوانی کو
نفس بہی اب گرانبار الم تہم تہم نکلتا ہے

ہمین یہ دل جلاتا ہے کسیکو یاد کرتا ہے
یہ اسکا غم بہلتا ہے ہمارا دم نکلتا ہے

جہان مین قدر آدم ہوتی ہے راقم پس آدم
محبت کرنیوالا سچ ہے انسان کم نکلتا ہے

شوخ رخ بے نقاب دیکھئے کب تک رہے
عالم جوش شباب دیکھئے کب تک رہے

یار کا مجھپہ عتاب دیکھئے کب تک رہے
درد بہ شکل عذاب دیکھئے تک رہے

پردۂ رخ یہ نقاب دیکھئے کب تک رہے
ابر سر آفتاب دیکھئے کب تک رہے

دردسے بیقرار غم سے جلے جان زار
نالۂ غم گرم تاب دیکھئے کب تک رہے

غیرسے وہ ہمکنار پھر یہ پرورد گار
صاعقہ زیر سحاب دیکھئے کب تک رہے

طاقت مہمان ندشت خانہ بہ مہمان گزاشت
اوسکا نیا یہ عتاب دیکھئے کب تک رہے

خواب مین وہ دلربا ہول کے یان آگیا
گردش تعبیر خواب دیکھئے کب تک رہے

وصل گیا بہار مین جی یہ ہنسے یاد مین
تاب پر طرفہ یہ تاب دیکھئے کب تک رہے

غیر کی ہے گہر مین یار رشک سے مین بیقرار
حشر کا مجھپر عذاب دیکھئے کب تک رہے

زشتی اعمال ما صورت نادر گرفت
بندر فتح باب دیکھئے کب تک رہے

صبح کبہی شام آئے پہر وہ نہین بیوفا
لیل و نہار انقلاب دیکھئے کب تک رہے

عذر و ملت آنے مین ہمکو یہان انتظار
تفرقہ بے حساب دیکھئے کب تک رہے

عشق کی ہے دل مین آگ یار کو ہے اوس سے لاگ
حالت راقم خراب دیکھیے کب تک رہے

جب وہ بت سنگدل خفا ہے
پوچھین اوسے کیون کوئی خدا ہے

بیگانہ وہ ہے نہ بیوفا ہے
معلوم ہے دیر آشنا ہے

کیون سنئے جواب لن ترانی
آئینۂ دل ہے رونما ہے

اسد نکالے آرزوئین بہ
بیدرد کے ہاتہ مدعا ہے

تم کہتے ہو بدنصیب مجکو
کیا میری جبین پہ یہ لکہا ہے

جی مین رہی عمر بہر توقع
اقرار ہی اوسنے وہ کیا ہے

ہمکو نہین شکوۂ بیوفا کا
اپنے ہی کئے کی یہ سزا ہے

طول شب ہجر کیون نہوگا
اس نے تو لہو میرا پیا ہے

سمجہے نہتے زلف پرشکن کو
ناگن ہے یہ کالی بدبلا ہے

بیداد کا کیا گلا کسی سے
دل تشنۂ ناوک جفا ہے

کب تک رہین ہم امید قایم
کچہہ اسکی بہی آخر انتہا ہے

کونے مین چلو تو ہم سنائین
کچہہ کان مین کہنا مدعا ہے

ٹکڑے ہوئے نامہ بر کے شاید
نامہ جو حوالۂ صبا ہے

پتہر کے جگر پہ کیا اثر ہو
بدنام یہ نالہ نارسا ہے

اغیار کی یاد مین تو جاگین
رسوا مرے نالون کو کیا ہے

آنا ہے تو آؤ دیر کیون کی
یان دم ہم کچہہ اور ہو رہا ہے

راقم تو وہ غزل لکہی ہے واللہ
ہر گوشہ سے شور مرحبا ہے

غزلیات تمام شد
رباعیات

اب جان کا دلبرون سے پیچھا چھوٹے
کب دیکھیے کافرون سے پیچھا چھوٹے
پھندے مین پھنسے ہین اونکے ایسے راقم
مشکل ہے ستمگرون سے پیچھا چھوٹے

ایضا

انکھون سے نہ دیکھا ہمنے مانا تجھکو
معبود نگر سمجھہ کے مانا تجھکو
سمجھے بھی جو کچھہ تو سمجھے ایسا گویا
جانا بھی ہے ہمنے پھر نہ جانا تجھکو

ایضا

ہم نے کبھی تم سے بیوفائی کی ہے
جب کی ہے تمہین نے کج ادائی کی ہے
سہہ سہہ کے ستم بھی ہم جو بولے منہ سے
دل دیدیا تم کو یہ برائی کی ہے

ایضا

اب غم مین نہین ہے یار میرا کوئی
فرقت کا بھی غمگسار میرا کوئی
مرتا ہون وہ یاد کرکے غم مین ایام
رہتا تھا گلے کا ہار میرا کوئی

ایضا

درد غم یار سے مرنا بہتر
دنیا مین وفا کا نام کرنا بہتر
کیونکر جی کے خراب زندگانی کیجے
اسباب حیل سر پہ دھرنا بہتر

قطعات تاریخی

تاریخ وفات خواجہ شمس الدین خان معروف بخواجہ جان دہلوی
عم بزرگوار راقم

کسوف فنا دید آن شمس دین | که بد خواجه جان عرف آن نیک خو
چو رحلت اقامت ز دنیا به بست | شده ماتم و شیونش کو بکو
براقم شده آنچنان رنج و غم | بیانش ز کلک و ز نطقم مجو
بگفتم پدان اے دل پر الم | که خلد برینش همه جائے او ۱۲

قطعه تاریخ وفات خواجه بدر الدین خان معروف بخواجه امان مترجم بوستان خیال برادر زاده میرزا اسد الله خان غالب دہلوی والد ماجد راقم

آن خواجه امان که بود فرزانه دهر | شیرین سخن و شکر زبان اردو
افسون دم و سحر کار و معجز گفتار | در اهل زبان سلیقه دان اردو
فرزانه جوان و نور چشم غالب | نام آور هندو کامران اردو
عالی نسبی ز طرز دانش پیدا | والا حسبی عیان ازان اردو
از خامه و کلک داستان رانده | در کام و زبان فزود شان اردو
در رزم بیان شراره ریزی بوده | در بزم سخن گهر فشان اردو
معجز سخنے زیادگار اویش | افزود بعمر جاودان اردو
در باغ جهان نهال اردو بگذاشت | تا ماند ازو ثمر فشان اردو
آرے چه به کلک نقش رنگین بسته | زان افسانه کهنه داستان اردو
بر اهل سخن فشاند گنج گوهر | بر اهل نظر کشود کان اردو
کان نقد گران بها بعالم بگذاشت | چندین ورقے ز ارمغان اردو
خود زود به بست رخت هستی بهیهات | پایان نرسیده داستان اردو

خرد ہم ثمرے نہ از نہال امید — دیدہ نہ گلے ز بوستان اُردو

این سفلہ فلک نخواست یکدم بیند — در نقش و نگار گلستان اُردو

گل چین اجل ہمہ بیغما بردہ — برگ و ثمرے ز باغبان اُردو

چیزے نگذاشت از متاع دنیا — جز یک پسرے ترانہ خوان اُردو

رنجور پسر چو خواست از ساں رخصت — گفتند ہمہ سخنوران اُردو

راقم ز سر الم بگوئے تاریخ — از قالب دہر رفت جانِ اُردو

۱۲۹۵

قطعہ تاریخ وفات فخر الدولہ نواب علاء الدین احمد خان بہادر متخلص علائی رئیس ریاست لوہارو دہلوی

کیا لکھوں مین سرگزشت سینہ سوز — کیا کہون مین ماجرائے پر الم

ہائے کیسا اٹھ گیا رعنا جوان — ہائے کیسا مر گیا زیبا صنم

ہائے مر جائے علائی سا جوان — ہائے اٹھ جائے جہان سے فخر جم

جسکو فرزانہ جوان کہتے تھے لوگ — اب جوان مرگ اوسکو لیس کہتے ہین ہم

کہا گئی کس کی نظر اوس کو خدا — ہو گیا غایب کہان وہ باحشم

جس سے مل کر ہوتے تھے ہم شادمان — آج اوسکو رو رہے ہین بیٹھے ہم

اے علاء الدین احمد خان تجھے — رہ گئی بس دیکھتے یہ چشم نم

گر زمین سے آسمان تک ڈھونڈئین — اب نہ پائین گے کہین غیر ارم

اے فلک کیا دوسرا تجکو نہ تھا — اس علائی کے سوا بہر ستم

یون ملایا خاک مین تونے اوسے — خاک سے جیسے مٹے نقش قدم

ہائے راقم وہ علائی اب کہان — واقعہ اوسکا رہا تاریخ و غم ۱۳۰۲

قطعہ تاریخ وفات نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر متخلص نیر دہلوی جاگیردار لوہارو عم بزرگوار علائی بود

پھر ہوا تازہ زخم سینہ مین — پھر ہوا تازہ داغ دہلی کا
سن رہا ہون کہ مر گیا نیر — تھا جو چشم و چراغ دہلی کا
آج پامال ہو گئی دہلی — آج اجڑا ہے باغ دہلی کا
یہ وہ دہلی تھی رشک جنت — عرش پر تھا دماغ دہلی کا
کل جسے لالہ زار کہتے تھے — آج جنگل ہے باغ دہلی کا
دہلی والے رہے نہ وہ دہلی — رہ گیا دلپہ داغ دہلی کا
چل بسے نامدار دہلی کے — سات لیکر سراغ دہلی کا
کیسے کیسے تھے لوگ دہلی مین — ہر سخنور دماغ دہلی کا
جنسے پایا فروغ دہلی نے — جنسے تھا تر دماغ دہلی کا
مومن و ذوق اور آزردہ — شیفتہ سا چراغ دہلی کا
غالب و عارف اور صہبائی — نیر خوش دماغ دہلی کا
ان سے دہلی تھی یہ تھے دہلی سے — ان سے روشن چراغ دہلی کا
اب وہ دہلی نہ رونق دہلی — ایک کھنڈر سا ہے باغ دہلی کا
اب کہان ایسے نامور پیدا — اب کہان وہ فراغ دہلی کا
نامدارون مین باقی نیر تھا — گو ہر شب چراغ دہلی کا
بعد غالب کے رہ گیا تھا یہی — انجمن مین ایاغ دہلی کا
اہل فضل و کمال پاتے تھے — اوس سے ملکر سراغ دہلی کا

وہ بہی سوئے ارم روانہ ہوا | چہوڑ کر خانہ باغ دہلی کا
نیّرِ خوش خصال کا مرنا | داغ پر ہے یہ داغ دہلی کا

اب سنا نام شہر کا راقم
اب کہا ہے چراغ دہلی کا
۱۳

سلام

جسدم ہوئے سوار سوئے کربلا حسین | اہل مدینہ کہتے تہے رو رو کے یا حسین
کوفے کو آپ جاتے ہین کیا جانتے نہین | شہر خدا پہ گزرا تہا کیا ماجرا حسین
جانا اگر ہے آپ کو منظور جایئے | اہل حرم کو سات سے رکہئیے جدا حسین
آفت کی وہ زمین ہے مسکن قضا کا ہے | کوفی دغائی لوگ ہین دینگے دغا حسین
سنکر کہا امام نے مرضی خدا کی ہے | راضی ہے ہر طرح برضائے خدا حسین
فرزند ہے علی کا نواسا رسول کا | امت پہ اپنی جان کریگا فدا حسین
ڈرتا نہین قضا سے اگر سو قضا بہی ہون | وعدہ کیا ہے اوسکو کریگا وفا حسین

ہے ہے نمانی شاہ نے راقم کسی کی بات
کٹوائے سر گئے سوئے دشت دغا حسین

سلام

مجرئی رن مین ہین مہمانیان مہمانون کی | جان لیتے ہین مسلمان مسلمانون کی
آل احمد کو بلا گہر مین پیاسا مارا | کاٹ لین گردنین تلوار سے مہمانون کی
جان لی مال لیا صبر نہ آیا پہر بہی | چہین لین چادرین بہی چاک گریبانونکی

کہتے رو رو کے تہین زینب کہ ہائی بابا
بہائی مارے گئے اب ہمکو پڑی جانون کی

قتل سب ہوچکی اولاد اکیلے ہم ہین
اب او بہائی ہے اذیت ہمین ندانونکی

ہم اسیر و نہ ہے وہ ظلم کسی پر ہوا
قید مین گہرکیان سنتے ہین نگہبانون کی

قطرہ پانی بہی نہین دیتے یہ ظالم ہمکو
سوکہی جاتی ہے زبان پیاس سے گریانونکی

ہائے سقائی حرم بہی نہین پانی لادے
پیاس اب کون بجہائیگا پریشانون کی

قہر سا قہر ہے فرزند و نہ زہرا کے خدا
لاشین بے گور و کفن ہین پڑی بیجانونکی

بانو کہتی ہتین کہ فرزند کہان ہین میرے
صورتین دیکہہ لون اکبار مین مردانونکی

ہائے قاسم ہے نہ اکبر ہے نہ اصغر گہر مین
اب خبر کون لے اللہ پریشانون کی

ایک سجاد ہے باقی وہ پڑا ہے بیمار
جان ہے نرغہ مین ہم بے سر و سامانونکی

قید جب ہوکے چلے اہل حرم میدان سے
عرش ہلنے لگا فریاد سے گریانون کی

آنکہہ سے آنسو حرم کے ہوئے جاری اقدم
لاشین دیکہین جو پڑی خاک پہ بیجانونکی

سلام

پہونچے جو کربلا مین غریبان کربلا
غوغا ہوا کہ آئے ہین مہمان کربلا

تا حشر یان رہین گے یہانسے نجائینگے
سامان کرکے آئے ہین سلطان کربلا

بولی اجل پکاری قضا یہ ہے نصیب
سلطان کربلا ہوئے مہمان کربلا

پکڑے قدم زمین نے تہامے اجل نے پانو
زنجیر بن گیا تہا بیابان کربلا

رستہ دیا زمین نے نہ صحرا نے راہ دی
زندان سے تنگ تر ہوا میدان کربلا

آگے نہ بڑھ سکے وہین ڈیرے جما دیے
بیٹھے حسین تہام کے دامان کربلا

جی چھٹ گیا امام کا سامان دیکھکر
آیا نظر پھرا ہوا ایمان کربلا

بولے امام جانتے ہین اس مین کو ہم
پیاسی ہمارے خون کی ہے جان کربلا

جو کچھ کہ ہونیوالا ہے معلوم ہے ہمین
لوٹین گے خاک و خون مین شہیدان کربلا

اس خاک ماریہ پہ پڑے ہونگے جابجا
تن ہاے نازنین غریبان کربلا

جب ہو چکا یقین شہ تشنہ کام کو
قبلے سر دئے نجائین گے مہمان کربلا

فرمایا اب حسین یہان سے نجائیگا
دل کھولکر نکالے گا ارمان کربلا

اللہ کہہ چکا ہے یہ اپنے رسول سے
تقدیر ہے حسین سے ہو شان کربلا

دم بھی لیا نہ تھا ابھی دلدل سوار نے
دیکھا کھڑے ہوئے ہین حریفان کربلا

شامی جمائے فوج پرے سے پرا ملائے
تیار رزم پر ہین سواران کربلا

لشکر پہ حملے شاہ کے کرتے ہین دمبدم
نیزے اُٹھا اُٹھا کے سفیہان کربلا

نرغہ مین کر لیا ہے جناب حسین کو
قطرہ پئین نہ پانی کا سلطان کربلا

جب چارہ غیر جنگ نہ دیکھا امام نے
لشکر جما دیا سر میدان کربلا

بڑھنے لگی ادھر سے بھی شیران صف شکن
سر پر کفن کو باندھ دلیران کربلا

ایسے گرے کہ برق گری جان لیگئی
تلوارین سونت سونت جوانان کربلا

جانین بچا سکے نہ سفیہان کینہ جو
ایک ایک حلیف ہو گیا قربان کربلا

پشتے لگا دئے تھے کنارہ فرات کے
کشتون سے بھر دیا تھا بیابان کربلا

ایک حشر تھا کہ آل عبا پر گزر گیا
محشر مین بھی نہو گا یہ سامان کربلا

سر ننگے اہل بیت ہین سر پر ردا نہین
منہ پر حجاب کو نہین دامان کربلا

جانین بچین نہ مال بچا ہے نہ آبرو
جنگل ہے بے بیان مین اسیران کربلا

گرتا تہا آسمان کو حریفونکی جان پر | اولاد فاطمہ ہے پریشان کربلا

پانی کے بدلے آنکہہ مین باقی نہین ہے اشک | پیاسے تڑپ رہے ہین اسیران کربلا

زخمون سے چور چور بدن ہے حسین کا | بے جان پڑے ہوئے ہین شہیدان کربلا

قاسم کہین پڑے ہین کہین اکبر جوان | لاشون کو روندتے ہین سواران کربلا

عباس کہہ رہے ہین کہ عباس ہو چکا | لیجے خبر دہائی ہے سلطان کربلا

پہونچے مدد کو کون کہ اتنا نہین کوئی | خیمہ مین لائے نعش شہیدان کربلا

زینب پکارتی تہین کہ مقتل مین کوئی جاؤ | تپتے زمین پہ لیٹے ہین سلطان کربلا

لاؤ اٹھا کے بہائی کو زانو پہ ہین سلاؤن | ہے ہے تڑپتے ہین سر میدان کربلا

فریاد اہل بیت نے بہڑکائی تہی وہ آگ | جلنے لگا تہا صحن بیابان کربلا

اوس تن کو رو رہے تہے جو سر سے جدا ہوا | اوس سر کو پیٹتے تہے یتیمان کربلا

وہ تن جو گرم خاک پہ بے سر پڑا رہا | وہ سر جو نیزہ پہ بنا اربان کربلا

آنکہین نہتہین لعینونکی آنکہو نسے دیکہتے | آل عبا کو کوزنگاہان کربلا

یہ صبر اہل بیت پڑیگا کہان کہان | جاتے ہین ننگے پانو اسیران کربلا

پوچہین گے تجہسے حشر کو اے خاک ماریہ | مہمان نوازیان ترے مہمان کربلا

کیا دیگی پہر جواب نہ بن آئیگا جواب | دست حسین ہوگا گریبان کربلا

جب بعد عصر خاتمہ جنگ ہو چکا | رخصت ہوئے ارم کو شہیدان کربلا

اہل حرم بہی لٹ چکے خیمہ بہی جل چکا | سجاد ہین سو وہ بہی اسیران کربلا

پہر اہل شام نعرہ زنان شام کو چلے | لٹکا کے نیزہ پہ سر سلطان کربلا

گریہ پہ اہل بیت کی روتا تہا آسمان | ماتم سے ہل رہا تہا بیابان کربلا

ہے ہے یہ کیا غضب ہے دُہائی خدا کی ہے ۔ قتلِ حسین ہو سرِ میدان کربلا

منہ کو کلیجا آتا ہے راقم بیان سے
کاٹیں سرِ حسین لعینان کربلا

تضمین بر غزل نعتیہ جناب نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ میرزا اسد اللہ خان بہادر غالب مغفور دہلوی

واقف ہیں خوب سرِ حقیقت سے حق پرست ۔ آنکھوں سے دیکھتے ہیں تماشائے رنگ لست
سمجھے ہوئے ہو نہیں ہیں زندان فاقہ مست ۔ حق جلوہ گر ز طرزِ بیان محمد است

آرے کلام حق بزبان محمد است

مانا کہ خاص حق کہے ہے قفل قضا بدست ۔ لیکن کلید چاہیئے بہر کشاد و بست
کہنے کی بات اور ہے گفتن ہمین بس است ۔ تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است

اما کشاد ان زکمان محمد است

زاہد تجھے بھی دیدہ ادراک ہو سہی ۔ قدرت نہیں کہ محرم اسرار ہو کبھی
ہان راز معرفت پہ تجھے جب ہو آگہی ۔ دانی اگر بہ معنے لولاک واسی

خود ہر چہ از حق است ازان محمد است

دل سے عزیز تر ہو وہ یہ شے ہے مستند ۔ فرزند و عمر و دولت و معشوق سرو قد
دیتے ہیں جان انکے لئے صاحب خرد ۔ ہر کس قسم بد انچہ عزیز است میخورد

سوگند کردگار بہ جان محمد است

کیسی ارم کہان کا چمن کس کا لالہ زار ۔ ہم سن چکے ہین یہ تو کہانی ہزار بار

یہ وقت قصہ خوانی جنت نہیں ہے یار　　واعظ حدیث سایہ طوبی فرو گزار
کاینجا سخن ز سرو روان محمد ست

معجزے میں حضرت عیسے نے کیا کیا　　کہہ کہہ کے قم باذن ہی مردونکو دم دیا
اعجاز اسکا نام ہے شق القمر ہوا　　بنگر دو نیمہ گشتن ماہ تمام را
کان نیمہ جنبشے ز بنان محمد ست

ہوتی اگر نہ مہر نبوت بدوش قد　　ہوتا نہ فرق پھر کہ یہ احمد ہی یا احد
مانا کہ وہ نشان رسالت کی ہے سند　　در خود ز نقش مہر نبوت سخن رود
آن نیز نامور ز نشان محمد ست

اوسکی ثنا و مدح کریں کس زبان سے ہم　　کہتا ہے جسکے نام کی اسد خود قسم
راقم بقول غالب آسودہ ارم　　غالب ثنائے خواجہ بہ یزدان گزاشتم
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد ست

تضمین بر غزل نواب یوسف علی خان بہادر فرمان روائے رام پور متخلص ناظم شاگرد حضرت غالب دہلوی

مستانہ نگاہیں ہیں حیا اور ہے کچھ ہے　　جانانہ ادا ہوش ربا اور ہے کچھ ہے
انسان نہیں وہ ماہ لقا اور ہی کچھ ہے　　انداز نرالا ہے ادا اور ہی کچھ ہے
وہ حسن نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے

کیا حسن کا تم حسن بڑھانے نہیں دیتے　　مشاطہ کو بھی ہات لگانے نہیں دیتے
کیا زلف صبا کو بھی ہلانے نہیں دیتے　　کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہیں دیتے

سچ ہو یہی پر ہمنے سنا اور ہی کچھ ہے

مارا ہی گیا تھا مجکو نگہہ ہوش ربانے
ہان زندہ کیا جنبش اعجاز نما سے
لسمہ ہی رکھا تہا نہ لگا برق بلا نے
پردہ نرکھا تیری لب روح فزا نے

ہم جانتے تھے اب بقا اور ہی کچھ ہے

ایسی تو نتھی بات اوسے زہر لگی بات
کہنے مین مگر فرق رہا جو نہ بنی بات
پیغام تہا گالی نہ تہی اوسنے لسنے بات
جو مینے کہا تہا وہ بگڑ نیکی نہ تہی بات

قاصد نے مگر اوس سے کہا اور ہی کچھ ہے

کچھ اور جدا ہی ہی یہ حال ہے ہونا
یہ جینے مین جینا ہے عبث عمر کا کھونا
کہانا ہے نہ پینا ہے نہ دنرات ہے سونا
ہم دم ہی جانان کی جدائی کا ہے رونا

کہتے ہین جسے مرگ وہ کیا اور ہی کچھ ہے

کیا کام ہے عیسے کا وہ تشریف نہ لائین
دم بازیان اورون ہی کو وہ اپنی جتائین
اعجاز کسی مردہ کو وہ اپنا دکھائین
عیسے سے کہو مردہ صدسالہ جلائین

بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھ ہے

کس جان مین وہ جان ہے پروانہ دی جان
مجنون کی یون ہی دشت نوردی مین ہی جان
بیکار سی تہی موت ہی بیکار سی تہی جان
فرہاد سن تیشہ نے ہی دی تو سہی جان

پر شیوہ ارباب وفا اور ہی کچھ ہے

دشنام سے کیا اور سوا دیتے ہو لاؤ
ملنے کا اگر مژدہ نیا دیتے ہو لاؤ
تسکین کی مرے کوئی دوا دیتے ہو لاد
تم حسن کی خیرات مین کیا دیتے ہو لاؤ

ہر چند لٹائے گدا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو حقیقت کے ہی منکر نہین ناظم	راغم تو شریعت کے ہی منکر نہین ناظم
تم صبر و قناعت کی ہی منکر نہین ناظم	ہم زہد و عبادت کی ہی منکر نہین ناظم

پر قاعدہ فقر و فنا اور ہی کچھ ہے

قطعہ تاریخ بہ گل باری قلم اعجاز رقم فصیح بیان شیرین زبان شاعر بے مثال ناشر خوش مقال جناب سید حیدر حسین صاحب تخلص یکتا

بسال ترتیب دیوان

چون حضرت راغم نبود در امصار	ہم ناشر ہم ماہر نظم زیبا
زین اوست کہ تاریخ کلامش آمد	بے کاست و کم قادر نظم زیبا

ایضاً

خواجہ مرزا خان راغم چون نوشت	نظم مجموعۂ الصفات دل پذیر
دل سرود و سال اتمامش سرود	نو بہار کلیات بے نظیر

ایضاً

زیبا سخنے کہ طرز او یاد دہد	کین نظم بود ذخیرۂ از غالب
نام ناظم نشان تاریخش ہست	مرزا راغم نبیرۂ از غالب

ایضاً

اس نظم سے من و عن ہے ظاہر یکتا	گفتار مین جو نبیرۂ غالب ہے
پوچھی جو کسی نے اسکی ناظم کی صفت	ہاتف نے کہا نبیرۂ غالب ہے

ایضاً

دل سامع کو ہو حاصل اک لطف	ہے یہی حاصل نظم زیبا

ہین دو وادین جد نظم لطیف — اور یہ دیوان دل نظم زیبا
اسکے چھپ جانے سے بھر طلبا — حل ہوئی مشکل نظم زیبا
اسکا اتمام ہے انجام سخن — سطے ہوئی منزل نظم زیبا
فکر عالی سے مضامین بلند — ہوگئی شامل نظم زیبا
فکر سے تھے جو مضامین خارج — ہوگئی داخل نظم زیبا
اسکی تاریخ ہے خود بے کم و کاست — جوہر کامل نظم زیبا

ایضا

جلد کلیات بند ہنے سے کھلا — ہے سخن مین شان راقم لاجواب
ہے سواد شاعری مین بے سخن — کلک مشک افشان راقم لاجواب
تختہ گلزار اہل فکر مین — ہے خط ریحان راقم لاجواب
یہ گلستان دیکھکر کہتے ہین سب — ہے بہارستان راقم لاجواب
دیکھکر دیوان کو ہین دیوانہ وار — سب سخن چیذان راقم لاجواب
صاحب دیوان ہے بے مثل و نظیر — کیون نہو دیوان راقم لاجواب
لکھدیا یکتا نے سال عیسوی — خواجہ مرزا خان راقم لاجواب

گلدستہ بند معانی نقش طراز سخندانی جناب مرزا محمد تقی بیگ صاحب متخلص بہ مائل مولد و موطن دہلی تلامذہ تسلیم نارنولی

مکرم میرے حضرت خواجہ راقم — فلک ہو ہمیشہ مددگار خواجہ
مرتب جو دیوان خواجہ ہوا ہے — نہ کیونکر ہون شادان طرفدار خواجہ
سخن سے نہ دم بھر رہائی ہے اونکو — سخن ہو گیا ہے گرفتار خواجہ

نہ کیونکر ہو قبضہ زمین سخن پر — الگ ہے زمانہ سے رفتار خواجہ
یہ عالم ہے آمد کا دیوان مین دیکھو — کہ گویا سخن تھا طلب گار خواجہ
سراپا غزل ہے ہنین سلک گوہر — دُر بے بہا ہین سب اشعار خواجہ
سخن وہ کہ جسکو سخن فہم سمجھین — وہ ہے داد جو ہو سزاوار خواجہ
کہا مرحبا خواجہ حافظ نے مائل — نکالی جو تاریخ گفتار خواجہ

قطعہ تاریخ طوطی شکر ریز سخنوری بلبل ترانہ سنج معنی گستری جناب چاند خان صاحب متخلص بہ عطا ملازم سرکار جیپور

کہون کیا خوبیٔ دیوان راقم — وہ ہے ایک ابر گوہر بار معنی
فصاحت سے نہین خالی کوئی لفظ — بلاغت ہے گل دستار معنی
عجب روشن بیانی ہے کہ ہر شعر — بنا ہے مطلع انوار معنی
بھری ہے طرفہ رنگینی سخن مین — بجا ہے کہئے گر گلزار معنی
غرض اول سے آخر تک ہر ایک جا — نئی صورت پہ ہے اظہار معنی
نہ دیکھا ہو گل بے خار جس نے — وہ یان دیکھے گل بے خار معنی
عطا تاریخ مین نے بے کم و کاست — رقم کی دفتر اسرار معنی

قطعہ تاریخ ترانہ ریزی قلم و نغمہ سنجی کلک عنبرین رقم شاعر یکتا محمد ریاض الدین متخلص فدا شاگرد حضرت رسا اکبرابادی میر منشی زیدی جیپور

بس فدا دیکھ لیا ہمنے سمجھے — ہے ترا دعوئے الفت بے جا
خود یہ راقم نے کہا تھا مجھسے — زیر ترتیب ہے دیوان میرا

توڑنے کیا اُن سے کیا تھا وعدہ
ایک تاریخ کا کہنا گویا
بڑھ گیا حد سے تغافل ورنہ
عیب ہے جو ہو شکایت تجھ سے
سال ترتیب کا کہہ جلدی اب

حیف اس یاد پہ ایسا بھولا
تھا نہ آسان تو مشکل بھی نہ تھا
کم نہ تھا حوصلۂ فکر رسا
جس قدر شکوے کئے جائیں بجا
دفتر عشق مکمل ہو گا

قطعہ تاریخ بہ نقش طرازی خامہ معجز بیان دانشا پردازی سخن سحر زبان جناب منشی علیم الدین متخلص علیم متوطن سینہ سرشتہ دار پنچایت رزیڈنٹ جیپور

خواجہ ذی جاہ شمس الدین خان
آنکہ نامش ہست راقم در سخن
نام ایزد جمع کرد اشعار خود
باد دایم در جہان اشعار او
اے علیم نکتہ پرور سحر کار

ہست در دنیا بخوش گوئے علم
دانکہ باشد بہ گہر طبعش یتیم
در زبان سعد باسے راقم
یا الٰہی تا بود لوح و قلم
سال او گفتار خواجہ کن رقم

ایضا

بعد کہ این مجموعہ نظم
نوشتہ اندرین راقم ہمانا
علیما از برائے سال و تاریخ

بوقت نیک خوش گردیدہ تدوین
ہزاران نکتہ اعجاز رنگین
بگو اشعار راقم عنبر آگین

قطعہ تاریخ بہ آہنگ دلربا نوای فکر رسا جناب منشی جہیرل صاحب متخلص مجبور شاگرد حضرت تسلیم نارنولی۔

عجب دلچسپ ہے دیوان راقم — کہ دل جس پر فدا ہے انجمن کا
ہی تاریخ اسے مجبور مین نے — کہا گلدستہ گلہاے سخن کا

عذب البیانی و رطب اللسانی شاعر نازک خیال ناظم عدیم المثال رنگین بیان شیرین زبان سید احمد مرزا خان متخلص آگاہ خوشہ چین غالب

مجموعہ خوبی ہے یہ نظم یہ مجبوبی ہے — ملتے ہوئے غالب سے ہے شان دل راقم
ہے لطف معانی مین سو طرح کی دلچسپی — انداز سخن پر ہے احسان دل راقم
ہر شعر گران پایہ ہے شوق کا سرمایہ — خوبی مین گران تر ہے ارزان دل راقم
ہے قبضہ قدرت مین اقلیم سخن رانی — جاری ہے مضامین پر فرمان دل راقم
گنجینہ معانی کا سینہ مین جو تہا پنہان — نکلا ہے وہ اب بنکر ارمان دل راقم
مملو ہے لطافت سے ہر لفظ کا اندازہ — آگاہ فصاحت ہی ہے جان دل راقم
کی فکر جو کچہ مین نے ہاتف نے کہا لکہہ دے — تاریخ سن ہجری فیضان دل راقم

ایضا

وا و ترتیب چو دیوان راقم — از مضامین بہر سو دُرسفت
سال تاریخ چو جستم ز سروش — باب رمز سخن دلکش گفت

ایضا

کرد چون دیوان رقم راقم نازک خیال — گشت ز فیض سخن سلک گہر تاب نظم
جست چو آگاہ سال کرد بدیشان مقال — از سر ایمان عمر دوخت نادرہ پاسِ نظم

ایضا

عجب دیوان لکھا ہے خواجہ قمر الدین راقم نے | کترایا ہے یہ باغ سخن میں تازہ گل چن کر
پئے تاریخ سال آگاہ جب کچھ فکر کی ہمنے | تو جلدی بول اٹھا ہاتف یہاں خواجہ کلی چن کر

ایضاً

چو راقم باکمال فرمود * | دیوان خودش بہ نظم ارقام
کردیم چو فکر سال تاریخ | باید تا کار نیک انجام
آگاہ سروش گفت از من | ترتیب کلام لطف انجام

قطعات سال طبع دیوان بزمزمہ گفتار سرخیل نام دران سخنوری ہمسر ظہیر وانوری سید ظہیر الدین صاحب متخلص بہ ظہیر دہلوی

ہوا ترتیب جو دیوان رنگین | بندھا گلدستہ گلزار راقم
کہاں ہیں اہل بینش آئیں دیکھیں | کھلا ہے دفتر اشعار راقم
عروسان چمن کی زیب شان ہے | بہار گلشن بے خار راقم
حلاوت بخش روح و کام و جان ہے | زبان شوخ و شکر بار راقم
بلاغت ہے فصاحت خیز کتنے | کہ آسان تر ہے ہر دشوار راقم
جہان شوخ کو کرتا ہے تسخیر * | فنون شوخی گفتار راقم
ملیحان جہان پھیکے ہیں جس سے | وہ ہے نظم ملاحت بار راقم
ظہیر خستہ جان کی دل سے پوچھو | مذاق طبع گوہر بار راقم
جو دیکھے اس چمن کا حسن طبع | وہ کہدے بے خزان گلزار راقم

قطعہ تاریخ طبع دیوان بہ شیرین زبانی و فصاحت بیانی نذیر حسین خان متخلص نظیر سررشتہ دار نظامت گنگاپور راج جیپور

گرامی لقب خواجه نامور ‌‌ ‌ خردمند فرزانه رعنا جوان

سخن سنج و دانشور خوش کلام ‌ برنگین بیانی و شیرین زبان

سخنور سخن فهم و عالی نسب ‌ ز دهلی نژاد و ز نسل کیان

جگر گوشه غالب دهلوی ‌ چراغ شبستان هندوستان

خوشا عرف آن خواجه میرزا ‌ مهین پور دلبند خواجه جان

تخلص براقم پی نظم و نثر ‌ سزاوار تحسین به لطف زبان

ز گفتارش آمد سخنهای نغز ‌ چو شهوار گوهر به ارز گران

یکی آن فسانه ز بستان خیال ‌ چنان ترجمه کرد زان داستان

که هر یک پسندیده اهل خرد ‌ به امصار و اکناف هندوستان

کتاب دوم هم ز تالیف اوست ‌ بذکر مظاهر وحامان آن

سوم بحث نسوان و ذکر وفا ‌ نوشته بخوبی به نسوان زبان

چهارم دل آرای نظم سخن ‌ بیاراست مثل عروس آنچنان

بهر دل عزیز است چون جان عزیز ‌ بهر چشم شوق تماشائیان

به معجز بیانی به عیسی دمی ‌ بینداخت در جسم بی جان جان

عجب کرد آراسته روی نظم ‌ که دل میکشد هر ادای بیان

چه نقشی بینداخت بر روی دهر ‌ که نامش بود زنده جاودان

پریشان سخن را فراهم نمود ‌ شود سرمه چشم اهل جهان

رسانید سرمایه عمر خویش ‌ باهل سخن هدیه و ارمغان

ندا داد تا لقب بگوای نظیر ‌ شده طبع دیوان بافر و شان

ہمان وقت فکرم بتاریخ شد ۰ ہمان دم بہ سالش کشودم زبان
گرفتیم حرف از سر طرز او ۰ بگفتیم سالش ۔ چہ مرغوب جان

۱۹ ۱۳

گہرفشانی خامہ بلاغت شمامہ مرزا ساجد بیگ معتمد عدالت ملکنڈہ علاقہ نظام برادر خرد سرور جنگ آغا مرزا بیگ

راقم نے وہ کلیات آراستہ کیا ۔ ہر صفحہ انجمن ہے ورق بزم دلفریب
واللہ طرز شوخیٔ دیوان کہتے ہے ۔ معشوق پرستیز کی ہے رزم دلفریب
طبع روان کا قصد کیا ساجد زبان ہلا ۔ تاریخ تو بھی لکھنے کا کر عزم دلفریب
ہاتھ آئے ناگہان مجھے تاریخ طبع بھی ۔ اچھی زبان برقی ہے بالنظم دلفریب

۱۹ ۱۳

ترانہ گفتار شیرین زبانی و نغمہ بہ ہنجار فصیح بیانی خواجہ مرزا امیر الدین خان متخلص بہ آثم خلف الصدق راقم دہلوی

واہ واہ النظم حضرت راقم ۔ گویا گل بار ہے چراغ بزم
ہر سخنور کی سیر کرنے کو ۔ کھل رہا ہے یہ خانہ باغ بزم
خاص دہلی کی انجمن کا ہے ۔ شمع اردو کا یہ سراغ بزم
واہ دیوان ہے نور کیا دیوان ۔ بہر نظارہ شب چراغ بزم
خوش بیانی سے مست ہو محفل ۔ تر زبانی سے تر دماغ بزم
رنگ گفتار سے ہویدا ہے ۔ مے سخن ہے زبان ایاغ بزم
دیکھ لین خود نظر سے اہل نظر ۔ گل فشانی یہ ہے چراغ بزم
صفحہ صفحہ گل مضامین سے ۔ انجمن کا چمن ہے باغ بزم
طبع دیوان وہ ہوا آثم ۔ ہے ڈھلا سا نچے مین ایاغ بزم

نور افشان ہے حرف حرف اسکا | گویا روشن ہین سو چراغ بزم
۱۹ ۱۴

بہ آہنگ عنبر ریز و نوای افسون خیز از خاصان درگاہ الٰہی و مقبول ایزد خلق پناہی خدا آگاہ مرتضٰے شاہ چشتی دہلوی

ہمکو آیا پسند راقم کا | ریختہ مین و تیرہ نادر
کیا چھپا ہے یہ واقعی دیوان | کل زبان کا ذخیرہ نادر
۱۹ ۱

قطعہ تاریخ سال طبع دیوان بہ شوخی زبان شوخ و تیز بیان شوخ حسین خان متخلص ناظر شاگرد راقم دہلوی

طبع استاد کا دیوان ہوا ایسا | شوخ ادائی مین بنا شاہد گل رو اچھا
دیکھہ کر اہل نظر اسکو کہین گے ناظر | واللہ دیوان ہے با نغمۂ اردو اچھا
۱۹ ۱۳

قطعہ تاریخ طبع دیوان بپاکیزگی زبان و بہ شایستگی طرز بیان عبد الرحمن خان متخلص عشرت شاگرد راقم

ہوا ہے طبع کیا دیوان استاد | کہ جسکی طرز بالکل فارسی ہے
زبان ریختہ رنگین وہ ہے | کہ اردوی معلے واقعی ہے
پسند دل ہنو کیونکر یہ عشرت | بیان با عشق و ذکر عاشقی ہے
۱۹

قطعہ تاریخ طبع از فکر گوہر بار شاعر شوخ گفتار محمد عبد الحمید صاحب متخلص اخگر شاگرد آگاہ دہلوی

چہ دیوان کہ اخگر ز ہر حرف حرفش | نمایان شود عز و تمکین راقم
چو در قالب طبع آمد ز خوبی | از و شاد شد جان شیرین راقم
پے عیسوی سال طبعش شنیدم | ز روح القدس نظم شیرین راقم
۱۹

ایضا

چہپا جب حضرت راقم کا دیوان | جسے اردو کی جان لاریب کہئے
سر بد ظن قلم کر لکہہ یہ اخگر | کہ دیوان ہا لسان الغیب کہئے

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر بلند و رسائی طبع ارجمند محمد عبد الرحمن صاحب کوکب شاگرد اخگر

دیوان خوب راقم ہر حرف شوخ جسکا | تابندہ ہے ستارہ یا دُر ہے شاہوار
جب چہپ چکا تو کوکب لکہا یہ سال طبع | جادو بیانیان ہین ۔ با نغمہ ہزار

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ بہ گہرباری قلم عنبرین رقم شاعر یکتا محمد ریاض الدین فدا مہر منشی ارزید نسی بے پور متوطن اکبر آبادی

بے ریا دوست حضرت راقم | مہر تابندۂ سپہر کمال
اونکا دیوان اب مرتب ہے | ہین چہپنے مین اوسکے قیل و قال
طبع کا اوسکے لکہئے سال فدا | ہوگا مطبوع بوستان خیال

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ از فکر ناظم بے مثال شاعر نازک خیال منشی محمود جان صاحب متخلص محمود مترجم دفتر انگریزی کونسل جے پور

ہے دیوان راقم مین کیا آب و تاب | ہر ایک شعر ہے گوہر حسن و عشق
کہچی ہے جو تصویر راز و نیاز | ہے پیش نظر پیکر حسن و عشق
جفا و وفا کا یہ آئینہ ہے | ذرا دیکہنا جوہر حسن و عشق
پئے سال محمود نے بر محل | کہا چہپ گیا دفتر حسن و عشق

۱۳۱۹

قطعہ بیہودہ سرائی راقم ۔ یا صد آتاریخ

۱۳۱۹

دیوان نہین لکھا ہے یہ گویا قمیر نے — راز و نیاز عشق کی تصویر کھینچی ہے

صورت گری خیال کی مانی نکر سکے — راقم نے وہ خیال کی تقریر کھینچی ہے

ہر لفظ دل فریب ہے ہر حرف دلربا — کلک سخن سے قدرت تاثیر کھینچی ہے

غم کا کہین بیان ہے کہین ذکر عیش کا — عاشق کی نامرادی تقدیر کھینچی ہے

دیوان نہین ہے ایک مرقع ہی جسمین کل — شعلہ رخون کی حسن کی تصویر کھینچی ہے

کیا کیا زبان شوخ سے گفتار گرم سے — کل شاہدان ہند کی تصویر کھینچی ہے

ختم کلیات راقم دہلوی - زمزمہ تواریخ

از نسب خواجہ قمر الدین خان جہان آبادی — مولد از قدیم دہلی ولد خواجہ بدر الدین خان

مترجم بجلد ہائے بوستان خیال — نبیرہ نواب نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ

از اقوام مغل تورانیہ — نمک خوار با عہد دولت قیصر ہند

خاتمہ بالخیر ہوا

تمت

اعلان

جملہ حضرات ارباب مطالع و اصحاب اخبار وغیرہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بندہ راقم نے اپنے کلیات موسومہ بنغمہ اردو کل حقوق تصنیف کے محفوظ کر لئے مین اور حسب ضابطہ رجسٹری بہی کرائی گئی ہے کوی صاحب بلا اجازت مصنف کے قصد طبع نفرمائین — اور شایقین کو خریداری اس گوہر بے بہا کی منظور ہو تو بہ ارسال زر قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ، ہمعہ محصول ڈاک و رجسٹری وغیرہ مصنف سے بمقام جیسوپور اونچاگنوان یا مطبع افضل المطابع دہلی محمد اعظم خان سے منگائین خواجہ مرزا قمر الدینخان راقم

العبد